ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
۱۲۸۰
مطبع مصطفائی طبع شد
محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار بلکہ بیحد و بیشمار حمد و ثنا اوس خالق بیزوال اور صانع باکمال کو جسنے اپنی قدرت ظاہرہ اور صنعت باہرہ سے انسانکو پانی سے بنایا + اور اونمین حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نائب اور رسول کرکے ساری مخلوقات کا سردار ٹھہرایا + بھسبب آدمیون پر جمیع امور دینی و دنیوی اور شادی و غمی مین اوس رسول مقبول کا اتباع فرض فرمایا + اور بشرط اتباع سنت اوس نائب برحق کے سبکو وعدہ وصول نعمای بہشت برین کا سنایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ وَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْن بعد حمد اور صلوۃ کے بندۂ عاجز گنہگار شرمسار مغفرت پروردگار کا امیدوار خادم علمای ربانی محمد سعد الدین عثمانی ساکن خطہ ہمایون مشہور بہ بلدۂ بدایون صانہا اللہ تعالی عن البلاء والطاعون عرض کرتا ہی کہ ۱۲۵۵ھ ایک ہزار دوسو پچپن ہجریہ مقدسہ مین خانصاحب والا تبار عالی شان محمد خان زمان خان منجھلے بیٹے خلاصۂ دودمان عالی مکان حاتم دوران فیض رسان عالی میان محمد یار خان مرحوم مغفور ساکن زمیندار موضع بھیکن پور متعلقہ پرگنہ اوترولی ضلع کول علیگڑھ کے بلدۂ طیبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین وارد ہوے اور پانچ اوپر تیس سوال بطور استفتا بجناب مستطاب معلی القاب فخر المجد والعلا عمدۂ محدثین و فقہا زبدۂ اہل فضل و کمال نقاوہ ماحیان جہل و ضلال مبطل شرک و بدعات مروج سنن و مستحبات مولانا و بالفضل اولنا حمیدۂ اخلاق ستودۂ آفاق ابو سلیمان محمد اسحق سلمہ اللہ تعالی علی روس اہل الحق والاحقاق الی یوم المساق جو نواسے اور جانشین ملک العلماء والمحدثین فخر العباد والزاہدین شرف العقلاء واہل التمیز حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے ہین لاکر گذرانے اور عرض کیا کہ اگر تمھاری توجہات سامی اور عنایات گرامی سے جواب باصواب

ان چند مسائل کا کتب فقہ و احادیث معتبرہ مستندہ سے مع نقل عبارت کتب موصوفہ کے لکھا جاوے تو امید قوی اور توقع
کامل ہی کہ ابنای روزگار جو اکثر امورات شادی و غمی مین پابند رسومات واہیہ اور بدعات قبیحہ کے ہین + اسپر مطلع اور خبردار
ہوکر راہ راست سنت نبویہ پر آوین + اور ہر امور مین حتی المقدور و الامکان سنت نبوی کا اتباع اختیار کرین + اور رسومات
مخترعۂ اہل شرک و بدعت سے محفوظ رہین بعد ازان خانصاحب عزی الیہ نے واسطے تحریر املای جواب اسولۂ مذکورہ کے
فضائل و کمالات دستگاہ حقائق و معارف آگاہ متبع سنت رسول اللہ محترز از لوث خباثت شرک و گناہ حامی شرع
محمد عربی سید ابو محمد عرف امین الدین احمد جالیسری کو خدمت جناب مولانا صاحب ممدوح مین معین فرمایا چونکہ
جواب سوال سائلین کا بلحاظ ہدایت و ارشاد سنت سید المرسلین علیہ الصلوۃ و السلام بذمۂ علمای ربانیین بحکم آیۂ کریمہ
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ واجب اور متحتم ہی جناب مولانا ممدوح نے کہ سراپا مصروف ترویج سنت حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشغوف امحای بدعت کے ہین باوجود لحوق عوارض جسمانی اور لصوق عوائق روحانی
لکھنا جواب سوالات مذکورہ کا لازم جانکر مطابق سوالات سائل موصوف کے کتب معتبرہ سے تلاش فرماکر جواب دینکا
ارشاد کیا اور اس خلاصۂ کتب معتبرہ کو واسطے جمیع مسلمان امت محمدی کے ہر ایک شادی و ماتم مین دستور العمل
ٹھہرایا بعد ازان سید صاحب موصوف نے بموجب ایمای جناب مولانا پانچ سوال مع جواب اور ایک مقدمہ اور
ایک خاتمہ زیادہ کرکے بمسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین موسوم کیا چنانچہ بعد تحریر و تسوید کے خانصاحب ممدوح کے
پاس ارسال فرمایا وہان سے عرصۂ قلیل مین نقلین اوسکی اطراف و جوانب کو پہنچین حتی کہ ایک نقل قصبہ سہسوان
مین بھی آئی وہان کے اکثر صاحبون کو اوسکے لکھنے اور پڑھنے کا بدل و جان شوق ہوا اور اوسکے مطالب سے
مطلع ہوکر کمال ذوق اوٹھایا چونکہ درین ولا ماہ شوال سنہ حال یعنی بارہ سو چھپن ہجریہ مقدسہ مین ہمراہ رکاب
سعادت مآب جناب مستطاب مخدومی استاذی برادر صاحب المناقب فیض رسان مستفیضان اتق الاتقیا و
ارشاد فرمای مسترشدان راسخ الاعتقاد واقف اسرار کاشف استار سر حلقۂ علمای روزگار سر آمد فضلای اعصار
شفیق محبان قدیم و جدید خلیق مسافران قریب و بعید جناب مولنا محمد عبد المجید زاد مجدہ و دام دوامہ کے
اس گنہگار قلیل البضاعۃ کے وارد ہونے کا اتفاق قصبۂ مذکورہ مین ہوا اور جمیع دوستان صمیم اور محبان قدیم
کی ملاقات محبت سمات سے حظ وافر اور عیش متکاثر اوٹھایا اوسی عرصے مین مخلص بیریا محب یکتا سعادتمند
ازلی سید کرم نبی مشہور بہ پیر جی سلمہ اللہ تعالی ساکن قصبۂ مذکورہ نے بعض مضامین سوال و جواب مندرجۂ
رسالہ متبرکہ موسومۃ الصدر پر اس عاجز کو مطلع کرکے بیان کیا کہ ہم لوگ فارسی خوان فہمید مطالب و مضامین
عبارت عربیہ سے مطلق عاری ہین اور یہ رسالہ عبارت عربی روایات کتب فقہ و احادیث سے مالامال و مملو ہی
اگر اسکی عربی کا بھی ترجمہ بزبان فارسی لکھا جاوے تو بوجہ احسن سمجھہ مین آوے پس اس عاصی با نواع المعاصی نے

یہ بات بہتر جانکر اونکے پاس سے وہ رسالہ لیکر نقل کر لیا اور اوسکی عربی کو فارسی زبان مین لکھنے کا ارادہ کیا بعد اوسکے
خیال مین گذرا کہ جیسا فارسی عجم ان فہمید معانی عبارت عربیہ سے عاری ہین ایسا ہی جو لوگ کہ جاہل محض و مطلق ان پڑھے
ہین وہ تو فارسی و عربی دونون کے سمجھنے سے محروم ہین پس اگر یہ سارا رسالہ یعنی اسکی عربی اور فارسی سب اردو زبان
مین لکھا جاوے تو نہایت خوب و بہت بہتر و عجب ہی کہ ہر خاص و عام خواندہ و ناخواندہ کو فائدہ برابر پہنچے اور بغیر سمجھائے
سمجھ مین آوے چنانچہ اسی لحاظ سے از اول تا آخر اردو زبان مین بعبارت سہل و سلیس اوسکا ترجمہ لکھا اور حتی الوسع
ایراد لغت غیر مانوس و نا مشہور سے احتراز کیا اور ترجمہ ہندی مین مطابقت عربی و فارسی کا لحاظ نرکھا یعنی جہان فارسی یا
عربی کے معنی کو مقدم ہونا مناسب لکھا وہان مقدم اور جہان موخر ہونا بہتر جانا وہان موخر کر دیا تا کہ بخوبی سمجھ مین آوے
بلکہ بعض سوال کو بلحاظ مناسبت و ترتیب بعد اگر بعض سے قبل و بعض سے بعد مقدم و موخر کر دیا لیکن کوئی سوال و کسی کا
کچھ مضمون و مطلب اصلا فروگذاشت نکیا بلکہ بعض مقام مین جہ اجمال و اختصار تھا وہان تفصیل تمام بیان کیا اور بعض جگہ
بنظر زیادت قوت و تایید جواب کے اور بھی کتب معتبرہ کی روایات کا ترجمہ زیادہ کیا اور اوسکی پہچان کے واسطے
کہین لفظ تفصیل کا اور کہین لفظ تنبیہ کا یا فایدے کا یا تایید کا سرخی سے یا روشنائی کے قلم سے لکھا اور اوسکے آخر لفظ
فقط کا تحریر کر کے پھر اصل کتاب کا ترجمہ شروع کیا اور نام اسکا **رفاہ المسلمین فی شرح مسائل اربعین** رکھا
اللہ تعالی اسکو منظور نظر جملہ انام اور مقبول خاطر ہر خاص و عام کا کرے اور مجکو اور سب مسلمانون کو اسکے مطالب و مضامین پر
عمل کرنے کی توفیق دے واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق چونکہ خلاصہ اوس رسالہ متبرکہ کے دیباچے کا اس شرح کے
دیباچے مین یہان تک بطور اختصار مذکور ہو گیا اسواسطے اب اوسکے مقدمے سے ترجمہ شروع کیا گیا مقدمہ
اس بیان مین کہ سب مسلمانون کو مرد و اناث پر واجب و لازم ہی کہ ہر شادی و غمی مین حضرت سرور عالم احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت اور خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کی راہ و رسم اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ جیسا کہ کتب معتبرہ
فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت مین موجود ہی جاری رکھین اور کسی جاہل بدمذہب اور خلاف شرع کے برا کہنے کا اور طعن و
ملامت کرنے کا اندیشہ نکرین چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم زمرہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اس بات پر بیعت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سنین اور اوسپر عمل کرین تنگی مین اور فراغت مین رنج مین اور راحت مین اور اسبات پر کہ اوپر
کسی شخص کو سردار اور حاکم مقرر کرین اور اس بات پر کہ نزاع نکرین اور نکال نلین کسی کام کو اوسکے اہل سے اور اس بات پر
کہ کہدیا کرین حق بات جہان کہین ہون اور اللہ کی اطاعت مین کسی کے برا کہنے کا اور ملامت کرنے کا خوف
نکرین پس سب مسلمانون کو چاہیے کہ جو رسمین جاہلیت کی کہ بطور شرک و بدعت یا بطرز گناہ و معصیت ہون سبکو موقوف
اور مسدود کر دین کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی میرے طریق و سنت کو مضبوط پکڑنا اور اوسپر عمل کرنا
نئی بات کے نکالنے سے بہتر ہی سو چاہیے کہ امور شریعت پر چلنا اور بدعت کو چھوڑنا اور برا جاننا ہر شادی

ف
چھاپے مین جو سرخی نہین ہو سکتی اسواسطے لفظ تایید وغیرہ سیاہی سے بجای سرخ قلم لکھا گیا اور اسی طرح سے لفظ تنبیہ اور تفصیل ۱۲

وعجمی مین لازم جانین علی الخصوص اس زمانے مین کہ اکثر لوگ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت بلکہ اور فرض سمجھکر کفار و مشرکین
ہند کی رسمون پر عمل کرتے ہین اور جو لوگ اون رسوم جاہلیت اور خلاف شریعت کو برا جانکر اونپر عمل نہین کرتے اور اون
رسمون پر عمل کرنے والون کو منع کرتے ہین تو وہ اون منع کرنے والونکو برا جانکر اوسلئے اونپر طعن و ملامت کرتے
ہین ایسے وقت مین تبع اہل بدعت کے خلاف کرنا اور شریعت نبوی پر قائم رہنا اور سنت کے رواج دینے پر چست و چالاک
ہونا اور برا کہنے والونکی طعن و تشنیع کو برداشت کرنا بڑا ثواب اور بہت فائدے رکھتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کبھی میری امت مین فساد پڑے اور امور بدعت اور خلاف سنت جاری ہون اوسوقت
مین جو کوئی میری سنت پر عمل کرے اور بدعتیون سے الگ رہے تو اوسکو سو شہید کا ثواب ملے سبب اسکا یہ ہی کہ
جو شخص کافرون کے مقابلے مین تیر و تلوار کے زخم کھاکر حقتعالی کی راہ مین اپنی جان عزیز کو قربان کرتا ہی وہ تو ایک ہی بار
مرجاتا ہی سو اسواسطے اوسکو ثواب بھی ایک ہی شہید کا ملتا ہی بخلاف اوس شخص کے جو ایسے نازک وقت مین کہ اسلام بہت
کم ہوگیا بلکہ صرف نام رہگیا اور مفسدون بدعتیون کی کثرت ہوئی باوجود مخالفت اہل بدعت و گمراہی کے طریق و سنت
نبوی کے جاری کرنے اور رواج دینے پر چست و چالاک اور اون مفسدون بدمذہبون کی طعن و تشنیع سے
بیباک ہی اور اونکے تیر ملامت اور تلوار لعنت کے زخمون کو اصلا خیال مین نہین لاتا اسواسطے ثواب سو شہید کا پاتا ہی
کسی شخص نے کیا خوب شعر کہا ہی **فرد** زخم شمشیر جانستان نکند ✽ انچہ زخم زبان کند بر مرد ✽ اور فی الحقیقۃ اصل اس
محنت و صبر کی اور بنیاد ترویج اسلام اور احیای سنت کی طریقۂ انبیا اور اولیا علیہم الصلوۃ والثنا کا ہی چنانچہ حدیث
شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمیون مین سب سے زیادہ بلا اور سختی کو برداشت کرنیوالے
اور رنج و الم مین پڑنے والے انبیا ہین ونکے بعد جو اونسے درجے مین کم ہین یعنی اونکے اصحاب بعد اونکے
جو اونسے کم ہین یعنی تابعین پھر تبع تابعین علی ہذا القیاس غرضکہ رضای مولی از ہمہ اولی بقول شخصے دنیا روزے
چند آخر کار با خداوند حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرنا اور اونکے حکم پر چلنا حقتعالی
کی رضامندی کا باعث اور بہشت برین مین داخل ہونے کا سبب ہی اور اونکی سنت سے انکار کرنا اور حکم کے
خلاف چلنا اور منھہ پھیرنا اللہ صاحب کی خفگی اور غصے کا موجب اور دوزخ مین پڑنے کا باعث ہی چنانچہ صحیح
بخاری مین اس مضمون کی حدیث منقول ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت ساری بہشت مین داخل
ہوگی سوای اوس شخص کے جو انکار کرے یارون نے پوچھا یا رسول اللہ کون ایسا ہی جو انکار کرے فرمایا جو کوئی
میری اطاعت کرے وہ بہشتی ہی اور جو میرے خلاف کریگا وہی منکر ہی جاننا چاہیے کہ اطاعت رسول مقبول
علیہ الصلوۃ والسلام کی بعینہ اطاعت حق جل و علا کی ہی چنانچہ حقتعالی نے اپنے کلام مجید فرقان حمید مین فرمایا ہی
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا یعنی جسنے حکم مانا رسول کا اوسنے مقرر

حکم مانا اللہ کا اور جو کوئی اولٹا پھر تو ہمنے تجکو نہین بھیجا اونپر نگہبان اب بعد تمہید مقدمے کے تحریر و تحقیق جواب سوالات
مرقومہ مین شروع کیا جاتا ہی اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے تمامیت کو پونہچا دے آمین و بہ نستعین **پہلا سوال**
ان چالیس سوالون مین یہ ہی وقت تولد فرزند کے اوسکے دونون کان مین اذان ورا قامت کہنا واجب ہی یا سنت
یا مستحب اور اوس لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھنا کیسا ہی **جواب** فرزند نو تولد کے کانون مین اذان اور اقامت کہنا پیغمبر صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہی صحیح ترمذی اور سنن ابی داود مین لکھا ہی کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ جسوقت حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوے تھے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ کے کان مین اذان دی اور مفتاح النجات مین تصریح لکھا ہی کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے
تولد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے سیدھے کان مین اذان دی اور بائین کان مین اقامت یعنی
اولٹے کان مین بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بھی کہا اور سیوطی نے جامع صغیر مین مسند ابی یعلی سے
نقل کیا ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جس کسی کے لڑکا پیدا ہو پھر اوسکے سیدھے کان مین
اذان اور اولٹے کان مین اقامت کہی جاوے تو اوس لڑکے کو مرض ام الصبیان کا ضرر نکرے اور رزین کی
روایت مین سورۃ اخلاص کا پڑھنا بھی آیا ہی اور اس اذان اور اقامت کے کہنے مین طریق مسنون یون ہی کہ اول لڑکے کو
غسل دیکر پاک اور سفید کپڑے مین لیکر اوسکا کوئی اوسکے سیدھے کان مین اذان اور اولٹے مین اقامت کہے
اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہتے وقت اپنا منھہ دونون طرف پھیرے جیسے نماز کی اذان مین پھیرتے ہین
چنانچہ کنز العباد مین بھی اسی طرح لکھا ہی تا یید ورشرعۃ الاسلام مین منقول ہی کہ جب اولٹے کان مین اقامت
کہہ چکے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بَرًّا تَقِيًّا وَأَنْبِتْهُ فِي الْإِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کی کثرت کرے
أُعِيذُهُ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ سے
لکھا ہی کہ فرزند نو تولد کے کان مین یہ آیت بھی کہنا مستحب ہی اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ **قولہ** اور چھوہارا یا کوئی اور میٹھی چیز چابکر یا پیس کر اوسکے تالو کے اندر ملنا مستحب ہی لیکن
چھوہارا افضل ہی مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو
اوسکو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور مین لاتے آپ اوسکو برکت کی دعا فرماتے اور چھوہارا چابکر اوسکے
تالو مین ملتے تا یید جامع شتی مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ولادت عبد اللہ بن زبیر
رضی اللہ عنہما کے چھوہارا دہن مبارک سے چابکر اونکے تالو مین ملائیں سب چیز سے پہلے اونکے پیٹ مین
لعاب دہن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پونہچا انتہی یعنی جامع شتی کا مضمون تمام ہوا اور عینی شرح بخاری مین
تحنیک کے مقدمے مین یون لکھا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکو کسی مرد صالح کے پاس لیجاوین وہ مرد چھوہارا
منقول ہی کہ لڑکے کے واسطے اوسکی ماں کے دودھہ سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہین فقط

چاہئے اوسکے تالو مین ملے کہ مستحب ہی اور سب چیز سے بہتر تمر ہی یعنی خرمای خشک بعد اوسکے رطب یعنی خرمای تر بعد
اوسکے شہد ورجو یہ چیزین میسر نہون تو کوئی اور چیز میٹھی جسکو آگ کا نہ پہونچا ہو وہ ملے **قولہ** اور لڑکے کا نام محمد
یا احمد رکھنا مستحب ہی صحیح بخاری و مسلم مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکون کا نام میرے نام پر
رکھو اور سنن ابی داود مین منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکون کا نام پیغمبرونکے نام پر رکھا کرو یعنی
ابراہیم اسمعیل موسی عیسی مثلا اور طبرانی نے جامع کبیر مین اور عدی نے کامل مین بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص کے تین لڑکے ہوے پھر اوسنے اونمین سے ایک کا بھی نام محمد نہ رکھا تو بڑی نادانی کی یعنی بسبب اپنی نادانی
کے ایسی بڑی نعمت و برکت سے محروم رہا **تائید** مشکوۃ شریف مین روایت ہی کہ اللہ تعالی کے
نزدیک عبد اللہ و عبد الرحمن سب نامون سے زیادہ محبوب ہین اور یہ بھی مروی ہی کہ سب نامون مین
بہتر وہ نام ہی جو مشتق حمد سے ہو اور وہ نام جو منسوب بعبدیت ہو یعنی محمد احمد حامد محمود اور عبد اللہ
عبد الکریم عبد الرحمن عبد الرحیم وغیرہا علی ہذا القیاس و رسنن نسائی اور ابی داود مین وہب جشمی سے
منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنے لڑکون کا نام انبیا علیہم السلام کے
نام پر رکھو **تنبیہ** لعیار العلوم مین لکھا ہی کہ جس لڑکے کا نام انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے نام پر رکھا
ہو تو کسی کو جائز اور درست نہین کہ اوس لڑکے پر لعنت کرے یا گالی دے یا چھوٹا نام حقارت سے
زبان پر لاوے لیکن اگر بلحاظ تادیب و تنبیہ کچھ الفاظ سخت اور سست کہنا ضرور ہو تو اوسکے روبرو
اسطرح کہے کہ تو ایسا ہی تو ویسا ہی نام لیکر برا اور زبون نکہے کہ فلانا ایسا اور ویسا ہی اور جس
لڑکے کا نام محمد ہو اوسکی تعظیم و تکریم کرنا چاہیے کہ حدیث شریف مین آیا ہی جس لڑکے کا نام محمد
رکھو تو اوسکی تعظیم کیا کرو فقط **دوسرا سوال** جو شخص کہ لڑکے کے کان مین اذان کہے تو
اذان کہنے کی عوض مین شیرینی یا کچھ نقد اوس اذان کہنے والے کو دینا درست ہی یا نہین **جواب**
اس اذان کے کہنے مین حدیث شریف سے اسی قدر ثابت ہوا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکا کوئی
بزرگ اوسکے کانون مین اذان اور اقامت کہے اور اگر سنت ادا ہونے کی نیت سے کوئی غیر
اذان کہدے تو بھی درست ہی اور نقد یا شیرینی اوسکے عوض مین دینا کو نہین چنانچہ حسنین
شریفین رضی اللہ عنہما کے پیدا ہونے کے وقت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکے کان مین
اذان دینا ثابت ہی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا اوسکے عوض مین نقد یا شیرینی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر کرنا اور بطریق پیشکش گذراننا منقول نہین پس
ایسے وقت مین مستحق کو بطریق خیرات کچھ دینا قباحت نہین بشرطیکہ نیت اجرت کی نہو واسطے

کہ لڑکے کے کان مین اذان کہنا اقسام عبادت سے ہی اور ہدایہ اور شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ موافق اصول قواعد حنفیہ کے کسی عبادت پر اجرت دینا اور لینا درست نہین بدلیل آیہ کریمہ قُل لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا کہ ای رسول میرے تو لوگون سے کہدے کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تمسے کچھہ بدلہ نہین چاہتا ہون میرا اجر تو اللہ ہی پر ہی **تیسرا سوال** لڑکا پیدا ہونے کے بعد دستور ہی کہ حجام وغیرہ اوس لڑکے کے باپ وغیرہ قریبون کے پاس جاکر مبارکباد کہتے ہین وہ لوگ مبارکباد کے عوض مین حجام وغیرہ کو کچھہ کپڑا یا نقد ہی دیتے ہین یہ دستور درست ہی یا نہین **جواب** ظاہرا نقد اور کپڑا یا کچھہ اور حجام وغیرہ کو مبارکبادی کے بدلے مین دینا جائز ہی اسواسطے کہ خوشی کے وقت خوشخبر پونہچانے والے کو بطریق انعام کچھہ دینا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی صحیح بخاری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جسوقت کسی شخص نے کعب بن مالک صحابی کو اونکے توبہ قبول ہونے کی خوشخبری پونہچائی تو اونہون نے ایک کپڑا خاص اپنا پہنا ہوا اوس بشیر کو انعام مین دیا لیکن شرع شریف سے یہ ثابت نہین کہ ایسے وقت مین دینے لینے کو دستور اور دست آویز بکڑ کر خوشخبری دینے والا کسی سے دعوی کرے اور اپنا حق اور معمول جانکر زور سے لے اسواسطے کہ ایسا دینا تبرع اور احسان کی قسم سے ہی اور کتب فقہ مین لکھا ہی کہ تبرع اور احسان پر کسی کو جبر نہین درست اور یہ جو اکثر لوگ حجام وغیرہ ہری گھاس کا پونڈا دے کر مبارکباد کہتے ہین یہ رسم ہندوستان کے کفار کی ہی پس اسطرح خوشخبری اور مبارکبادی پونہچانا اور اوسکے عوض مین کوئی چیز بطریق انعام اونکو دینا درست نہین چاہیے کہ ایسے وقت مین حجام وغیرہ کو تنبیہ و زجر کرین کہ انعام و اجر دین **چوتھا سوال** چھوچھک جو ہندوستان مین رواج ہی یعنی لڑکے کے پیدا ہونے سے چھٹے دن یا کسی اور دن کپڑے اور کھچڑی اور ہنسلی کڑے چاندی سونے کے اور نقد وغیرہ اوسکے ننہال والے اوسکو اور اوسکے ماں باپ کو بھیجتے ہین سو درست ہی یا نہین **جواب** اگر لڑکے کے ننہال والے کپڑے وغیرہ اشیاء مذکورہ بطریق صلہ رحم کے بھیجین تو درست ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت ضرورت اور حاجت جدیدہ کے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے بحکم آیہ کریمہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ یعنی اور دے تو ناتے والے کو اوسکا حق پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا حکم بجالانے کو اپنے مقدور موافق اپنا بیت کے لوگون کو فائدہ پونہچانا اقسام خیر سے ہی اور خیرات کرنے کو حکم الہی نازل ہی وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی نیکی و خیرات کرو شاید تم بھی بھلائی پاؤ لیکن بشرطیکہ فرض مینا پڑے اور رسوم اہل ہند اور جاہلیت کی رعایت کا اصلا خیال نہو اور اگر ادای رسوم کفر و جاہلیت کی نیت سے کچھہ بھیجین تو ہرگز درست نہین کہ کفار کی رسوم سے مشابہت لازم آتی ہی اور ایسے شخص کے حق مین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی جس قوم کے ساتھہ مشابہت کرے گا تو وہ اوسی قوم مین ہی اور زیور سونے چاندی کا لڑکون کو پہنانا درست نہین اور لڑکیون کو درست ہی اور تفصیل اسکی چھٹے سوال کے جواب مین معلوم ہوگی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ طریق چھوچھک مذکورہ کا جو ہندوستان کے مسلمانون مین رواج ہی سو اسکی حاجت اسوقت خاص مین ہرگز کسی کو نہین بلکہ تخصیص کھچڑی وغیرہ کی اس وقت مین ایک رسم رسومات قوم ہنود سے ہی اونکے یہان ہر ایک شادی اور غمی مین رسمین

ف: مذکورہ بالا حدیث اور آیت کے مضمون سے ثابت ہوا کہ اپنا بیت کے لوگون کے ساتھہ اونکی ضرورت کے وقت مین جن چیزون کی اونکو حاجت ہو اور وہ حاجت خلاف شرع اور رسوم جاہلیت سے بھی نہو تو اپنے مقدور موافق سلوک اور حاجت روائی کرنا اقسام خیر سے ہی ۱۲

علاوہ علیحدہ مقرر ہین اس وقت مین اور رسمون کے ساتھ ایک یہ رسم بھی مقرر ہی سو وہی رسمین ہنود و مشرکین کی انھون سے
یعنی ہندوستان کے مسلمانون نے بھی بسبب کثرت ارتباط اور ملاقات کے ہر ایک شادی و غمی مین لازم کرلی ہین اور بعض رسم
کی صورت بدل کر کچھ اور نام رکھ لیا ہی سو اب انکے ترک کرنے کو موجب نقصان اور نامبارکی کا بلکہ باعث موت کا جانتے ہین
نہین سمجھتے کہ ایسے کام خلاف شرع کرنے سے اور اس طرح کے عقیدہ باطلہ سے انسان کا ایمان مفت مین جاتا ہی اور جو کچھ
مقدر ہی وہ تو مشیت الٰہی سے ضرور ظہور مین آتا ہی کسی رسم کے کرنے اور چھوڑنے پر موقوف نہین سو سب مسلمانون کو مردون
اور عورتون کو لازم ہی کہ جو رسمین ایام جاہلیت کی اور کفار و مشرکین کی ہر ایک شادی و غمی مین خلاف حکم خدا و رسول کے اختیار
کرلی ہین سبکو موقوف اور مسدود کردین اور جب پیدا ہونے مین خواہ کسی اور شادی و غمی مین خویش و اقربا کو کسی چیز کی حاجت
ضروریہ مشروعہ غیر ممنوعہ لاحق ہو تو بمقدور خود دریغ و تعب جسقدر آپ سے ہو سکے اوسمین دریغ نکرین اور بے مقدوری کی حالت مین
قرض کا بوجھ سر پر نلین عجب اندھیر ہی کہ یہ لوگ نام کے مسلمان رسوم ہنود و کفار کے پابند اولاد کے ابتدای حمل سے آخر عمر تک
ہر ایک شادی و ماتم مین رسومات جہالت و کفر پر اسقدر مصروف اور مصر ہو رہے ہین کہ اونکو فرض و واجب سے زیادہ جانکر باغ و حویلی
بیچ کر زر خطیر قرض و ام لیکر بحکم خدا اور رسول علیہ السلام کے ان رسومات منہیہ مین اوٹھاتے ہین اور دنیا کی ناموری کے بدلے
دین کو برباد کرتے ہین یہان تک کہ اگر کوئی بندہ خدا کا اوسکے خوف سے اور شریعت حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی اتباع
کے لحاظ سے کوئی رسم رسومات منہیہ سے ترک کرے تو اوسپر ہزارون طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کرتے ہین اور فی الحقیقہ ایسے
لعن و طعن ناحق سے خود ملعون و مطعون بلکہ کافر و مشرک ہوتے ہین خیر ہمنے کہ دیا آگے تمھاری عقل و سمجھ ہی جیسا کروگے
ویسا پاوگے جس چیز کا بیج ڈالوگے اوسی کا پھل کھاوگے عاقل کو اسی قدر کفایت ہی زیادہ طول ملالت ہی **پانچوان**
سوال اگر کسی سبب سے لڑکے کا عقیقہ ساتوین دن نہو سکے تو پھر کبتک درست ہی اور اوسکے
سر کے بال چاندی یا سونے سے تول کر وہ چاندی سونا حجام کو دینا درست ہی یا نہین اور عقیقے کا
گوشت کس طرح تقسیم کرین اور سری پاے اوس کے ٹے ڈالین یا کھال وغیرہ کے
ساتھ زمین مین دفن کردین اور جیسے کہ قربانی کے جانورون کی ہڈیان توڑنا درست ہی اوسکی
بھی توڑنا درست ہی یا نہین **جواب** علمای حنفیہ کے نزدیک عقیقہ کرنا
مستحب ہی وہ کہتے ہین اگر عقیقہ ساتوین دن میسر نہو تو چودھوین یا اکیسوین دن کرین اور اگر بسبب تنگدستی اور تکلیف کے
اوس دن بھی نہو سکے تو فرض یا واجب نہین کہ قرض کا بوجھ اپنے ذمے پر لیجیے تنبیہ فتاوی خانیہ مین لکھا ہی کہ علما کا اتفاق
ہی اس بات پر کہ اگر عقیقہ ساتوین یا چودھوین یا اکیسوین دن میسر نہو تو جب میسر ہو تب کرے اگرچہ ستر برس گذر جاوین اسواسطے
کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ پچاس برس کی عمر مین کیا تھا انتہی اور عجالۃ الدقیقہ فی مسائل العقیقہ مین
لکھا ہی کہ اگر عقیقہ ساتوین دن میسر نہو تو جب میسر ہو تب کرے لیکن ساتوین دن کا لحاظ رکھے یعنی اگر لڑکا بروز جمعہ پیدا ہو تو جب کرے

تو عقیقہ پنجشنبہ کے دن کرے اور جو بروز پنجشنبہ پیدا ہو تو بروز چہارشنبہ اور چہارشنبہ کو پیدا ہو تو بروز سہ شنبہ وعلی ہذا القیاس
اور روزون کو بحاظ رکھے اگرچہ کتنے ہی برس گذر جاوین انتہی اور عقیقہ ساتوین دن سے قبل کرنا درست نہین فقط **قولہ**
اور چاندی سکے برابر لڑکے کے سر کے بالونکو تول کر وہ چاندی صدقے کی نیت سے محتاج کو دینا مستحب ہی اور حجام
کی اجرت مین دینا امر تصدق کے خلاف ہی اور جو لوگ مالدار اور صاحب مقدور ہین اگر اوسکے بالونکو سونے سے وزن کرکے وہ
سونا تصدق کرین تو بھی جائز ہی اور اون بالونکو زمین مین دفن کر دینا مستحب ہی چنانچہ طیبی شرح مشکوۃ شریف کی ہی اوسمین
بھی اسی طرح لکھا ہی یعنی ایک مسلمان کو چاہیے کہ مستحب کے ادا کرنے کی نیت سے عقیقہ کرے مشکوۃ کے باب العقیقہ مین
لکھا ہی کہ احمد و ترمذی نے اور ابو داود و نسائی نے لکھا کہ سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہر ایک لڑکا گرو ہی اپنے عقیقے کے عوض مین **تفصیل** یعنی ممنوع اور محبوس ہی اپنے والدین کی شفاعت سے یعنی اگر وہ لڑکا ایام
طفولیت مین بغیر عقیقہ ہوے مرجاوے تو بروز قیامت ماباپ کی شفاعت نکرے یا یہ معنی کہ اپنی صحت و سلامت سے ممنوع
محبوس ہے یعنی اکثر علیل اور بیمار رہے **تایید** در جامع المتفرقات مین لکھا ہی کہ علما کا اتفاق ہی کہ جو کوئی لڑکے کا عقیقہ
نکرے تو وہ اوس لڑکے کی شفاعت سے محروم رہے اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر قدرت ہوتے ہوے عقیقہ نکرے تو
شفاعت سے محروم رہے فقط **قولہ** ساتوین دن پیدا ہونے سے اوسکا عقیقہ کرین اور نام رکھین اوسکے سر بال اوتارین اور افضل
بہتر یون ہی کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری ذبح کرین اور لڑکی ہو تو ایک بکری نر ہو یا مادہ ہو بھیڑ ہو یا دنبہ ہو سب درست ہی
تفصیل لیکن بکری اور بھیڑ ایک برس سے کم نہو اور دنبہ چھہ مہینے سے کم نہو اور کچھہ عیب دار بھی نہو یعنی جو شرطین اور صفتین قربانی
کے جانور مین لازم ہین وہ سب عقیقے کے جانور مین بھی لازم ہین **تنبیہ** شرح المقدمہ مین لکھا ہی کہ گائی اور اونٹ بھی عقیقے
مین درست ہی اوسکا ساتوان حصہ ایک بکری کی برابر ہی بشرطیکہ سب حصے دارون کی نیت عقیقہ یا قربانی کرنے کی ہو فقط
قولہ اور اوسکا گوشت اسطور پر تقسیم کرنا مستحب ہی کہ سر اوسکا حجام کو اور ایک ران ساری دائی کو یعنی جسنے وہ لڑکا جنایا ہی
اوسکو دین باقی گوشت کو تین حصے کرین خواہ تول کر خواہ اندازے سے پھر ایک حصہ محتاجون اور مسکینون کو دے کر
دو حصے جو باقی رہے اوسکو پکا کر قریبون اور پڑوسیون کو کھلا دین اسواسطے کہ علما نے لکھا ہی کہ عقیقے کا اور اضحیہ یعنی
قربانی کا ایک حکم ہی **تایید** شرح المقدمہ مین لکھا ہی کہ حکم عقیقے کا مثل حکم قربانی کے ہی اور جو شرطین قربانی مین ہین وہ
سب شرطین عقیقے مین بھی ہین اور جیسا کہ گوشت قربانی کا آپ کھانا اور لوگونکو کھلانا اور تصدق کرنا اور رکھہ چھوڑنا درست
ہی ویسا ہی عقیقے کا بھی درست ہی اور فتاوای خانیہ مین لکھا ہی کہ عقیقے کے گوشت کو چار حصے کرین ایک حصہ فقیرونکو
تصدق کرین تین حصے خویش اقارب کو کھلا دین اور اگر کسی کو نکھلا دین بلکہ سب آپ ہی کھاوین تو بھی جائز ہی اور مصابیح کی
شرح مین اور ملا علی نے مشکوۃ شریف کی شرح مین لکھا ہی کہ جو شرطین قربانی مین ہین وہی شرطین عقیقے مین بھی ہین اور
جسطرح گوشت قربانی کا آپ بھی کھانا درست ہی ویسے ہی عقیقے کا گوشت بھی آپ کھانا درست ہی اور فتاوای رحمانی مین

لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو جواب مین فرمایا کہ عقیقہ مثل قربانی کے ہی تو آپ بھی کھا اور لوگون کو بھی کھلا فقط
قولہ جاننا چاہیے کہ جب علما نے فرمایا کہ عقیقے اور قربانی کا ایک حکم ہی پس اس صورت مین عقیقے کا گوشت لڑکے کے ماں باپ
اور دادی دادا اور نانی نانا کو سبکو کھانا درست ہی اگرچہ مشہور اسکے خلاف ہی اور جس مشہور کی اصل شریعت مین نہو اوسکا کچھ اعتبار
نہین اور اوس ذبیحے کی ہڈیان نتوڑین تو بہتر ہی اور جو اتفاقاً ٹوٹ جاوین تو کچھ قباحت نہین سو اسطے کہ قربانی کی ہڈیان توڑنا
کتب فقہ سے ثابت ہی **قولہ** دفن کردینا ذبیحے کے پاؤن کا درست نہین کہ مال ضایع ہوتا ہی اور ضایع کرنا مال کا شریعت سے
ناجائز ہی پس اگر سری پاؤن کا ساتھ جانین تو پاسے بھی سری کے ساتھ حجام کو دین نہین تو اپنے خرچ مین لا دین ہرگز دفن
نکرین اور اوسکے چمڑے کو بعد باغت کے کتابون کی جلد مین یا کسی اور حاجت مین صرف کرین **تنبیہ** عقیقہ اور اضحیہ کا پوست
یا گوشت تھوڑا یا بہت قصاب کی اجرت مین دینا درست نہین اگر دین تو اضحیہ اور عقیقہ درست اور مقبول نہو اب جاننا چاہیے کہ لڑکے
کا باپ اگر آپ عقیقے کو ذبح کرے تو بہتر ہی اور جو وہ نہو تو دادا یا چچا یا انکا نایب ذبح کرے اور جو یہ بھی نہون تو جو چاہے سو ذبح کرے
اور بعد ذبح کے لڑکے کا سر منڈوا کر چاندی یا سونے کے برابر تول کر بالون کو زمین مین دفن کر دین اور وہ چاندی سونا محتاجونکو
خیرات کر دین اور لڑکے کے سر پر زعفران یا صندل یا کوئی اور چیز خوشبودار ملین عقیقے کا خون اوسکے سر پر ملنے سے پرہیز کرین
ہرگز نلگاوین کہ یہ رسم جاہلیت کی ہی چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین لکھا ہی کہ بریدہ اسلمی نے بیان کیا کہ ایام جاہلیت مین ہمارے
کسی کے جو لڑکا پیدا ہوتا تو ایک بکری ذبح کرتے اور اوسکا خون لڑکے کے سر کو لگاتے پھر جبکہ وقت اسلام کا آیا تب سے
ہم لوگ ساتوین دن لڑکے کے پیدا ہونے سے ایک بکری ذبح کیا کرتے ہین اور لڑکے کا سر منڈوا کر زعفران ملتے ہین اور
رزین نے اسقدر زیادہ کیا ہی کہ اور اوسی دن اوسکا نام بھی رکھتے ہین فقط **قولہ** اور کتب فقہ مین لکھا ہی کہ عقیقے کے ذبح کے
وقت یہ دعا پڑھنا بہتر ہی اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا
بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ اور
عجالۃ الدقیقہ فی مسائل العقیقہ مین لکھا ہی کہ بعد اس دعا کے یہ بھی پڑھے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ
بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ **تنبیہ** اگر لڑکے کا باپ خود ذبح کرے تو لفظاً لفظاً بعینہ دعا مرقومہ پڑھے اور لفظ فلان کی جگہ
اوس لڑکے کا نام کہے اور جو کوئی اور ذبح کرے تو عقیقۃ ابنی کی جگہ عقیقۃ فلان بن فلان کہے یعنی پہلے فلان کی جگہ اوس
لڑکے کا نام اور دوسرے فلان کی جگہ اوسکے باپکا نام کہے مثلاً لڑکے کا نام عبداللہ اور اوسکے باپکا نام عبدالرحمن ہی تو غیر شخص
ذبح کرنے والا یون کہے اللہم ہذہ عقیقۃ عبداللہ بن عبدالرحمن پڑھے اور تقبلہا منی کی جگہ تقبلہا منہ اور فداء لابنی کی جگہ
فداء لابنہ اور جو عقیقہ لڑکی کا یعنی دختر کا ہو اور اوسکا باپ ذبح کرے تو ابنی کی جگہ بنتی کہے اور مذکر ضمیرون کی جگہ ضمیرین مونث

کہے اور لفظ فلان کی جگہہ اوس ختر کا نام لے اور جو باپ کے سوا کوئی غیر ذبح کرے تو بنتی کی جگہہ فلانہ بنت فلان کہے یعنی اگر لڑکی کا
نام مثلاً فاطمہ ہی تو یون کہے اللھم ہذہ عقیقة فاطمة بنت عبد الرحمن اور بدلے ابنہ کی جگہہ قد ابنتہ کہے جب یہ دعا پڑھ چکے تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتا ہوا
ذبح کرے اور منھہ ذبیحے کا بہتر قبلے کی طرف ہو غیر طرف کو اوسکا منھہ کرنا مکروہ ہی اور چار رگین ٹھوڑی کے پاس سے تیز چھری سے قطع
کرے یعنی مری اور حلقوم اور دونون شہ رگ پس اگر چارون رگین کٹین تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہوا اور جو تین کٹین تو اوسکے حلال ہونے
مین اختلاف ہی امام اعظم رحمة اللہ کے نزدیک حلال ہی اور جو دو ہی رگین کٹین تو بالاتفاق حرام ہوا اور ذبح کرنے مین شرط ہی
کہ ذبح کرنے والا اور اوسکا مددگار مسلمان ہون اور بسم اللہ کہنے سے اور ذبح کرنے کے طریق سے خوب واقف ہون اگرچہ لڑکا
نابالغ یا عورت یا دیوانہ ہو اگر کوئی ناواقف یا کافر مشرک ذبح کرے گا یا ذبح کرنے والا قصداً بسم اللہ کہنا ترک کرے گا تو ذبیحہ
حرام ہی اوسکا کھانا درست نہین اور جو سہواً بسم اللہ ترک ہو گئی تو حلال ہی اور در مختار مین لکھا ہی کہ ایک شخص ذبح کرتا ہو اور
دوسرا شخص اوسکی مدد کے واسطے اپنا بھی ہاتھہ رکھکر جلد تر ذبح ہونے کے واسطے زور کرے تو اوسکو بھی بسم اللہ کہنا واجب
ہی اگر دونون مین ایک بھی بسم اللہ ترک کرے اس گمان سے کہ ایک کا بسم اللہ کہنا کافی ہی تو ذبیحہ حلال نہین اور بسم اللہ کہنا
وقت ذبح کے چاہیے انتہی اور فوائد مین خزانة المفتین اور فتاوای قاضی خان کبیر سے یون منقول ہی کہ اگر دو شخص ملکر ذبح
کرین تو دونون کو بسم اللہ کہنا واجب ہی اگر کوئی ترک کرے گا تو ذبیحہ حرام ہوگا اوسکا کھانا درست نہین لیکن اس مسئلے کو
انواع العلوم مین یون بیان کیا ہی کہ اگر بسم اللہ کہنے والا قوت اور زور کرنے مین قوی ہی تو ذبیحہ حلال ہی اور جو نہ کہنے والا
قوی ہی تو مردار ہی اور جو دونون برابر ہین یا کمی زیادتی قوت کی معلوم نہین تو احتیاط کے واسطے اوسکو نکھاوین اور
ذخیرے کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص ذبح کرنے مین ذابح کا معین و مددگار ہو اگرچہ صرف ہاتھہ پاؤن پکڑے ہے
اوسکو بھی بسم اللہ کہنا ضروری ہی اور جو کافر و مشرک یا ہندو اوس ذبح مین شریک ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے انتہی اور یہ بھی جاننا چاہیے
کہ اگر اونٹ کو نحر کیا یا گائی بکری کو ذبح کیا پھر اوسکے پیٹ مین بچہ زندہ پایا تو اوسکو بھی ذبح کرکے کھانا درست ہی اور جو مردہ
نکلا اگرچہ ہاتھہ پاؤن اور سب باتون مین اوسکی خلقت تمام ہو چکی ہی وہ بچہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہی اور بعض کے
نزدیک درست ہی **چھٹا سوال** چھوٹے لڑکون کو زیور اور حریر پہنانا درست ہی یا نہین اور اگر عورتین اپنے پاس سے
مردون کی بغیر اجازت لڑکون کو زیور یا حریر پہنا دین تو درست ہی یا نہین **جواب** زیور اور حریر لڑکون کو پہنانا مکروہ ہی
چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ چھوٹے لڑکونکو سونا چاندی اور حریر پہنانا مکروہ ہی اسواسطے کہ جب استعمال ان دونون کا بڑے
مردون کے حق مین حرام ثابت ہوا تو اسی طرح چھوٹے مردونکو بھی پہنانا حرام ٹھہرا کہ جسکا آپ پہننا حرام ہی اوسکا پہنانا بھی
حرام ہی جیسے شراب کا پینا حرام ہی پلانا بھی حرام ہی اور نصاب الاحتساب مین شرح طحاوی کبیر سے منقول ہی کہ بڑے چھوٹے
مردون کو حریر کا اور سونے چاندی کا استعمال مکروہ ہی انتہی اور اس مقام مین مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہی نہ تنزیہی
اور اگر بالتقدیر عورتین اپنے پاس سے بے حکم اور بے اجازت مردون کے لڑکون کو زیور یا حریر پہنا دین تو مردون کو

لازم ہی کہ فوراً دیکھتے ہی وقت اوسکے اوتار کر دور کرین کہ دور کرنا حرام چیز کا واجب ہی اور نہین تو عورت اور مرد دونون گنہگار ہونگے مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے کوئی چیز خلاف شرع دیکھے تو اوسکو لازم ہی کہ وہ چیز اپنے ہاتھ سے بگاڑ دے اور دور کرے اور جو اتنی طاقت نہو اور دور نکر سکے تو زبان سے منع کرے اور جو منع بھی نہین کر سکتا ہو تو اپنے دل مین ضرور ہی برا جانے سو ایسے شخص کا ایمان بہت سست اور ضعیف ہی **ساتوان سوال** رواج ہی کہ جب لڑکا چار برس اور چار مہینے اور چار دن کا ہوتا ہی تب اوسکا مکتب کرتے ہین اسکی اصل کہان سے ہی **جواب** لڑکون کا مکتب کرنا جو ہندوستان مین رواج ہی اسطور پر اصول شرع سے یعنی کتاب اور سنت اور اجماع امت اور قیاس ائمہ مجتہدین بالیقین سے اصل اسکی ثابت نہین پس جس چیز کی اصل شریعت سے ثابت نہو وہی اوسمین سعی اور رکد ولیمہ نکاح کیطرح کرنا مناسب نہین حدیث سے تو البتہ اسقدر ثابت ہی کہ عبد المطلب کی اولاد مین جب کوئی لڑکا باتین کرنے لگتا تب البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو کلمہ توحید اور پچھلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا سکھاتے چنانچہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث مین اسی طرح لکھا ہی اور لڑکون کے بولنے کا وقت کوئی مقرر نہین بعض لڑکا دو برس مین اور کوئی کم یا زیادہ مین بولتا ہی اور حدیث کی متابعت کو علما و فقہا نے بھی فرمایا ہی کہ جب لڑکا بولنے اور باتین کرنے لگے تو اوسکو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آیہ کریمہ قل الحمد للہ الذی آخر تک سکھلانا اور یاد کرانا چاہیے اور جب سات برس کا ہو تو اوسکا ختنہ کیجیے سات برس سے زیادہ ختنہ کرنے مین دیر اور توقف کرنا مناسب نہین اور اسی عمر مین نماز پڑھنے کو بھی حکم کرنا مستحب ہی تاکہ ابھی سے نماز کی عادت پڑے اور لہو لعب سے بچے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے لڑکے سات برس کی عمر کو پہنچین تو اونکو نماز پڑھنے کا حکم کرو اور جب دس برس کے ہون تو مار کر نماز پڑھاؤ اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہی کہ چار برس اور چار مہینے اور چار دن کی عمر مین مکتب کرنے کی بعض لوگ یون توجیہ کرتے ہین کہ جسوقت پہلی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو شق کیا تھا اوسوقت عمر شریف آپ کی اسی قدر تھی بعد اسکے لکھا ہی اور مشہور یون ہی کہ فی الحقیقہ سن شریف آپکا اوسوقت تین برس کا تھا پس اس قول مشہور سے اون بعض کی دلیل ضعیف ہوگئی پس ثابت اور صحیح ہوا کہ لڑکون کے پڑھانے کو وقت اور عمر مقرر کرنا شریعت نبوی سے بے اصل ہی **تنبیہ** پس جس کام کی اصل شریعت سے ثابت نہو وہ کام لغو ہی فقط **آٹھوان سوال** مکتب کی تقریب مین قبل یا بعد شیرینی اور کھانا برادری مین تقسیم کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** شرع شریف مین یون مقرر ہی کہ جب کسیکو کچھ نعمت دین کی یا دنیا کی حاصل ہو تو حصول نعمت پر خوشی کرے بلکہ ادای شکر کی نیت سے بقدر طاقت و ہمت کچھ نذر حقتعالی کی نکالکر محتاجونکو اور دوستون آشناؤن کو تقسیم کرے جیسے طعام ولیمہ بعد نکاح کے اور عقیقہ بعد تولد فرزند کے مقرر ہی لیکن کسی نعمت کے حاصل ہونیکی امید موہوم پر خوشی کرنا مقرر نہین کیا پس اس رسم مروجہ ہند کے وقت

شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا مسنون نہین لیکن اگر بشرطیکہ اپنے فخر اور ناموری کا یا لوگون کو دکھانے سنانے کا خیال یا رسم کے
ادا ہونے کا مطلق دل مین نہو تو کچھ تقسیم کرنا مباح کی قسم سے ہوگا نہین تو بیشک ممنوع اور مکروہ ہی اور تفسیر فتح العزیز مین
لکھا ہی کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ سیکھہ چکے تو اونھون نے ادای شکر نعمت کی نیت سے ایک اونٹ
نحر فرماکر دوستون اور یارون کو کھلایا اس روایت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا اور دوستون مین
شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا جائز بلکہ مسنون ہی غالب اسی دلیل سے پورب وغیرہ کے شہرون مین ختم کلام اللہ شریف کے بعد شیرینی
وغیرہ تقسیم کرکے خوشی کرتے ہین اور اسکو نشرہ کہتے ہین سو یہ بھی جائز اور مباح بلکہ مستحب ہی اور تحصیل علوم فقہ وحدیث وغیرہ سے
فراغت ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوستون آشناؤن مین تقسیم کرنا اسی قبیل سے ہی واللہ اعلم بالصواب **نوان**
سوال لڑکون کے ختنے مین اور لڑکیون کے گوشوارے مین شیرینی اور طعام تقسیم کرنا جائز ہی یا نہین **جواب** لڑکون کے
ختنے کے بعد دعوت کرنا اور کھانا بانٹنا جائز بلکہ مستحب ہی چنانچہ شیخ عبدالحق نے مشکوۃ شریف کی عربی شرح مین ایسا ہی لکھا ہی
پس اسیطرح شیرینی تقسیم کرنا بھی جائز اور مباح ہوگا اور لڑکیون کے گوشوارے یعنی کنچھیدنکے وقت کچھ چیز تقسیم کرنا کسی کتاب مین
نہین دیکھا بحسب ظاہر یہ بھی رسوم اہل ہند سے ہوگا درمختار وغیرہ کتب فقہ مین تو اسی قدر لکھا ہی کہ لڑکیون کے کان چھیدنا
مضایقہ نہین اور فتاوای حمادیہ مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہی کہ لڑکیون کے کان چھیدنا مضایقہ نہین کہ پیغمبر صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف مین بھی اوسوقت کے لوگ اپنی لڑکیون کے کان چھیدا کرتے تھے اور آپ صاحب نے
کبھی اسکو منع نہین فرمایا اور نصاب الاحتساب مین بیان کیا ہی کہ لڑکیون کے کان چھیدنا مباح اور لڑکون کا مکروہ ہی
پس جو کوئی لڑکون کا کان چھیدے اوسکو تنبیہ اور تعزیر کیا چاہیے **تنبیہ** چونکہ یہ سوال ختنے کے باب مین تھا اسواسطے
بعض مسائل ضروریہ متعلقہ ختنے کے بیان کرنا اور اس مقام مین لکھنا بہت مناسب ہی جاننا چاہیے کہ مجمع البرکات مین
جو شیخ عبدالحق قدس سرہ نے مشکوۃ شریف کی شرح کا منتخب کیا ہی ینابیع سے نقل کیا ہی کہ باپ کو چاہیے اولاد کا ختنہ کرے
اور فتاوای قاضی خان مین محیط سے منقول ہی کہ ختنہ کرنا امام اعظم اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اور علمای
حنفیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک سنت اور شعار اسلام سے ہی حتی کہ اگر کسی شہر کے لوگ متفق ہوکر ختنہ کرنا موقوف کردین تو حاکم وقت
کو اون پر جہاد کرنا چاہیے جیسا کہ اور سنتون کے موقوف کردینے پر کرتا ہی اور اکثر شافعیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک ختنہ کرنا
واجب ہی اور مسند امام احمد حنبل مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختان سنت ہی مردون کے واسطے اور
موجب کرامت ہی عورتون کے واسطے سو یہ حدیث بھی ختنے کے سنت ہونے کی مؤید ہی قاموس مین لکھا ہی ختان
بالکسر کے معنی ختنہ اور اندام نہانی مرد اور عورت کے کاٹنے کی جگہہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتون کا بھی ختنہ کرتے ہین اور
خزانۃ الفتاوای مین شرعۃ الاسلام سے منقول ہی کہ مردون کا ختنہ کرنا سنت ہی اور عورتون کے ختنہ کرنے
مین اختلاف ہی ادب القاضی مین مکروہ اور بعض علمانے سنت اور بعض نے واجب اور بعض نے فرض لکھا ہی

اور عین العلم مین لکھا ہی کہ عورتون کا ختنہ کرنا مسنون ہی حدیث مین وارد ہی کہ عورتون کا ختنہ کرنا موجب کرامت کا ہی کہ اون کا
ختنہ کرنے سے اونکے چہرے پر تازگی اور خوبصورتی آتی ہی اور شہوت سست ہوتی ہی اور مجامعت مین لذت زیادہ ہوتی
ہی اور خاوند اوسکو بہت دوست رکھتا ہی انتہی اور جیسا کہ ختنہ کرنے کے سنت اور واجب اور فرض ہونے مین اختلاف ہی
ویسا ہی اوسکے وقت مین بھی اختلاف ہی کہ کس عمر مین ختنہ کیا جاہیے عین العلم مین لکھا ہی کہ اوسکا وقت سات برس کی
عمر ہی اور بعض نے پیدا ہونے سے ساتوان دن بھی لکھا ہی اور بعض کہتے ہین کہ ساتوین روز سے توقف اور دیر کرنا بہتر ہی
کہ یہودیون سے مخالفت اور دفع خوف ضرر کا ہی اور قاضی خان مین لکھا ہی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجکو اوسکے
وقت کے تقرر کا علم نہین اور کوئی دلیل قطعی اوسکے تعیین وقت پر قائم نہین اور صاحبین رحمہم سے بھی اس باب مین کچھ بپایہ
ثبوت نہ پہونچا اور شمس الائمۃ الحلوائی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ جسوقت لڑکے کو وقت بلوغ تک اوسکی سختی اور درد کے تحمل اور
برداشت کی طاقت حاصل ہو اوسوقت اوسکا ختنہ کرنا چاہیے انتہی اور بعضون نے سات برس اور بعضون نے نو برس اور کسی نے
دس برس بھی لکھے ہین اور بعض نے ساتوان روز تولد سے تجویز کیا ہی اور قاضی خان مین منقول ہی کہ ختنہ کرنا نو برس کی
عمر مین مناسب ہی اور جو اس سے کم مین ہو تو زیادہ بہتر ہی اور اگر نو برس سے کچھ دن زیادہ ہوجاوین تو بھی کچھ قباحت نہین
اور بعض شافعیہ لکھتے ہین کہ لڑکے کے ولی پر واجب ہی کہ قبل بلوغ سے ختنہ کرے اور مجمع البرکات مین کنز العباد سے
نقل کیا ہی کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ختنہ کرنے کا کوئی وقت معین نہین لیکن لڑکے کا حال دریافت کرے
اگر اوسمین اتنی طاقت ہی کہ اوسکے درد و رنج کی سختی اور مصیبت کو اوٹھا سکتا ہی تو تاخیر نکرے اور جو ضعیف و ناتوان ہی
تو قوت اور طاقت آنے تک تاخیر اور انتظار کرے اور یہی بات سب سے خوب اور صحیح ہی اور صحیح بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ختنہ اسّی برس کی عمر مین اتفاق ہوا اور تفسیر احمدی مین
لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم ع کا ختنہ اسّی برس کی عمر مین اور حضرت اسحق کا پیدا ہونے سے ساتوین دن اور حضرت اسمعیل کا
تیرہ برس کی عمر مین ہوا علی نبینا و علیہم السلام پس یہ سنت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اونکی اولاد مین جاری ہی کہ
تیرہ برس کی عمر مین ختنہ کیا کرین شرح سفر السعادہ مین اسطرح لکھا ہی اب جاننا چاہیے کہ قاضی خان مین لکھا ہی کہ جس شخص کا
ختنہ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ جسقدر کھال کاٹنا سنت ہی اوس سے کم کٹی پس اگر نصف سے زیادہ کٹ گئی ہی تو البتہ
اوسکو حکم مختون کا ہی اور جو نصف سے کم کھال کٹی ہی تو اوسپر حکم مختون کا نہوگا اور جس لڑکے کا ابھی ختنہ نہین ہوا اور اوس کی
کھال حشفے سے اوپر کو چڑھ گئی کہ حشفہ نمودار ہی یعنی دیکھنے مین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اوسکا ختنہ ہوچکا ہی اور اب
اوسکا ختنہ کیا چاہتے ہین تو بغیر سختی اور ایذا کے اوسکی کھال نیچے کو نہین اوترتی اس صورت مین اگر کوئی حجام حاذق
کہے کہ اسکے ختنہ کرنے مین جسقدر کھال کاٹنا منظور ہی بیشک اوس سے زیادہ کٹ جاوے گی تو اس حالت مین اوس کا
ختنہ کرنا نہ چاہیے اس صورت مین اس عذر کے سبب سے ختنہ کرنا مسنون نہین بلکہ یہ سنت اوسکے ذمے سے ساقط ہی اور

اگر کوئی کافر بڈھا ضعیف مسلمان ہوا اور حجام حاذق کہتا ہی کہ اسکو طاقت ختنہ ہونے کی نہین تو اوسکا ختنہ نکرین علی ہذا القیاس
اگر کوئی مسلمان بڈھا ضعیف ہوگیا اور طاقت ختنے کی نہین تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور جو شخص کہ قبل ختنہ ہونے سے بالغ ہوگیا
اور طاقت ختنے کی رکھتا ہی قدمای حنفیہ اوسکا ختنہ کرنے کو منع فرماتے ہین کہ سنت کے ادا ہونے مین ترک فرض یعنی
کشف عورت جائز نہین اور متاخرین حنفیہ کہتے ہین کہ اگر اوس شخص کے مرتد ہونے کا اور دین اسلام سے پھر جانے کا
اندیشہ ہو تو اوسکا ختنہ کرنا بعد بلوغ کے بھی مصلحت وقت ہی اور شافعیہ کے نزدیک ختنہ کرنا فرض ہی اونکے نزدیک تو بالغ
ہو یا نابالغ سبھی کا ختنہ کرنا چاہیے اور عالمگیری مین لکھا ہی کہ جو شخص قبل ختنہ ہونے کے بالغ ہوگیا تو اگر وہ آپ اپنا ختنہ کر سکے
تو آپ کر لے اور جو نہین تو اگر میسر ہو تو عورت ختانہ کے ساتھ نکاح کر لے یا اوسکو مول لیوے تو وہ عورت اوسکا ختنہ
کر دے اسی طرح اگر کوئی شخص خنثی مشکل ہی یعنی اوسکی علامت مرد اور عورت ہونے کی دونون موجود ہین اور وہ ختنہ کرنے سے
قبل بالغ ہوگیا تو وہ بھی کسی عورت ختانہ کو خرید کرے یا اوسکے ساتھ نکاح کر لے پھر وہ عورت اوسکا ختنہ کر دے اس حالت
مین یعنی بالغ ہو جانے کے بعد مرد کو اوسکا ختنہ کرنا مکروہ ہی کہ شاید وہ عورت ہی ہوا اور غیر عورت کو بھی اوسکا ختنہ کر دینا درست
نہین کہ شاید وہ مرد ہی ہو اور اگر خنثی مشکل قریب بلوغ کے نہین پہنچا تو مرد کو اوسکا ختنہ کر دینا کچھ قباحت نہین اسواسطے
کہ اگر وہ لڑکا ہی تو مرد کو لڑکے کا ختنہ کرنا مضایقہ نہین اور جو لڑکی ہی تو بھی قباحت نہین کہ ابھی غیر مشتہاۃ ہی اور سبب
حرمت کا شہوت ہی چنانچہ مطالب المؤمنین مین ایسا ہی منقول ہی اور جواہر فتاواے مین لکھا ہی کہ ختنہ کرنا دوشنبے کے روز
بعد زوال کے مسنون اور بروز یکشنبہ مکروہ ہی فقط **دسوان سوال** ختنے کے وقت طفل صغیر کو کوئی دوا نشے دار
کھلانا اور اوسکے ہاتھ پاؤن کو مہندی لگانا درست ہی یا نہین **جواب** جیسا جوان عورت و مرد کو کچھ چیز نشے دار
کھانا اور کھلانا حرام ہی ویسا ہی چھوٹون کو بھی حرام ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو چیز نشہ لاوے وہ حرام ہی اور جس چیز
کے کھانے یا پینے سے عقل دور ہو اور بیہوشی آوے وہ شراب اور نشہ ہی **قولہ** اور جیسا کہ مرد جوان کو ہاتھ پاؤن
مین مہندی لگانا حرام ہی ویسا ہی مرد نابالغ کو بھی حرام ہی اور جسطرح جوان عورت کو مہندی کا استعمال روا ہی ویسے ہی
چھوٹی عورت کو بھی روا ہی اسواسطے کہ چھوٹا لڑکا بڑے مرد کا تابع اور اوسکے حکم مین ہی اور چھوٹی لڑکی بڑی عورت کے
اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ لڑکون کے ہاتھ مین مہندی لگانا روا نہین اور لڑکون اور لڑکیون کو شراب پلانا اور
مردار جانور کھلانا حرام ہی اور گناہ مہندی لگا دینے کا اور نشہ دار چیز کھلانے کا لگانے اور کھلانے والون پر ہی غرض کہ
قاعدہ کلیہ یہی کہ جو چیز بڑون کو درست ہی وہ چھوٹون کو بھی درست ہی اور جو اونکو ناروا ہی وہ انکو بھی ناروا ہی اور
جو چیز فقط مردون کو جائز ہی وہ لڑکون کو بھی جائز ہی اور جو کہ صرف عورتون کو حلال ہی وہ سب لڑکیون کو بھی حلال ہی
پس جبکہ نشے کی چیز کا استعمال کرنا بڑون کو حرام ٹھہرا تو چھوٹون کو بھی بہرحال حرام ٹھہرا اور مہندی لگانا صرف
عورتونکو درست ہوا تو چھوٹے بڑے مردون کو حرام ہوا کہ چھوٹے تو بڑون کے تابع ہوتے ہین **گیارھوان سوال**

فائدہ یعنی بھنگ اور چرس اور افیون اور تاڑی اور دارو ... سب حرام ہی ... کسیطرح کا فائدہ لینا جائز نہین ... ہاتھ پاؤن کی ... اور لڑکون کو بھی کھلانا ... ۱۲ فقط

دستور ہی کہ نکاح کا دن مقرر کرنے کو دولھن کی طرف سے دولھہ کے گھر کو حجام اور بھاٹ کے ہاتھ کپڑے بھیجے جاتے ہین اوسکے عوض مین حجام اور بھاٹ کو دولھہ کی طرف سے کچھہ نقد یا جنس دیا کرتے ہین یہ دینا درست ہی یا نہین **جواب** اگر دولھہ کی طرف سے بطریق انعام کچھہ چیز حجام اور بھاٹ کو دین تو جائز ہی واجب اور ضرور نہین یعنی دینے والے مختار ہین چاہین دین چاہین نا دین تو کسی کو زور اور جبر نہین پونہچتا کہ یہ تو ہمارا نیگ اور دستور ہی یا ہمارا حق ہی اسواسطے کہ خوشی کے وقت کچھہ انعام دینا تبرع اور احسان کے اقسام سے ہی اور احسان پر کسی کو جبر اور زور نہین پونہچتا کہ اوسکو دستاویز اور دستور پکڑے چنانچہ تیسرے سوال کے جواب مین بھی اسکا بیان ہوچکا **بارھوان سوال** اگر کوئی شخص دولھہ کی یا دولھن کی طرف کا انمین یون کہے کہ ہمکو تو اس ملک کے رسومات مروجہ پر عمل کرنا ضرور ہی خواہ شریعت کے موافق ہون خواہ مخالف اسواسطے کہ جس شادی کی محفل مین اگر رنگ اور ڈھول تاشے اور آرایش وغیرہ نہون تو وہ شادی کب ہی بلکہ مردے کا تیجا اور موت کی مجلس ہی سو ہم تو شادی وغمی مین پابند رسومات اہل زمانہ کے ہین ہم اپنے گھر جاتے ہین سو کرتے ہین اپنے فعل کے مختار ہین تم اپنے گھر جاہو سو کرو عیسی بدین خود موسی بدین خود ہمپر تمھارا زور اور حکومت نہین اس صورت مین ایسی باتین کرنے والے پر شرع شریف سے کیا حکم ہی اور طرف ثانی جو پابند حکم خدا اور رسول کے ہین وہ اوس محفل مین شریک ہون یا نہون **جواب** ایسے کلمات بیہودہ زبان پر لانا کمال بے ادبی اور بہت برا ہی اور خوف زوال ایمان کا ہی کہ خدا اور رسول کے احکام باحترام کو رسومات اہل زمانہ کے مقابلے مین سبک اور سہل جاننا اور رسومات کا پابند ہوکر اونکو محکم پکڑنا اور امور دنیا کو کار آخرت پر فضیلت دی باوجودیکہ اکثر ان رسومات مین بدعت اور گمراہی اور کفر ہی معاذ اللہ من ذلک فی خیرہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ خلاف مقدمے مین شریعت کا حکم یون ہی وہ اوسکے جواب مین کہے کہ ہم تو پابند رسومات کے ہین احکام شریعت کے پابند نہین وہ شخص بعض علما کے نزدیک کافر ہوگیا اور گناہ کبیرہ مین تو کچھہ شک ہی نہین پس اوسکو واجب ہی کہ جلد توبہ اور استغفار کرے اور رسومات خلاف شرع کو بد جانکر اونسے باز آوے اگر توبہ نکرے گا اور باز نہ آوے گا تو مقرر یہ اصرار اوسکا کفر کو پونہچادے گا **تایید** اور تفسیر موضح قرآن مین لکھا ہی کہ اگر کوئی کسی سے تعرض نکرے اور جانے کہ عیسی بدین خود موسی بدین خود یہ راہ مسلمانی کی نہین سو اسلام مین کفر کی رسمین داخل نکرو اور اسی تفسیر مین یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کے فائدے مین لکھا ہی کہ معلوم ہوا سیاہ منھہ اونکے ہونگے جو مسلمانی مین کفر کرتے ہین یعنی منھہ سے کلمہ اسلام کہتے ہین اور عقیدہ خلاف اوسکے رکھتے ہین سب فرقے گمراہ بھی حکم رکھتے ہین فقط **قولہ** در قناوای حمادیہ مین امام شہاب الملۃ والدین کے رسالے سے اور اونھون نے نوادر البرہان سے اور اوسمین مبسوط سے نقل کیا ہی کہ ابو نصر دبوسی نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہی کہ جس شخص نے راگ سنا ڈوم سے یا کسی اور سے یا کوئی اور فعل حرام دیکھا پھر اوسکو اچھا جانا اور تحسین کیا خواہ اعتقاد سے خواہ غیر اعتقاد سے تو وہ شخص فی الفور مرتد ہوگیا اس سبب سے کہ اوسنے حکم شرع کو باطل کیا اور جو کوئی حکم شرع کو باطل کرے وہ مومن نہین کسی مجتہد کے

نزدیک اوسکے اللہ تعالی اوسکی بندگی قبول نہین کرتا اور سب نیکیان اوسکی دور کرتا ہی اور اوسکی جورو کو طلاق بائن ہو گئی پھر
اگر توبہ اور استغفار کرے تو خیر اور نہین تو اوسکو گردن مارنا اور قتل کرنا واجب ہی اسواسطے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنے دین اسلام کو بدل ڈالے تو تم اوسکو قتل کرو لیکن مناسب ہی کہ پہلے اوس سے کہین کہ تو
توبہ کر اور ایسے کلمات اور افعال سے باز آ پھر اگر اوسنے توبہ کر لی اور از سر نو اسلام قبول کیا تو بہتر اور نہین تو اوسکو
قتل کرین اور اگر بہ تقدیر کسی نے اوسکو توبہ کرنے کو نکہا اور پہلے ہی مار ڈالا تو یہ بات مکروہ ہی لیکن اوس قاتل پر کچھ گناہ
نہین اور یہ بھی اوسی کتاب مین لکھا ہی کہ جو شخص شرع کے ایک حکم کا بھی انکار کرے تو اوسکا ایمان صحیح نہین اسواسطے
کہ جبتک جمیع احکام شرع کو قبول نکرے گا اوسکی تصدیق بالقلب اور توحید پر اقرار زبانی کا صحیح ہونا ثابت نہوگا چنانچہ
محمد رحمہ اللہ نے سیر کبیر مین لکھا ہی کہ جو شخص شریعت کے کسی حکم کا منکر ہی تو مقرر اوس شخص نے اپنے لا الہ الا اللہ کہنے کو
باطل کیا **حکایت** ہی کہ جب حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام غصے مین بھرے ہوے افسوس کرتے اپنی قوم
مین تشریف لاے اور سنا کہ قوم آواز بلند سے راگ گاتے ہین اور گرد گوسالے کے جو سامری نے بنا دیا تھا
ناچتے ہین اور دف اور مزامیر بجاتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہی صورت فتنے کی ہی انتہی پس جس جگہہ امورات نا مشروع
مثل رقص اور آلات لہو یعنی نقارہ اور ڈھول اور تاشا اور سرمار اور چنگ اور رباب اور آتشبازی اور آرایش وغیرہ موجود
ہون خواہ مجلس نکاح مین ہون خواہ کسی اور شادی مین ہون تو اوس جگہہ جانا اور اوس مجلس مین شریک ہونا شریعت سے
جائز نہین بلکہ مطلق حرام ہی چنانچہ فقہ اور حدیث کی کتابون مین تفصیل تمام منقول ہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہی کہ مجلس نکاح وغیرہ مین جانا درست ہی بشرطیکہ وہ مجلس منکرات شرعیہ سے خالی ہو
اور جو اوس مجلس مین کوئی چیز منکر یعنی خلاف شرع ہو مثلا ڈھول یا تاشا یا بربط یا طنبور یا نی یا رباب یا سارنگی وغیرہا
تو اوس مجلس مین بیٹھنا بلکہ جانا درست نہین اسواسطے کہ یہ چیزین سب حرام ہین پس ہر مسلمان کو واجب ہی کہ جمیع
امورات منہیہ شرعیہ سے دور بھاگے اور کسی مقدمہ دینی اور دنیوی مین ماں باپ اور بھائی بند اور دوست آشنا کی
خاطرداری کو کبھی خلاف حکم خدا اور رسول کے نکرے تاییداً اللہ صاحب نے سورۂ مجادلہ کے آخر مین پیغمبر صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا ہی کہ تو نہین پاوے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ
دوستی کرین ایسون سے جو مخالف ہوے اللہ کے اور اوسکے رسول کے اگرچہ اپنے باپ ہون یا بیٹے ہون
یا اپنے بھائی ہون یا اپنے گھرانے کے اونکے دل مین تو لکھ دیا ہی ایمان اور اونکی مدد فرمائی اپنے غیب کے
فیض سے اور اونکو داخل کرے گا باغون مین جنکے نیچے بہتی نہرین سدا رہین انمین اللہ اونسے راضی اور وہ لوگ اللہ سے
راضی وہ ہین جتھے اللہ کے سنتا ہی جو جتھا اللہ کا ہی وہی مراد کو پونہچے یعنی وہ لوگ دوستی نہین رکھتے اللہ کے مخالف سے
اگرچہ باپ بیٹے ہون وہی لوگ سچے ایماندار ہین اور اونکو یہ کچھ درجے ہین اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو لوگ ایسے
سے بیٹھے گا تو وہ بھی مواخذے مین پڑے گا ۱۲

لحاظ سے یا کسی اور کی خاطر سے خلاف شرع کام کرین اور مضایقہ نجانین پھر دعوی ایمانداری کا رکھین و ہ جھوٹھے ہین ایمان اونکا سلامت نہین فقط **قولہ** اور مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت بنی اسرائیل گناہ کرنے لگے تو اونکے علمانے اونکو کہا کہ اعمال و افعال خلاف شرع سے باز آؤ اور گناہون سے بچو اونھون نے عالمون کا کہنا نمانا اور گناہون سے باز نہ آے پھر عالمون نے اونکو اپنے پاس بٹھایا اور ساتھہ کھانا کھلایا تب اللہ تعالی نے اونمین ایک کا دل دوسرے کے دل پر مارا اور مختلط کر دیا یعنی اونکے درمیان دشمنی اور پھوٹ پڑگئی پھر لعنت کی اللہ نے اونکو داؤدؑ کی زبان پر اور عیسیٰؑ کی زبان پر یہ اس سے کہ وہ لوگ بیحکم ہوے اور حد پر نرہے اور یہ بھی اللہ تعالی نے قرآن شریف مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی کہ تو بعد نصیحت سنا دینے کے قوم بے انصاف کے پاس مت بیٹھہ تا یاد رہے عین العلم مین لکھا ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جسوقت فتنہ غالب ہو اور اوس فتنے کی برائی اور قباحت کا جاننے والا چپ رہے تو اوسپر خدا کی لعنت ہو اور نہین تو یکسو ہونا لازم ہی یعنی عالم کو چاہیے کہ چپ نرہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سنا دے اور جو طاقت نہین رکھتا ہی تو الگ ہو جاوے اور اہل فتنہ و فساد کے ساتھہ شامل نہو اور روضہ مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ میری امت کے قیامت کے دن بندرون و رخوکون کیصورت مین اوٹھائے جاوینگے اس سبب کہ طاقت اور قدرت ہوتے ہوے اہل معاصی کو گناہ سے باز رکھا اور منع کرنے مین سستی اور مداہنت کی اور مالابدمنہ مین لکھا ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہی اگر مقدور رکھتا ہو تو ممنوع اور خلاف شرع چیز کو ہاتھہ سے بگاڑدے اور جو نہین تو زبان سے منع کرے اور جو زبان سے منع کرنے کی بھی طاقت نہین رکھتا یا اپنا کہنا مفید و موثر نہین جانتا تو دل سے ضرور مکروہ جانے اور اوس اہل منکر کی صحبت ترک کرے اگر اسقدر بھی نکریگا تو اوسکے وبال مین آپ بھی شریک ہوگا دنیا مین بھی دین مین بھی اسواسطے کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ فرض ہی **قولہ** اور طرف ثانی یعنی جو لوگ کہ تابع حکم خدا اور رسول کے اور پابند احکام شریعت کے ہین اونکو کسی طرح اوس مجلس مین اور جس جگہہ منکرات شرعیہ ہون جانا جائز نہین اور تفصیل اسکی ولیمۂ نکاح مین بخوبی معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی **تیرھوان سوال** رسم اور دستور ہی کہ نکاح سے کئی روز پہلے دولہن کو ایک علحدہ مکان مین چھپا کر بٹھلاتے ہین یہان تک کہ اوس مکان کے صحن مین بھی نہین نکلنے دیتے یہ درست ہی یا نہین اور یہ بھی رسم ہی کہ ہر ایک شادی مین اپنا یت کے لوگ کچھہ نقد یا جوڑے کپڑون کے بطریق نیوتہ آپس مین دیا کرتے ہین جائز ہی یا نہین **جواب** قبل نکاح کے دولہن کو چند روز علحدہ بٹھلانا مباحات کے اقسام سے ہی کرنا نکرنا دونو برابر ہی لیکن امر مباح کے کرنے یا نکرنے پر مصر ہونا اور اڑ جانا اور کد کرنا بری بات ہی ملا علی قاری نے مشکوۃ شریف کی شرح مین لکھا ہی کہ جو شخص کسی امر مندوب و مستحب کے کرنے پر اسقدر مصر اور موکد ہو کہ اوسکا کرنا اور عمل مین لانا بطور فرض و واجب یا سنت موکدہ کے جانے اور کبھی کبھی ترک نکیا کرے اور جو امر کہ مباح ہو کہ اوسکے کرنے کی رخصت ہی اوسپر کبھی کبھی عمل نکرے یا رخصت پر عمل کرنا مکروہ جانے تو مقرر شیطان نے یہ اصرار اوسکے دل مین ڈالکر اوسکو گمراہ کیا ہی اور راہ راست سے

سہکا یا ہی سو اوسکا کیا حال ہوگا جو بدعت اور ممنوع بات پر اصرار کرے انتہی **تنبیہ** ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ جو امر
مباح ہی یعنی جسکا کرنا نکرنا برابر ہی اوسکو بھی گاہ گاہ عمل مین لایا کرے تاکہ وہ امر مباح حرام ثابت نہو اور جسکا کرنا مندوب
اور مستحب ہی یعنی اوسکو عمل مین لانا موجب ثواب کا ہی اور نکرنے سے کچھہ گناہ نہین اوسکو کبھی کبھی ترک بھی کیا کرے تاکہ
اوسکا حکم فرض و واجب یا سنت موکدہ کا سا نہو جاوے لازم و واجب جاننا امر مباح و مستحب کا اور بطور فرائض و واجبات
اوسکے کرنے پر مصر ہونا اغوای شیطانی ہی بلکہ قطع نظر امر مندوب کے گاہ بیگاہ بہ نیت اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت کو بھی ترک کرنا سنت ہی تاکہ اوسکا حکم واجب کا سا ثابت نہو مالا بد منہ مین لکھا ہی کہ اقامت اور اطمینان کی حالت
مین نماز فجر اور ظہر مین طوال مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر و عشا مین اوساط مفصل یعنی بروج سے سورۂ بینہ
تک اور مغرب مین قصار مفصل یعنی سورۂ بینہ سے آخر قرآن تک پڑھنا سنت ہی لیکن اسکو لازم کر لینا اور ہمیشہ اسی طور سے
پڑھنا مسنون نہین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نماز فجر مین معوذتین اور کبھی نماز مغرب مین سورۂ طور اور سورۂ نجم
اور سورۂ مرسلات پڑھی ہین انتہی **قولہ** اور رسم نیوتے کی جو آپس مین بطریق مدد و اعانت ہر ایک شادی کے وقت مقرر
ہی سو مباح ہی بلکہ نیکی اور صلہ رحم کی قسم سے ہی چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق صلہ رحم کی نیت سے خرچ کرین اور
بیمقدوری کی حالت مین قرض کا بار نہ اوٹھادین کہ ایسے مباح کامون مین قرض کا بوجھہ اوٹھا کر اوسکا ادا کرنا اپنے ذمے
قرض کر لینا بہتر نہین پس نیوتہ دینا بشرطیکہ اپنی ناموری اور فخر کا لحاظ نہو تو امر مباح ہی او سکے واسطے قرض لیکر دینا بُرا ہی

چودھوان سوال رسم ہی کہ لڑکون اور لڑکیون کی شادی مین اونکے ننہال کی عورتین جمع ہو کر کچھہ زیور اور
کپڑون کے جوڑے اور نقد اپنے ساتھہ لاکر اونکے ماباپ کو دیتی ہین اور کبھی کبھی ننہال والے اونکی شادی کا سب خرچ
اپنے ہی ذمے پر اوٹھا لیتے ہین یہ طور شریعت سے درست ہی یا نہین **جواب** اسطرح کا دینا لینا موافق اصول شرع
جائز ہی بشرطیکہ دینے والا نکوئی اور صلہ رحم کی نیت سے دیوے اور قرض لینا بھی نپڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بھی نکوئی اور صلہ رحم کی راہ سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھہ ایسا معاملہ فرمایا کرتے تھے پس ایسے وقت
مین اسطرح کی چیزین نیک نیت سے دینا بلا کراہت مباح بلکہ مستحب ہی اور جو فخر اور ناموری کی نیت سے کچھہ دے
اور خرچ کرے کہ لوگون مین شہرت اور بڑائی ہو تو ہرگز جائز نہین بلکہ مکروہ ہی اسواسطے کہ مال خرچ کرنے مین تفاخر اور
ناموری ممنوع ہی مشکوۃ شریف مین صحیح مسلم سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تمھاری
صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا بلکہ تمھارے دلون اور عملون کو دیکھتا ہی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ شادی مین اس دینے کا
نام بھات ہی اور فی الحقیقہ اصل اس رسم کی مشرکین ہند کے یہان سے ہی ہنود کے یہان مقرر ہی کہ شادی سے چندروز سابق
دولھا اور دولھن کے ننہال والی عورتین یہ سب اسباب کورہ اپنے ساتھہ لیکر گاتی بجاتی ڈھول تاشون سے کوچہ و
بازار مین شہرہ کرتی بڑی دھوم دھام سے آکر دولھا اور دولھن کے ماباپ کو دیتی ہین اسی سبب سے اس رسم کا نام بھی مثل

فائدہ یعنی گاہ گاہ اتفاقاً اسکا خلاف بھی پڑھنا مسنون ہی فقط ۱۲

چھوچھک اور منڈھا وغیرہ کے ہندی زبان مین بھات مقرر ہوا ہی مویہ رسم بھی مثل ور رسوم ممنوعہ کے ہنود کے مسلمانون نے
بھی پسند کرکے اپنے یہان جاری کرلی ہی اور خوب ظاہر ہی کہ اس دینے مین سوای اپنی ناموری اور فخر کے اور بجز شہرہ ونمود کے
نکوئی اور صلہ رحم کا نام ونشان بلکہ وہم وگمان بھی نہین اسواسطے کہ اگر صرف نیکی اور رفع حاجت اہل شادی کا لحاظ ہوتا تو جو کچھ
اپنے مقدور کے موافق ہوتا چپکے سے اونکے حوالے کرتے اور ہنود کے بھات کیطرح دھوم دھام اور ڈھول تاشے
اور راگ رنگ کے ساتھ کوچہ وبازار مین ہر ایک خاص وعام کو دکھلاتے ہوے کیون لیجاتے اور اپنی بےمقدوری اور محتاجی کی
حالت مین ڈیوڑھے سوائے دینا قبول کرکے قرض کا بوجھ اپنے ذمے پر کسواسطے لیتے اور باغ وحویلی اور اسباب گھر کا کیون بیچتے
اور رسم اگر نسمجھتے تو اونکی اعلی حیثیت امیر صرف اسی اسباب معینہ مذکورہ کو بھیجنا ضرور کیون جانتے بلکہ دولہا اور دولھن کے اولیا
اگر دولتمند ہوتے تو اونکی دولتمندی کیصورت مین دونکے ننہال والے اونکو کچھ بھی نہ دیتے سو اس ہندوستان کے مسلمانون نے
رسوم ہنود دوسری کو بھی اسقدر لازم پکڑا اور واجب جانا ہی کہ کسی حال مین اور کیسی ہی تکلیف وتصدیع مین گرفتار ہون قرض وام لیکر
مال واسباب بیچکر رسومات معمولی پوری کرتے ہین علی ہذا القیاس اس رسم کو بھی بہرحال پورا ادا کرتے ہین اولیای عروس و داماد
اسطرح کی حاجتمند کیون نہون وہ لوگ یہی اسباب معینہ بنام نہاد رسم قدیم اونکو دیا کرتے ہین اگر رسم نجانتے اور بہ نیت صلہ رحم کے
دیتے اور فخر وناموری کا خیال نہوتا تو جس صورت مین کہ فریقین کے اولیا کنگال محتاج ہوتے اور کسی چیز کی اونکو حاجت مشروعہ
اور ضرورت شائستہ پیش ہوتی تو البتہ یہ لوگ اوسوقت بقدر اپنی حیثیت اور مقدور کے اونکی حاجت روائی کرتے اور تعین وتخصیص
اسباب مقررہ مسطورہ کی نکرتے اور اپنی بےمقدوری کی حالت مین یا اونکی دولتمندی کی صورت مین قرضدار اور زیربار نہوتے فقط

پندرھوان سوال ساچق کا دن مقرر کرنا اور اوسدن میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑون کا جوڑا دولہا کی طرف سے
دولھن کے واسطے بھیجنا درست ہی یا نہین اور بعد ساچق کے منہدی کا دن مقرر کرکے اوسدن دولھن کیطرف سے اونکی بہن
یا کسی اور لڑکی کے ساتھ دولہا کے گھر منہدی بھیجکر دولہا کے ہاتھ پاؤن کو منہدی لگانا درست ہی یا نہین جواب
میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑے وغیرہ دولہا کیطرف سے دولھن کے واسطے بھیجنا درست ہی بلکہ سنت لیکن کوئی دن
مقرر نہین چنانچہ ان چیزون کا بھیجنا بطور ہدیہ وتحفہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہی معالم التنزیل
مین لکھا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ کردیا تو بی بی زینب زید
کے پاس خلوت کے وقت داخل ہوئین اور جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دینار اور ساٹھ درم اور ایک
اوڑھنی اور ایک پیراہن یعنی کرتا اور ایک ازار یعنی لنگ اور ایک چادر بڑی اور ایک من دس سیر یعنی سوا من جنس کھانے
کی قسم سے اور تیس صاع یعنی تین من چھوہارے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجے انتہی اب جاننا چاہیے کہ یہ زید متبنی یعنی
لیپالک بیٹے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہ زینب بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی
بیٹی تھین جسدن ان دونون کا نکاح آپس مین منعقد ہوا اوسدن یہ چیزین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ متکفل اور

ذمہ دار نکاح زید کے تھے زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجیں لیکن ان چیزوں کے ساتھ کچھ زیب وآرایش اور دھوم دھام کا ہونا
جو اس ملک میں مروج ہی اصلا عمل میں نہ آیا اس سے ثابت ہوا کہ اسطرح کی چیزیں دولھہ کیطرف سے دولھن کو بطور ہدیہ
بغیر زیب وآرایش وغیرہ محض بلحاظ ادای سنت بقدر طاقت بے آمیزش نیت اظہار فخر وشوکت بھیجنا جائز بلکہ مستحب ہی
پس مسلمان کو لازم ہی کہ جس بات کی اصل شریعت سے ثابت ہو اوسکو عمل میں لاوے اور بے اصل بات سے کنارہ کرے اور بچاوے
بلکہ بہت پرہیز کرے اور ناموری ونمود کے واسطے پابند رسومات جاہلیت کا ہو کر کسی بات میں اسراف نکرے یعنی مال
وغیرہ کو بیجا خرچ نکرے اور بموجب شرعی کمیں نہ اوٹھاوے اور آرایش وغیرہ میں صریح اسراف اور بے ادبی اور گناہ ہی کہ جس
کاغذ پر حقتعالی کا نام لکھا جاوے اوسکو جلاوے یا آرایش بنا کر پامال کرے مرآت الصفا فی سنۃ المصطفے میں لکھا ہی کہ
کاغذ قرطاس ہی اور قرطاس نام حقتعالی کا لکھتے ہیں سو کاغذ کے درخت اور آرایش وغیرہ بنانے والا اور بنوانے والا
اور اس فعل پر راضی ہونے والا سب عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں انتہی اور حنابندی یعنی منہدی لگانا مرد بالغ کو بلکہ نابالغ کو
بھی کسی تقریب میں درست نہیں شادی میں یا غیر شادی میں تھوڑی ہو یا بہت چنانچہ ذکر اسکا دسوین سوال کے جواب میں بتفصیل مذکور
ہو چکا اور کتاب اشباہ ونظایر میں یون لکھا ہی کہ جو چیز مرد جوان کو حرام ہی وہ چھوٹے لڑکون کو بھی حرام ہی پس لڑکون کو
جائز نہیں کہ چھوٹے لڑکون کو شراب پلاوین یا حریر وزیور پہناوین یا ہاتھہ پاؤن انکو منہدی لگاوین اور نصاب الاحتساب میں
یہ بھی لکھا ہی کہ ہاتھہ پاؤن کو منہدی لگانا مردون کو درست نہیں بڑے ہون یا چھوٹے اور عورتون کو اپنے ہاتھہ پاؤن
مین لگانا مضایقہ نہیں پس شریعت سے ثابت ہوا کہ جیسا مردونکو سونے چاندی کا اور حریر کا استعمال درست نہیں ویسا ہی
منہدی کا بھی استعمال درست نہیں اگرچہ چھوٹے لڑکے ہون اور عورتون کو یہ سب مباح ہی اگرچہ چھوٹی لڑکیان ہون
چنانچہ فتاوای حمادیہ میں کنز العباد سے منقول ہی کہ منہدی کا لگانا عورتون کو سنت ہی اور سوای عورتون کے سبکو
مکروہ ہی یعنی بڑے چھوٹے مردون کو اور خنثے کو اسواسطے کہ اسمیں عورتون کے ساتھہ مشابہت ہی اسیطرح عورتون کو
مشابہت مردون کی مکروہ ہی اور فتاوای کبری اور ظہیریہ میں لکھا ہی کہ لڑکون کے ہاتھہ پاؤن کو منہدی سے رنگین
کرنا درست نہیں کہ اسمیں زینت ہی اور زینت عورتون کو مباح ہی انتہی پس تحقیق ثابت ہوا کہ یہ رسم منہدی کی جو دولھن کی
طرف سے دولھہ کے ہاتھہ پاؤن میں لگانے کو مقرر ہی سو سراسر باطل اور مطلق حرام ہی اور فعل حرام پر اور گناہ صغیرہ
پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہی اور گناہ کبیرہ پر اصرار کرنا قریب بکفر ہی تنبیہ شرح عقاید نسفی اور تکمیل الایمان وغیرہ کتب عقاید
وکتب فقہ میں کسی گناہ کبیرہ یا صغیرہ کو حلال جاننا یا سبک وسہل سمجھنا کفر لکھا ہی معاذ اللہ من ذلک فقط **سولھوان**
سوال دولھہ کو قبل نکاح کے بیضرورت شرعی غسل دینا اور لباس سفید یا رنگین سوای سرخ رنگ کے پہنانا اور سوار
کر کے کوچہ وبازار میں گشت دینا درست ہی یا نہیں **جواب** یہ غسل بحاجت مسنونات اور مستحبات شرعیہ سے نہیں اگر
صرف بدن کی صفائی اور خوبی کے لحاظ سے غسل کرین تو مباح ہوگا اور جس مباح کو کہ اکثر جاہل لوگ واجب یا سنت

سمجھکر عمل مین لاتے ہین وہ امر مباح مکروہ ہوجاتا ہی چنانچہ بیان اسکا اوپر ہوچکا اور لباس سفید پہننا البتہ درست ہی فتاوای
حمادیہ مین شرعۃ الاسلام سے نقل کیا ہی کہ سب رنگون مین رنگ سفید بہتر اور مستحب ہی اور سبز رنگ مین نظر کرنے سے
آنکھون مین روشنی اور بینائی زیادہ ہوتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبز چادر اوڑھی ہی انتہی اور رسالہ
آداب لباس مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ اکثر لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید تھا اور آپ
صاحب لباس سفید کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ای لوگو تم لباس سفید
پہننا لازم پکڑو آپ بھی سفید لباس پہنا کرو اور اپنے مردون کو بھی سفید کفن دیا کرو کہ سفید کپڑا سب کپڑون مین بہتر ہی
اور ایک حدیث مین یون وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ سفید لباس پہنا کرو کہ یہ تو بہت طاہر
اور بہت طیب ہی اور اپنے مردون کو بھی سفید ہی کفن دیا کرو اور بستان فقیہ ابی اللیث مین لکھا ہی کہ سفید کپڑا پہننا مستحب
ہی فقط قولہ علی ہذا القیاس لباس سبز اور سیاہ اور زرد بھی جو زعفرانی اور مشابہ بزعفرانی نہو جائز ہی اور لباس کسونبھ کا
رنگا ہو بھی مکروہ ہی اور جو لباس سرخ کہ سوای کسونبھ کے کسی اور چیز مین رنگا ہو اوسکے استعمال مین علما کا اختلاف ہی
اوسکا بھی استعمال کرنا بہتر نہین فتاوای حمادیہ مین بروایت حسن رضی اللہ عنہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سرخ رنگ سے بچتے رہو کہ وہ تو شیطان کی زینت ہی اسواسطے کہ شیطان سرخ رنگ کو دوست رکھتا ہی اور تفصیل
اسکی اٹھارہوین سوال کے جواب مین بھی معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی اور دولھہ کو سوار کرکے براتیون کے ساتھ اظہار
شوکت وشان کے واسطے کوچہ و بازار مین پھرانا درست نہین چنانچہ مولنا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے اپنی
بعض تالیفات مین رسومات منہیہ نکاح کی بیان کی ہین اونمین بھی ہی کہ دولھہ کو سوار کرکے بیضرورت شہر مین پھرانا جائز
نہین اللہ صاحب نے فرمایا ہی ای لوگو تم ویسے مت ہوجاؤ جیسے وہ لوگ کہ نکلے اپنے اپنے گھرون سے اتراتے اور لوگون
کو دکھلاتے یعنی جہاد عبادت ہی پر اتراوے اور دکھاوے کو اگر جہاد کرے تو قبول نہین اسطرح ضرورت کو سواری
سوار ہونا جائز ہی بیضرورت شہر مین سوار ہوکر پھرنا اور اترانا اور لوگون کو دکھلانا جائز نہین اور مال کا بیجا خرچ کرنا اور
آتشبازی چھوڑنا اور کاغذ کے درخت اور پھول اور جانور وغیرہ سے آرایش کرنا اور ڈھول تاشے بجانا اور کھیل کود مچانا
اور دیوارون اور چھتون کو زیب و زینت کیواسطے کپڑے سے چھپانا اور بعد نکاح کے دولھہ کے پاس غیر عورتون کو
آنا اور اوس سے باتین کرنا اور اوسکے ناک کان کو ہاتھ لگانا اور دولھن کے بدن پر نباتون کے ٹکڑے رکھکر دولھہ کے منھہ
سے گای بکری کی طرح چگوانا اور خلوت کے وقت دولھہ اور دولھن کے پاس غیر کو حاضر ہونا یا چھپ کر جھانکنا یہ سب بدعت
اور حرام ہی انتہی یعنی مولنا شاہ عبدالعزیز رح کے قول کا مطلب تمام ہوا اور جو دولھن کا گھر کسی دوسرے شہر مین اور گانون
مین یا دور محلے مین ہو تو سوار کرنا دولھہ کو اور بسبب ناچاری کے براتیون کو پیادہ پا جانا مضایقہ نہین **سترھوان**
سوال دولھہ کو جس وقت لباس شہانہ وغیرہ پہناتے ہین تو اوس وقت برادری کے لوگ اپنے اپنے مقدور موافق حجام کو

کچھ دیتے ہین درست ہی یا نہین **جواب** اسوقت مین حجام کو کچھ دینا احسان اور تبرع کے اقسام سے ہی درجہ اباحت رکھتا ہی چاہین دین چاہین نہ دین نہ دینے پر کچھ ملامت کسی پر عائد نہین اور حجام کو معمول سمجھکر جبر نہین پونہچتا چنانچہ اسکا ذکر کو بدفعات ہو چکا **اٹھارھوان سوال** جسوقت نکاح کے لیے دولھن کے گھر کو دولھہ جاتا ہی اوسوقت سسرال کے کپڑے دولھہ کو پہناتے ہین اور وہی کپڑے اپنے گھر آنے تک پہنے رہتا ہی درست ہی یا نہین **جواب** اس لباس کا پہننا مباح ہی بشرطیکہ حریر کی قسم سے نہو اور تاش و بادلہ بھی نہو اور زعفران مین یا کسونبھہ مین بھی رنگین نکیا ہو اسلیے کہ ایسا لباس مرد کو پہننا حرام ہی اور بشرطیکہ اسراف و تکبر بھی نہو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کھاو اور پیو اور خدا کی راہ مین تصدق کرو اور لباس ایسا پہنو جس مین اسراف اور تکبر نہو اور حریر اور سونے کے استعمال کی حرمت اس حدیث سے صریح ثابت ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حلال ہوا سونا اور حریر میری امت کی عورتون کو اور حرام ہوا مردون کے واسطے اور کسونبھی اور زعفرانی کپڑے کے استعمال سے مردون کو باز رہنا اور منع ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار مجکو دو کپڑے کسونبھہ مین رنگے ہوے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ یہ لباس کفار کا ہی سو تو انکو مت پہنے اور ایک روایت مین یہ بھی ہی کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین ان دونون کپڑون کو دھو ڈالون آپ نے فرمایا بلکہ انکو جلا ڈالے اور حدیث صحیح مین انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردون کو زعفرانی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہی یہ سب حدیثین مشکوۃ شریف مین موجود ہین اور فتاوای حمادیہ مین خانیہ سے منقول ہی کہ مردون کو زعفران اور کسونبھہ اور ورس مین رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا مکروہ ہی انتہی اور مرد کو استعمال چاندی کا سونے کے برابر حرام ہی اسواسطے کہ چاندی بھی سونے کے حکم مین ہی چنانچہ ہدایہ کی عبارت سے سابق معلوم ہو چکا **تائید** مالا بد منہ مین لکھا ہی کہ چاندی اور سونے کا زیور اور کسونبھی اور زعفرانی کپڑا اور حریر یہ سب چیزین عورتون کو پہننا حلال ہی اور چھوٹے بڑے مردون کو حرام ہی مگر انگوٹھی چاندی کی اور کندن سونے کا گرد نگینے کے اور حریر وغیرہ کا سنجاف بقدر عرض چار انگشت کے جائز ہی اور زیادہ تکلف پوشاک پہننے مین اسواسطے تکبر اور اسراف کے حرام ہی اور مکروہ اور ایک روایت مین جمیع رنگ سرخ مردون کو مکروہ ہی انتہی اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے بھی رسالہ آداب لباس مین لکھا ہی کہ چھوٹے بڑے مردون کو استعمال حریر کا حرام ہی اور عورتون کو جائز ہی **انیسوان سوال** چاندی کا یا سونے کا سہرا اور پھولون کا ہار یا سہرا دولھہ اور دولھن کے سر پر ڈالنا اور دونون کے ہاتھہ مین کنگنا باندھنا درست ہی یا نہین **جواب** سہرا سونے کا ہو یا چاندی کا مردون کو ہرگز جائز نہین مردون کو استعمال سونے چاندی کا مطلق حرام ہی بیان اسکا چھٹے سوال کے جواب مین گذرا مگر انگوٹھی چاندی کی جسمین مہر ہو قریب ایک مثقال کے اگر پہنے تو مباح ہی

چنانچہ مشکوۃ شریف مین صحیح ترمذی سے نقل کیا ہی کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ مین انگوٹھی کس چیز کی بناؤن
آپ نے فرمایا چاندی کی لیکن وزن مین ایک مثقال سے کم ہو اسی طرح فقہ کی کتابون مین بھی لکھا ہی کہ مردو کو اس
وزن کی انگوٹھی کے سوای استعمال چاندی کا بھی سونے کیطرح حرام ہی اور عورتون کو استعمال دونون کا جسقدر ہو جائز ہی لیکن
سہرا چاندی سونے کا عورتون کو بھی باندھنا مکروہ ہی کہ اسمین کفار کے ساتھ مشابہت ہی اور مشابہت ساتھ کفار کے
ہر چیز مین حرام ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص جس قوم کے ساتھ تشبہ کرے گا اور اوسکی چال چلیگا
وہ اوسی قوم مین ہی تا مید اور تفسیر موضح قرآن مین لکھا ہی کہ جو لوگ مسلمانی مین کفر کرتے ہین یعنی منھہ سے کلمہ اسلام
کہتے ہین اور عقیدہ خلاف اسلام کے رکھتے ہین قیامت کے دن اونکا منھہ کالا ہوگا سب فرقے گمراہ یہی حکم رکھتے ہین فقط
قولہ پس علی ہذا القیاس پھولون کے سہرے مین بھی مشابہت بکفار ہی اسواسطے وہ بھی باندھنا اور اوسکا بھی استعمال
کرنا حرام ہی اور نا درست بلکہ پھولون کا ہار نکاح کے وقت دولھہ کے یا دولھن کے سر پر ڈالنا بدعت ہی اور ساتھ
گبرون کے یعنی آتش پرستون کی مشابہت ہی اور گبر وغیرہ کفار کی مشابہت سے احتراز واجب ہی چنانچہ مرأت الصفا
مین بھی بطور فتوی لکھا ہی کہ دولھہ کے سر پر پھول رکھنا اور مقنع ڈالنا بدعت ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رسم گبرون کی ہی
غرضکہ بہر حال بدعت اور حرام ہی اور دولھہ اور دولھن کے ہاتھہ مین کنگنا باندھنا بھی رسم کافرون اور مشرکون کی ہی
مرأت الصفا مین فتاوی المومنین سے نکاح کی فصل مین نقل کیا ہی کہ ایک قوم مین رسم مقرر ہی کہ سرسون اور اسپند کو
زرد یا سیاہ کپڑے مین باندھکر دولھہ اور دولھن کے ہاتھہ مین باندھتے ہین اور اوسکو کنگنا کہتے ہین سو ایسے کام بڑے
گناہ اور بدعت کے ہین اسواسطے کہ یہ طریق یعنی کنگنا باندھنا ہنود اور مشرکون کی شادیون مین لازم اور شرط ہی اور
مسلمانون کو ہنود وغیرہ کفار کے ساتھہ مشابہت کرنا کفر ہی یا گناہ کبیرہ اور اسی کتاب کی اسی فصل مین یہ بھی لکھا ہی
کہ لال تاگا دولھہ کے ہاتھہ مین باندھنا گبرون کی رسم ہی اسمین بھی کفر کا اندیشہ اور خوف ہی اور منافع المومنین مین لکھا ہی کہ ایک
قوم مین رسم ہی کہ کورے گھڑون اور لوٹون پر پھولون کے ہار اور لال تاگا باندھکر صندل کا تھاپا دیتے ہین یہ بھی
حرام ہی کہ مشابہت گبرون کے ساتھہ ہی اور یہ بھی اسی کتاب مین ہی کہ کنگنا بنانے والا اور باندھنے والا اور درست
جاننے والا سب کافر ہین اور سید آدم بنوری نے اپنی کتاب مین کتاب علم الہدی سے نقل کیا ہی کہ نکاح مین جو رسومات
غیر مشروعہ مقرر ہین اونمین بعض کا کرنا کفر اور بعض مین خوف کفر ہی اور بعض چیزین بدعت ہین سو جو کوئی اون رسمون کو
عمل مین لاوے تو نکاح اوسکا درست نہین اور علاقہ زوجیت کا یعنی جورو اور خاوند ہونے کا درمیان سے ٹوٹ جاتا ہی
اور وہ نکاح اہل اسلام سے نہوا اور اگر اوس نکاح سے فرزند پیدا ہو تو شریعت مین اوسکا نسب ثابت نہو اور اگر نسب ثابت ہو تو وہ فرزند حرامزادگی
کے ساتھہ منسوب ہو اُن رسمونمین ایک کنگنا باندھنا ہی سو وہ صریح کفر ہی کہ اوسکا بنانیوالا اور اوسپر راضی ہونیوالا
سب کافر ہین اور اون مین ایک جلوا دینا ہی سو اوس مین بھی طرح طرح کی فضیحتیان اور رسوائیان ہین اور اون مین

ایک یہ کہ دولھہ کے سر پر اوسکی ماں یا بہن یا کوئی اور عورت دامنی ڈالتی ہی اور دولھن کے سر پر پگڑی رکھتی ہی اس بات مین دولھہ اور
دولھن اور وہ سب عورتین لعنت مین گرفتار ہوتی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لعنت خدا کی اوس مرد پر جو اپنے کو
عورت بناوے اور اوس عورت پر جو اپنے کو مرد بناوے اور اسطرح کی باتین تا شروع جلوے کیوقت بہت اور بھی ہوتی ہین اور
ایک یہ کہ دولھن کا انگوٹھا دودھہ اور پانی سے دھوکر دولھہ کو پلاتے ہین یہ رسم بھی گبرون کی ہی اسمین بھی بیم کفر ہی
اور ایک یہ کہ نبات کے ٹکڑے دولھن کے بدن پر جابجا رکھہ کر دولھہ کے منھہ سے گای بکری کیطرح چکواتے ہین
اور ایک یہ کہ کھیر یعنی شیر برنج بیچارہ پکا کر دولھن کے ہاتھہ پر رکھکر کتے کیطرح دولھہ کی جیبھہ سے چٹواتے ہین یہ بھی رسم گبرون کی
ہی اور مشابہ ساتھہ چوپاؤن کے ہی اور ایک یہ کہ جلوے کے وقت سرخ کلاوا دولھہ کے گلے مین مشاطہ ڈالتی ہی
اور دولھہ کو مشاطہ بیحیا تخت پر لٹا کر اوسکے ہر ایک عضو کو بلکہ اندام نہانی کو بھی کلاوے سے ناپتی ہی اور سب عورتین بیحیا
ان حرکات ناشایستہ کو دیکھکر خوش ہو کر ہنسی ٹھٹھا کرتی ہین اور سب ملعون ہوتی ہین **تایید** حدیث شریف مین
فرمایا ہی لعنت خدا کی ستر کے دیکھنے والے اور دکھلانیوالے پر فقط **قوله** اور ایک یہ کہ سب شادیون مین علی الخصوص نکاح کے بعد
ڈومنیان وغیرہ گالیان قافیہ دار بنا کر ڈھول وغیرہ کے ساتھہ گا کر عورتون اور مردون کو دیتی ہین اور مسجد اور محراب کی
اور شملہ و دستار کی اہانت کرتی ہین اور اہانت ان چیزون کی کفر ہی **تنبیہ** عجیب حال اور طرفہ ماجرا ہی کہ سننے والے
خوش وخندان ہو کر گالیان سنتے ہین بلکہ فرمایش کر کے نقد اور کپڑے اور انگوٹھی چھلے دیکر گالیان کھاکر اور اشیای معظم
محترمہ کی اہانت کرواکر کافر بنتے ہین باوجودیکہ اوس مشاطہ کو اور ڈومنیون وغیرہ کو ان حرکات کے عوض مین بلکہ گانے
بجانے کے عوض مین کچھہ دینا حرام ہی **ع** چہ نیکو گفت صوفی خوشسرو + سخنش را بگوش جان بشنو + کہ لفظ نعیم نپذیرند
بدر آہم جحیم را گیرند + خویش را بہر ننگ خوار کنند + نقص و ارین اختیار کنند فقط **قوله** اور ایک یہ کہ دولھہ کو ساتبار دولھن کے
گرد قربان کرواتے ہین یہ بھی رسم کفار کی ہی اسمین بھی بیم کفر ہی اور ایک یہ کہ دولھن کے اندام نہانی کو شربت سے
دھوکر اوسمین اوس کے پیشاب کرواکر دولھہ کو پلاتے ہین اسمین بھی خوف کفر ہی اور ایک یہ کہ دولھہ کی آنکھون مین کاجل
لگاکر زینت دیتے ہین یہ بھی بالاتفاق مکروہ ہی اور اگر کوئی کہے کہ یہ بھی ایک راہ و مذہب ہی وہ کافر ہی اور ایک یہ
کہ دولھہ کے گلے مین ہنسلی اور بدھی چاندی کی اور بعض لوگ لباس رنگین عورتون کا سا پہناتے ہین یہ بھی بری
بدعت ہی انتہی یعنی جو عبارت علم الہدی کی سید آدم بنوری نے اپنی کتاب مین نقل کی ہی اوسکا ترجمہ تمام ہوا **تایید**
اور تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق مین لکھا ہی کہ چاندی سونے کا سہرا اور کنگنا باندھنا اور ٹیکا اور
حنا بندی اور رنگ پاشی اور منڈھا اور رتجگا اور صحنک متعارف اور بندھن وار اور مرد کو چاندی سونے کا
زیور اور سونے کی انگوٹھی و حریری اور زرین کپڑے پہننا اور دولھن کو گھر مین لانے کے وقت کوئی جانور بنیت
دفع بلا ذبح کرنا اور اوسکا خون دولھن کے پاؤن مین یا کسی اور عضو مین ملنا اور ہنود کی طرح جھنجھنا مارنا اور خضر یعنی

ٹونا اور ٹوٹکا دولھہ اور دولھن کی موافقت اور سازواری کے واسطے کرنا یہ سب رسمین شرک اور کفر کی ہین انسے اور جو چیزین کہ ان چیزون کے مانند ہین سب سے پرہیز کرنا واجب ہی اور انکو عمل مین لانا اشد گناہ اور سخت حرام ہی انتہی اور جناب مستطاب استاذی مخدومی مولوی محمد عبد المجید دام دوامہم نے اپنے رسالہ ہندی مین اسلام کی نوین شرط آخر کو موجبات کفر مین لکھا ہی اور بیاہ کے دنون مین کافرون کی رسمین کرے جیسے کہ ہاتھ مین کنگنا باندھے انتہی اور دافع الرسوم مین لکھا ہی کہ بعضے جاہلون بددینون نے شادی نکاح مین چند رسمین لازم کر لی ہین کہ وہ سب رسمین کفر اور بدعت اور گناہ اور مشابہ برسومات کفار ہین اور انکو عمل مین لانے سے عقد نکاح مین فساد پڑتا ہی اون رسمون مین ایک تو یہ کہ برہمن کو ہنود کی طرح بڑی تعظیم وتکریم سے بلاکر نکاح کا دن اور ساعت مبارک پوچھتے ہین اور اوسکا قول سچا جانکر پورے اعتقاد سے اوسپر عمل کراتے ہین اسکا نام لگن مقرر کیا ہی اور ایک یہ کہ بیاہ کی لگن دھرا کر چند روز سابق سے ایکساعت نیک مقرر کرکے ڈھول کی رسم کرتے ہین اوس روز ڈھول کی رسم کے گلگلے وغیرہ پکاکر برادری مین تقسیم کرتے ہین اور ایک یہ کہ ایکدن چاول پکاکر کورے کونڈے مین رکھکر شکر اور دہی اور گھی اوپر سے ڈالکر پان ورمسی اوسپر رکھکر سرخ کپڑے سے ڈھانپ کر فاتحہ مروجہ اس یار کی کرواکر برادری کی سہاگن عورتون کو کھلاتے ہین اور عرف مین اس رسم کا نام بی بی کا کونڈا مقرر ہی اور ایک یہ کہ ایک روز مقرر کرکے دولھن کیطرف سے دولھہ کیواسطے کنگنا اور پھولون کے ہار وغیرہ بھیجتے ہین پھر دولھہ کو چوکی پر بٹھلا کر اوسکے سرپہ ہار اور ہاتھ مین کنگنا باندھتے ہین اور برادری کے لوگ جمع ہوکر اون ہارون کی ڈلیا مین پیسے ڈالتے ہین اور اسکو بیل کہتے ہین اور ایک یہ کہ نکاح سے ایکدن پیشتر بڑون کے اور ملیدے کے خوان اور مہندی کا طبق اوسمین چومکھا چراغ آٹے کا بنا روشن کرکے دولھن کیطرف سے دولھہ کے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگانے کو دولھن کی بہن دولھہ کے گھر لیجا کر اوسکے ہاتھ پاون مین لگاتی ہی اور ایک یہ کہ دولھہ کے سر پر پھولون کے ہار اور مقنع ڈالتے ہین اور حریری لباس اور نقرئی اور طلائی زیور اوسکو پہناتے ہین اور ایک یہ کہ دولھہ کو سوار کرکے کاغذ کے باغ اور آرایش اور مشعلون اور فانوسون کے ساتھ ڈھول اور تاشے وغیرہ بجاتے آتشبازی چھڑاتے تختہای روان بربازار دیو بچھ نچاتے کوچہ وبازار مین پھراتے دولھن کے گھر کو لیجاتے ہین اور دولھن کے دروازے پر وہان کا سقا ایک گھڑا اور لوٹا پانی کا بھرا ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوتا ہی جیسے ہنود کی شادی مین کہارین بھر الیکر کھڑا ہوتا ہی اور اسکو کلس کہتے ہین پھر دولھہ کیطرف والے ہنود کیطرح اوس کلس کی پوجا کے روپیے پیسے اوسمین ڈالتے ہین اور ایک یہ کہ پھولون کا ہار جسکو سہرا کہتے ہین بعد شادی کے ہنود کے مور کیطرح دریا مین بہاتے ہین اور ایک یہ کہ قبل نکاح کے دولھہ کو دولھن کے گھر مین لیجاتے ہین پھر وہان سات عورتین سات چھڑیان لکڑی اور پھولون کی بناکر بڑی ناز و کرشمہ سے دولھہ کو مارتیان ہین اور ہنسی ٹھٹھے کرکے کھیل کود مچاتیان ہین اور اون نامحرم دولھہ کے

ساتھ کھیلکر اپنے خاوندنکو قلتبان اور دیوث بناتیان ہین اور ایک یہ کہ نکاح کے بعد چوتھے روز عورتین اکٹھی ہوکر دولھہ اور دولھن کے ساتھہ انکو دولھن کے باپکے گھر جاکر دونو طرف کی عورتین دولھہ کے ساتھہ اور آپسمین طرح طرح کے کھیل اور تماشے کرتیان ہین اسکا نام چوتھی اور بھوار کھاہی علی ہذا القیاس اور بہت رسومات کفر و شرک کی اور بدعت و گناہ کی کرکے کافر او رمشرک اور بدعتی و گنہگار ہوتے ہین لازم ہی کہ ان سب رسومات منہیہ سے احتراز کرین اور طریقہ دین اور اسلام کا ہر ایک شادی وغمی مین لازم پکڑین تو اللہ اور رسول کے آگے سرخرو ہون اور عاقبت بخیر ہو انتہی یعنی دافع الرسوم کا مطلب تمام ہوا اور سیر الافاق مین لکھا ہی کہ رسومات اور بدعات شادی نکاح مین بہت جاری ہین اونمین سے جو رسمین کہ لوگون نے اونکا کرنا لازم اور ضرور کرلیا ہی وہ بیان کیجاتی ہین تاکہ اہل ایمان اونسے باز آوین اور پرہیز کرین وہ یہ کہ ہنود سے سیکھہ کر دولھہ اور دولھن کے ہاتھہ مین اور موسل مین کنگنا اور دونو کو زرد رنگ کے کپڑے پہناتے ہین اور دولھہ کے ہاتھون پاؤن مین منہدی لگاتے ہین اور سونیکی انگوٹھی پہناتے ہین اور آنب اور جامن کے پتّے رسّی مین باندھکر اپنے اور ساری برادری کے دروازون پر لٹکاتے ہین اور اونکی عورتین آپسمین رنگ پاشی ایک دوسرے پر کرتیان ہین اور ایک روز مقرر کرکے فریقین اپنے اپنے صحن خانہ مین تمگیرا اور شامیانہ کھینچکر اوسکے نیچے کورے گھڑے پانی سے بھرکر اور کرسی اور کلاوا اونمین باندھکر اپنے اپنے بزرگون کی فاتحہ دیتے ہین اور دولھہ دولھن کو لباس رنگین شادی کے روز پہناتے ہین کسی نے کوئی رنگ اور کسی نے کوئی رنگ مقرر کرلیا ہی اوس لباس کا نام جوڑا رسم ریت کا ٹھہرایا ہی اور بعض رسمین دولھن کے گھر ہوتی ہین جیسے دولھہ سے سرج کھسلوانا اور دولھن کو بہت سے پان کھلانا اور قبل نکاح کے دولھہ اور دولھن کو باہم بٹھلانا اور وقت رخصت کے دولھن کے ساتھہ کھانا بھیجنا اور سوای اسکے اور بہت رسمین مقرر کرتے ہین اور ان رسومات کے ہوجانے کو منحوس و نامبارک جانتے ہین اور فی الحقیقۃ یہ سب رسمین اور جوکچھہ کہ بدعت اور نامشروع ہو اوسکو عمل مین لانا دنیا اور آخرت کی خرابی کا موجب اور نحوست و نامبارکی کا سبب ہی بلکہ بعض اونمین کفر ہی معاذاللہ من ذالک غرض فقط یہ سب رسمین بدعت اور خلاف شرع شریف کے ہین کہ کچھہ انکی اصل نہین اور سوای ہنود و مشرکین کے اور سوای ہندوستان کے مسلمانون کے کسی ملک اہل اسلام مین یہ رسمین جاری نہین ایک مسلمان کو لازم ہی کہ کوئی رسم رسومات مروجہ کفار سے عمل مین نلائین اور جمیع امور خلاف شرع سے توبہ اور استغفار کرین اور اگر بتقدیر کوئی ایسی رسم جو مروجہ کفار سے ہو وہ از راہ سہو و خطا کسی مسلمان سے سرزد ہوجاوے تو اوسکو رسم مسلمانی کی نجانین اور باز آوین رسم مسلمانی کی تو وہی ہی جو جناب پیغمبر صاحب اور اصحاب آنجناب علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہوئی ہو اور قطع نظر ان رسومات کے ایک بڑی آفت یہ ہی کہ عورت خاوند کے گھر جاکر بلحاظ شرم ناحق کے نماز فرض کو ترک کرتی ہی اور غسل کے وقت پر ادا نہین کرتی ہی اس صورت مین ان دونون

دونون مرتکب اشد کبیرہ کے ہوتے ہین حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو کوئی قصدًا نماز ترک کرے وہ مقرر کافر ہوگیا اس باب مین
حنفیہ کہتے ہین کہ اگر نماز کی فرضیت کا منکر نہین تو ترک کرنا قصدًا قریب بکفر ہی چاہیے کہ اوسکو قید کرین جبتک کہ توبہ کرے اور نماز
پڑھے اور اگر توبہ نکرے تو قتل کرین اور حنبلیہ کہتے ہین کہ باوجود اقرار فرضیت نماز کے قصدًا ترک کرنا نماز کا موجب کفر ہی اوسکو
قتل کرنا چاہیے اور مسلمانون کے مقابر مین اوسکو دفن نکرین اور امام شافعی کہتے ہین کہ تارک نماز اپنے گناہ کے جرم مین
قتل کیا جاوے نہ مرتد ہونے کی سزا مین اور مسلمانون کے مقابر مین دفن ہو انتہی تنبیہ اب جاننا چاہیے کہ شریعت مین
قاعدہ کلیہ مقرر ہی کہ اگر زن و مرد مین سے ایک بھی کافر ہو جاوے تو نکاح ٹوٹ جاوے پس جبکہ عورت نے بسبب شرم
ناحق ایک وقت کی نماز قصدًا ترک کی تو حنبلیہ کے نزدیک تو نکاح ٹوٹ ہی گیا اور حنفیہ کے نزدیک قریب ٹوٹنے کے ہوگیا
تو اس صورت مین لازم ہی کہ عورتکو از سر نو مسلمان کرکے تجدید نکاح کرین تو مصاحبت مین لاوین نہین تو ہمیشہ زنا ہوگا
چاہیے کہ ایسے امور مین شرم نکرین اور دنیا کی چند روز کی زندگی کے واسطے دین کو برباد نکرین اور سیر الآفاق مین یہ بھی ہی
کہ عورات حنفی مذہب کی ہندوستان مین ایک اور آفت ہی کہ ظاہر مین نماز پڑھتی ہین اور وہ نماز اونکی جائز نہین اسواسطے
کہ حاجت غسل والے کو مذہب حنفیہ مین مضمضہ کرنا فرض غسل ہی اور ہندوستان کی عورتین بعد نکاح کے دانتون کو
مسی لگاتیان ہین اور مسی ملتے ملتے ریخین دانتون کی اسقدر بند اور مستحکم ہو جاتی ہین کہ اونمین پانی سرایت نہین کرتا اور
اس سبب سے اونکے ذمے سے غسل جنابت ساقط نہین ہوتا پس جبکہ غسل ہی سر سے نہ اترا تو نماز کیونکر جائز ہوئی
اسواسطے عورتونکو لازم ہی کہ مسی لگانا ترک کرین کہ جو چیز موجب ترک فرض کی ہو اوس چیز کا ترک کرنا فرض ہی اور اگر خاوند
اوسکا واسطے نظارگی اور خوشنودی خاطر اپنی کے یا عورت کی خاطرداری کے لحاظ سے مسی لگانے سے منع نکرے اور
باز نرکھے تو وہ مرتکب کبیرہ گناہ کا ہوا اور اگر اس گناہ کو سبک اور سہل جانے اور بے پروائی کرے تو غالب احتمال اوسکے
کفر کا ہی انتہی تنبیہ بیان رسم کنگنے کے مقدمے مین ایک بات بیان کردینا ضرور جانکر لکھتا ہون اوسکو بھی سننا چاہیے وہ یہ
کہ بعضے جاہل کنگنا باندھنے کو رسم قدیم سمجھکر اوسکا موقوف کرنا موجب نقصان کا اور سبب نامبارکی کا جانتے
ہین اور علما کی تعلیم اور فہمایش سے کنگنا باندھنے کو باعث کفر کا اور نکاح کے درست نہونے کا سمجھتے ہین اور اجتماع ضدین
یعنی دونون باتین جمع نہین ہوسکتین اسواسطے اونھون نے چند سال سے یون حیلہ مقرر کرلیا ہی کہ قبل نکاح کے
چند روز تک کنگنا باندھے رہتے ہین اور نکاح کے وقت کھول رکھتے ہین اور بعد نکاح کے پھر باندھ لیتے ہین اور
بسبب بےعلمی اور جہالت کے یون سمجھتے ہین کہ نکاح کے وقت کھول رکھنے سے نکاح صحیح ہوگیا اب بعد نکاح کے پھر
باندھ لینے سے ایمان مین یا نکاح مین کچھ خلل نہین ہوا یہ نہین سمجھتے اور نہ کسی عالم سے تحقیق کرتے کہ اگر کوئی مسلمان
ارادہ کرے کہ آیندہ کو بعد اسقدر مدت کے کفر اختیار کرونگا تو وہ مسلمان فوراً یہ ارادہ کرتے ہی کافر ہوجاتا ہی پس
جبکہ کسی نے قریب نکاح کے کنگنا کھولتے وقت یہ ارادہ کیا کہ بعد نکاح کے پھر کنگنا باندھ لونگا تو جیسا کہ قبل کھولنے کے

کافر تھا ویسا ہی بعد کھولنے کے بھی اس رائے کے سبب سے کافر ہی رہا ہاں اگر کھولتے وقت پھر کنگنا باندھنے کو اور جمیع
منہیات شرعیہ کو برا جانکر سب سے توبہ کرتا اور آیندہ کو کبھی ارادہ گناہ کرنے کا اور کافر ہو جانے کا ہرگز دل مین نرکھتا تو البتہ
بیشک ایمان اوسکا کامل ہوتا اور نکاح بھی موافق شرع کے درست ہوتا غرضکہ ذرا دیر تک کنگنا کھول رکھنے سے نہ ایمان
سلامت رہا اور نہ نکاح جائز ہوا اور اگر بر تقدیر بالفرض اوسوقت ایمان اور نکاح درست بھی ہوتا لیکن اب پھر کنگنا باندھ لینے
سے کافر ہو گیا اور نکاح ٹوٹ گیا اور ذرا دیر کو کھول رکھنے سے کچھہ حاصل نہوا اب ایک ماجرا عجب در عجب اور بھی بگوش دل
سننا ضرور ہی وہ یہ کہ بعض دولھہ تو البتہ کسی کسی کی تعلیم و تنبیہ سے ذرا دیر کو کنگنا ہاتھہ سے دور کرتے ہین بلکہ بعضے دولھہ
سمجھوال علما کے سمجھانے سے کنگنا باندھنے کو کفر جانکر مطلق باندھتے ہی نہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہین لیکن
دولھن کے ہاتھ مین سے تو کوئی ذرا دیر کو بھی کنگنا دور نہیں کرواتا اور نہ اوسکو اول سے اور نہ قریب نکاح کے احکام شرع
اور کلمات و موجبات کفر و شرک پر آگاہ کر کے امور ممنوعہ سے توبہ و استغفار کرواتا ہی پس دولھن بہرحال کافر ہی رہتی ہی
اور حقیقۃ الحال تو یہ ہی کہ نکاح کے باب مین صرف دولھہ کا اسلام اور تجدید ایمان اور توبہ و استغفار کام نہیں آتا جبتک
کہ دولھن بھی کنگنا دور نہ کرے اور جمیع شرک و کفر سے اور بدعت و معصیت سے خلوص نیت کے ساتھہ توبہ نکرے
اور احتراز واجب نجانے اوسوقت تک نکاح جائز نہیں یعنی جس حال مین کہ دولھا اور دولھن کے ایمان مین کسی طرح کا
خلل و عقیدہ باطل معلوم ہو تو لازم ہی کہ پہلے دونون کو شرک و کفر سے اور سب منہیات شرعیہ سے توبہ و استغفار
کرواکے از سرنو مسلمان کر لین اور وہ دونون بصدق دل اور باعتقاد کامل آمنت باللہ کے معنی کو خوب دریافت کر کے
جمیع احکام شرعیہ کو بدل و جان قبول کرین اور علی رؤس الاشہاد زبان سے اقرار کرین کہ جو کچھہ ہمارے پیغمبر حضرت
محمد مصطفی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والثنا جناب باری تعالی کے پاس سے لاے ہین اور ہمکو خبر دی ہی ہمنے سبکو قبول
کیا پھر بعد اس اقرار و اقبال کے نکاح باندھا جاوے اور جو اس صورت مین اول صرف دولھہ کا تجدید ایمان کرواکے
نکاح پڑھاکے پھر پیچھے دولھن کا تجدید ایمان کروا دین تو نکاح مسلم کا ساتھہ عورت مشرکہ اور کافرہ کے ہوا اور یہ بات
جائز نہیں غرضکہ اگر بسبب جہالت اور بد اعتقادی کے کسی کے ہاتھہ مین کنگنا ہو یا کسی اور امر خلاف شرع کو درست
جانکر عمل مین لاوے تو واجب ہی کہ بعد دریافت کے جلد اوسکو برا جانکر دور کرے اور باز آوے اور پھر آیندہ کو
اوس سے اور سب ممنوعات سے توبہ کر کے از سرنو ایمان درست کرے اور کلمہ رد کفر و شرک کو بصدق دل پڑھے
بعد اوسکے نکاح کرے اور جو ایک کے بھی ہاتھہ مین کنگنا ہو گا یا کسی امر خلاف شرع کو درست اور مباح جانے گا تو
فی الحقیقۃ نکاح باطل ہی ہمیشہ زنا ہوتا رہے گا اور اولاد حرام کی پیدا ہو گی اور شرعًا علاقہ زوجیت کا ثابت نہیں اگرچہ
ظاہر مین لوگون کے نزدیک جورو اور خاوند کہلاوین اور جو شخص کہ اس مسئلے سے واقف نہیں تھا اوسکو اب
چاہیے کہ واقف ہو کر جلد توبہ کرے اور اپنی جورو کو بھی از سرنو مسلمان کر کے پھر آپس مین دو گواہ کے روبرو تجدید

نکاح کر لین یعنی ایجاب و قبول کے الفاظ کہ لین تو نکاح بھی ونکا شرعا جائز ہوا اور آیندہ کو زنا سے بھی بچین اس بات مین ہرگز شرم نکرین کیا غضب کی بات ہی کہ ہندوستان کے مسلمانون نے دین اسلام کے مسائل عورتون کو تعلیم کرنا اور سکھانا مطلق چھوڑ دیا بلکہ اونکو مطلق العنان کر دیا جو چاہتی ہین سو اعمال شرک اور کفر کے اور افعال بدعت و معصیت کے کرتی رہتیان ہین جہان چاہتی ہین بید غدغہ بغیر پوچھے چلی جاتیان ہین اچھے برے کا محرم و نامحرم کا اپنے پراے کا لحاظ و شرم نہین کرتین اور اونکے خاوند اور ولی سب جانتے دیکھتے ہین ورکسی بات مین اون عورتون کو تنبیہ و تادیب نہین کرتے بلکہ خود اونکی خواہش و رطلب کے موافق اسباب شرک و کفر اور پرستش اصنام کے اور لباس و پوشش عورات کفار کا جسطرح ہو سکتا ہی فوراً حاضر کر دیتے ہین اور اگر برادری مین یا کسی دردوست آشنا کے یہان کسی شادی کے ہنگام مین راگ ورنگ ڈھول مجیرا ہوتا ہی وہان کے جانے سے باز نہین رکھتے بلکہ خود مصر و موکد ہو کر آپ بھیجتے ہین شاید کہ وہ یون سمجھتے ہون گے کہ عورتون کو احکام شرع پر عمل کرنا اور شرک و کفر سے بچنا اور بدعت و گناہ سے باز رہنا فرض ہی نہین یہ نہین سمجھتے کہ اس بات مین عورت اور مرد ادنی اور اعلی سب برابر ہین اور سیکھنا سکھانا احکام شریعت نبوی کا اور اوس پر عمل کرنا سچے اعتقاد سے سب پر یکسان فرض ہی اور اس زمانے مین بسبب غفلت اور عدم تعلیم و تعلم کے یہانتک نوبت پہنچی ہی کہ اگر احیاناً کوئی شخص کسی کے آگے احکام شرع کے بیان کرتا ہی یا رسومات خلاف شرع کی برائیان کہتا ہی تو متعجب ہو کر کہتے ہین کہ یہ رسمین تو ہمیشہ سے ہمارے گھر بلکہ اکثر خاص و عام مین جاری ہین ہمکو تو آج تک کبھی کسی نے ان رسمون سے منع نہین کیا اب تو ان رسمون کا موقوف ہونا بہت مشکل ہی یہ نہین سمجھتے کہ حضرت حقتعالی نے صرف شرک و بدعات کے مٹانے کو اور محض رسومات کفر و ضلالت کے اوٹھانے کو پیغمبرون کے تئین بھیجا اور کلام اللہ نازل ہوے اور بعد پیغمبرون کے اونکے نائب اور فرمان بردار لوگ بھی سکو برے کامون سے ہمیشہ منع کرتے آے اور سیکڑون ہزارون کتابین حدیث و فقہ کی اسی مقدمے مین لکھتے رہے اور لکھتے رہتے ہین انہین جو عقلمند اور فہمیدہ ہوے وہ نیک و بد سمجھکر اچھی باتین عمل مین لاے اور برے کامون سے باز آے اور جو کہ جاہل و دبنگ و بیعقل و سرہنگ ہوے وہ ضد اور مخالفت سے پیش آے اور نیک باتون کو خطرے مین نہ لاے چنانچہ ابتک یہی طور و طریق جاری ہی اگرچہ بسبب تقاضاے وقت کے اور بیفہمی و کجروی جہال بدخصال کے اور مستعد بجنگ و جدل ہو پڑنے ضدیون بدنہون کے چند مدت سے علما و فضلا نے آپ کو کمزور سمجھکر کنارا کیا ہی اور بلحاظ تخالف دین و ملت اور عدم تائید اور احتساب حکام وقت کے بتساہل و تجاہل پیش آتے ہین لیکن تاہم حتی الوسع و الامکان محبت و اخلاص و رمنت و خوشامد سے پیش آکر بوقت ضرورت سمجھا دیتے ہین اور بموجب حکم خدا اور رسول کے اوامر و نواہی پر اطلاع کر دیتے ہین پس جو کوئی عقل سلیم رکھتا ہی سمجھکر عمل کرتا ہی نہین تو کچھ خیال مین نہین لاتا سو ہر ایک کو جو زمرہ اہل اسلام اور امت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ و السلام مین ہونے کا دعوی رکھتا ہو لازم ہی کہ شادی و غمی بلکہ ہر وقت دین و دنیا کے

کام مین پابند شرع شریف کا ہوکر جمیع رسومات منہیہ چھوڑ دے اور خویش و بیگانے کے طعن و ملامت پر خیال نکرے صرف
ملامت کے اندیشے سے ان چیزون کا چھوڑنا مشکل اور شاق معلوم ہوتا ہی نہین تو اللہ تعالی نے کوئی بات مشکل جو نہو سکے
سو اپنے بندون پر مقرر نہین کی ہی چاہیے کہ ہر ایک آپ نیک چال چلے اور اپنے پرایے کو احکام شریعت پر خبردار کرے
جہانتک ہو سکے حتی المقدور سکو رسومات کفر و بدعت سے باز رکھے تو ایمان بھی درست ہو اور نکاح بھی موافق شریعت کے
منعقد ہو اور اولاد بھی نیکبخت سعادتمند پیدا ہو اور عاقبت بھی بخیر ہو اور کفر و بدعات بھی کم ہون نہین تو دنیا مین ہمیشہ زنا
اور فسق مین رہے گا اور اولاد حرام کی جنے گا اور بسبب کفر و فسق کے عاقبت بھی خراب ہوگی ہمنے آگاہ و خبردار کردیا
آئیندہ مختار ہو جیسا کوئی کرے گا ویسا پاویگا اللہ تعالی ہر ایک کو توفیق راستی کی عنایت فرماوے اور شریعت نبوی پر
چلاوے آمین ثم آمین **س** از خدا جوئیم توفیق ادب * بی ادب محروم ماند از لطف رب * بی ادب تنہا نہ خود را داشت
بد * بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد * فقط **قولہ** اور آرسی و مصحف دکھلانے کی رسم جو اس ملک مین رواج ہی سو فقہ اور حدیث
مین کچھہ اسکی اصل نہین اسکو بھی ترک کرنا مناسب ہی **تنبیہ** چونکہ اس سوال کے جواب مین ذکر اکثر رسومات منہیہ
اور بدعات شرکیہ کا جو موجب زوال ایمان اور باعث فساد نکاح کی ہین بخوبی بیان ہوا اسواسطے مناسب بلکہ ضرور ہی
کہ اب اس مقام مین جو چیزین کہ مشروط و متعلق نکاح ہین اور وہ باتین جو نکاح کے باب مین بطریق سنت و مستحب اونکا عمل مین
لانا حدیث و فقہ سے ثابت ہی اونکو بھی لکھہ دینا چاہیے تو کہ ہر ایک مسلمان اوسی کے مطابق عمل کرکے سعادت
دارین کی حاصل کرین سو بسمع قبول اور بگوش ہوش سنو کہ نکاح کرنا حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والثنا کی سنت ہی بہت
فائدے ظاہری اور باطنی اوسمین شامل ہین اور اندک خلاف سے نکاح مین خلل بھی آجاتا ہی اسواسطے نکاح کے
باب مین احتیاط تمام بہزار اہتمام عمل مین لانا ضرور ہی تاکہ ہر طرح کے خلل اور فساد سے بچکر ادای حقوق ولوازم زوجیت سے
سبکدوش ہوکر جو کچھہ کہ مقاصد اور فوائد نکاح سے مقصود و منظور ہین سو حاصل کرے اور زن فاحشہ و بدکار اور مرد
اوباش بد وضع کے ساتھہ نکاح کرنے سے دور رہے کہ ایسے شخص کے ساتھہ نکاح کرنے مین جسقدر کہ قباحات و مفاسد
متصور ہین سو اظہر من الشمس ہین احتیاج لکھنے کی نہین پس جبکہ اپنے نکاح کا یا اپنی اولاد یا اقارب کے نکاح کا ارادہ
کرے تو طرف ثانی مین کئی باتون کو لحاظ کرے اول اور اولی سب سے یہ کہ متدین ہو تاکہ دین مین فساد نہ آوے
چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ کسی شخص کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو عورت دیندار کے
ساتھہ نکاح کرنا لازم جان پس عورت کا دیندار ہونا سب صلاح و صداقت پر مقدم جاننے اور عورت غیر متدین کے ساتھہ نکاح
کرنے سے پرہیز کرے اور دوسرا یہ کہ عورت خوبصورت اور خوش خلق اور کم مہر والی ہو حدیث مین آیا ہی کہ عورت کی
خوش خلقی اور اوسکا مہر قلیل و سبک ہونا موجب اوسکی برکت کا ہی اور تیسرا یہ کہ عورت حسب نسب مین افضل ہو یعنی
آبا و اجداد اوسکے دیندار اور پرہیزگار اور صاحب تقوی ہون تاکہ اونکی صلاحیت و تقوی اسکی اولاد مین سرایت کرے

چوتھا یہ کہ عورت اوس خاندان کی ہو جسکی اکثر عورتین صاحب اولاد ہوا کرتی ہین یعنی عقیمہ اور بانجھہ اونمین نہوتی ہون
الا ماشاء اللہ پس جس صورت مین کہ عورت پسندیدہ موصوف باوصاف حمیدہ مذکورہ میسر ہو تو سبحان اللہ نور علی نور
اسواسطے کہ جو عورت شوہر دوست و صالحہ اور خوش خلق اور پارسا اور خوبصورت ہی جس گھر مین قدم رکھے گی اوسکی
روشنی سے وہ گھر روشن تر از آفتاب ہو جاوے گا ؎ صلاح دنیا و دین است صحبت زن نیک * زہی سعادت آن
کس کہ زن حسین دارد * ز ہمنشین نکو کام دل تواند یافت * کسیکہ طالع فرخندہ ہمچنین دارد ؎ روی خوب است
و کمال ہنر و دامن پاک * لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست ؎ زن خوب و فرمان بر و پارسا * کند مرد درویش
را پادشا * اور جو عورت ہر چند کہ خوبصورت اور خوش طلعت ہو لیکن خوی و خصلت مین بد ہو وہ عورت بلای جان ہی
اور عذاب جاودان اوسکی تزویج و مصاحبت سے کنارا کرنا اور دور رہنا لازم جانے اور خوش خلق نیک سیرت کو تلاش کرے
؎ زیار سازگار و ہمدم نیک * شود دل خوب و دیدہ روشن * بپرہیز از رفیق ناموافق * وگر ہست از جہان آتش خانہ
گلشن ؎ زن بد در سرای مرد نکو * ہمدرین عالمست دوزخ او * زنہار از قرین بد زنہار * وقنا ربنا عذاب النار
غرضکہ حتی الوسع والامکان وہ عورت تلاش کرے جسمین یہ سب خوبیان موجود ہون اور عیبون سے پاک ہو اور جو سب طرح
کی بھلائی نہو تو دیندار اور پرہیزگار ہونا ہر حال لازم ہی اور مردوں مین بھی رعایت ان اوصاف ممدوحہ کی اولی اور انسب ہی
یعنی اگر لڑکی کا یعنی دختر کا کسی کے ساتھہ نکاح کر دینا منظور ہو تو مرد فراخ دست اور خوشخو اور دیندار موصوف باوصاف
حمیدہ کے ساتھہ نکاح کر دے لیکن دین حق یعنی اتباع سنت سنیہ جناب سرور انام خیر البریہ علیہ الصلوۃ والتحیہ کا اور متابعت
طریقہ اصحاب کرام اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی سب باتون پر مقدم رکھے پس تعیین شخص موصوف الذکر مین
استخارہ کرے اسطور پر کہ اول وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے بعدہ حمد خدا اور درود بجناب حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر کے یہ دعا بحضور دل پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ
مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ
وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ
اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ
اور جسوقت لفظ ہذا الامر کا پڑھے تو دل مین عقد نکاح کا ارادہ کرے اسواسطے کہ صحیح بخاری و مسلم مین جابر انصاری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین کسیکو کوئی امر مہم پیش آوے تو بطریق مسطور
استخارہ کرے اور استخارہ کرنے سے فائدہ یہ ہی کہ بعد نماز استخارہ کے جو کچھہ اوسکے حق مین صلاح اور بہتر ہوگا وہی ظہور مین آویگا اور خلاف صلاح

انشاء اللہ تعالیٰ سرزد نہو گا بعد اس سب کے جبکہ جانبین مین نسبت مقرر ہو چکے اور عقد نکاح کا وقت قریب آوے تو زوجہ اور زوج یا دونون طرف کے ولی آپسمین تعین اور فیصلہ مہر کا کرین امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب مین دس درم سے کمتر مہر جائز نہین جسکا وزن اکتیس ماشے اور چار رتی چاندی ہوتا ہی اور مہر کی زیادتی کو کوئی حد مقرر نہین یعنی جسقدر دس درم سے زیادہ ہو سو جائز ہی لیکن بہ نیت فخر اور ناموری کے اپنے مقدور اور طاقت سے زیادہ مہر مقرر کرنا مکروہ ہی اور جو یہ خیال کرین کہ مہر دینا نہین پڑے گا اسواسطے زیادہ استطاعت سے مہر مقرر کرین تو نکاح صحیح نہو ایسی سب باتون سے پرہیز کرنا چاہیے عورت کی خوبی اور نکاح مین برکت ہونا قلت مہر مین ہی اور سب مہرون مین اولی اور مسنون پانچ سو درم مطابق مہر ازواج مطہرات امہات المومنین کے یا چار سو مثقال چاندی ہو موافق مہر بنات طیبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و علیہن کے ہی اُن حضرات طاہرات کا مہر زیادہ اس سے نتھا اور مہر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا بھی چار سو مثقال چاندی مقرر ہوا تھا مگر مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا چار سو دینار تھا سو نجاشی نے حبشے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے وقت نکاح کے مقرر کر کے اپنے پاس سے اوسی وقت ادا کر دیے تھے الغرض بعد تقرر مہر کے ایکدن عقد نکاح کا مقرر کرین اور جو شوال کا مہینا ہو تو مسنون ہی پھر نکاح کے وقت خویش و اقربا اور دوست و آشنا کو اکٹھا کرین کہ اظہار و اعلان نکاح بخوبی صورت پذیر ہو اگرچہ انعقاد نکاح دو شاہد عدل کے روبرو بھی کافی ہی لیکن اس مقدمے مین اجتماع جماعت کثیرہ کا واسطے شہرت کے بہتر ہی یہان تک کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ نکاح کو ظاہر کرو اگرچہ دف کے ساتھ ہو لیکن جمیع رسوم شرک و کفر اور بدعت و معصیت سے اور حضور آلات لہو یعنی ڈھولک اور سارنگی اور ستار اور تاشہ و نقارہ وغیرہ مزامیر و معازف سے پرہیز و اجتناب لازم جانین پھر ایک جگہہ واسطے عقد نکاح کے معین کر کے سب لوگ طرفین کے وہان بیٹھین لیکن واسطے حصول خیر و برکت اور ادای سنت کے انعقاد نکاح مسجد مین ہو تو اولی اور مستحب ہی پھر اگر دولھہ اور دولھن نے اوسی مجلس مین حضار مجلس کے روبرو الفاظ ایجاب و قبول کے کہکر باہم عقد نکاح کر لیا تو فہو المراد اور جو بذات خود متعہد اس امر جلیل القدر کے نہوسے تو اس صورت مین وکالت عقد کی ولی طرفین پر یا سلطان یا نائب سلطان یا قاضی یا نائب قاضی پر قرار پاوے تو سب سے بہتر اور جو نہین تو دونون طرف سے ایسا شخص وکیل مقرر کیا جاوے جو عروس داماد مین نکاح باندھنے کی لیاقت اور صلاحیت خوب رکھتا ہو اور ایجاب و قبول کے الفاظ اور تفصیل مہر سے اور ناکح و منکوحہ کے نام سے بخوبی واقف ہو کہ موافق کتب فقہ کے جو باتین کہ وقت اوس کے اظہار اونکا ضروری ہی صاف صاف ادا کرے پس مستحب ہی کہ وقت شروع کرنے عقد نکاح کے عاقد اور ناکح اور منکوحہ یہ کلمات پڑھین بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ بعد ازان ولی منکوحہ یا جو شخص کہ اوسکی طرف سے تعقید نکاح کو وکیل مقرر ہوا ہی یہ خطبہ نکاح کا بحضور ناکح اوس مجلس مین بیٹھکر قبل نکاح کے پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؁ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ

وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ
فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ
الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ
يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ نَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنَا مِمَّنْ يُّطِيْعُهٗ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ وَيَتَّبِعُ
رِضْوَانَهٗ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا
رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا
قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
عَظِيْمًا ۝ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ
عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ

بعد ختم اس خطبے کے دولھا اور دولھن اصالۃً بذات خود الفاظ ایجاب و قبول کے اور ذکر تعیین مہر کا ادا کرین یا اون کے
وکیل کالۃً اونکی طرف سے حضار مجلس کے سامنے الفاظ ایجاب و قبول کے اُن دونون کا نام لیکر اور تعیین مبلغ مہر کا
بیان کرکے بخوبی ادا کرین اور جو عربی بولی سے واقف ہون تو الفاظ ایجاب و قبول کے عربی زبان مین ادا کرنا مستحب ہے
اب جاننا چاہیے کہ الفاظ ایجاب و قبول کے کہنے والے کئی طور پر ہین ایک یہ کہ زوج اور زوجہ بحضور گواہان آپس مین عقد
نکاح باندھین دوسرا یہ کہ دولھن کیطرف سے وکیل ہو اور دولھا خود اصالۃً موجود چنانچہ اکثر اور متعارف اس دیار مین
یہی صورت ہی تیسرا یہ کہ دولھا کیطرف سے وکیل آوے اور دولھن بذات خود اصالۃً حاضر ہو چوتھا یہ کہ دونون کیطرف سے
دو شخص علحدہ علحدہ وکیل ہون پانچوان یہ کہ دونون کی طرف سے صرف ایک ہی شخص وکیل ہو چونکہ اس ملک مین
حاضر ہونا زوجہ کا مجلس عقد مین شاذ و نادر بلکہ مطلق معدوم ہی اور سوای صورت ثانیہ مذکورہ کے اور کوئی صورت
متعارف اور رائج نہین اسواسطے اسی صورت مروجہ کے ایجاب و قبول کا طریق اور الفاظ بیان کرتا ہون وہ یہ کہ
جب زوجہ کا وکیل نکاح کا خطبہ پڑھ چکے تو اگر عربی دان ہو تو عربی زبان مین علی رؤس الاشہاد زوج سے مخاطب

ہو کر یہ الفاظ کہے اَنْکَحْتُكَ نَفْسَ مُوَكِّلَتِي فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانٍ عَلٰى هٰذَا الصَّدَاقِ اور فلانہ کی جگھہ نام
زوجہ کا اور فلان کی جگھہ اوسکے باپ کا نام اور ہذا الصداق کی جگھہ نام تعین مہر کا بیان کرے اور اگر بجای انکحتک کے لفظ
زوجتک یا ملکتک یا وہبتک کا کہے تو بھی روا ہی اور جو عربی نجانتا ہو تو فارسی مین یون کہے نکاح کردہ دادم تو نفس
موکلہ خود کہ فلانہ بنت فلان ست برین قدر مہر اور جو فارسی خوان بھی نہین ہی تو ہندی بولی مین بولے کہ نکاح کردیا
مینے تیرے ساتھہ نفس اپنی موکلہ کا جو فلانی بیٹی فلانے کی ہی اسقدر مہر پر پھر زوج اگر عربی دان ہو تو اوسکے
جواب مین یون کہے قَبِلْتُ نِكَاحَ مُوَكِّلَتِكَ وَتَزَوَّجْتُهَا مِنْ نَفْسِي عَلٰى هٰذَا الصَّدَاقِ
والا فارسی مین کہے قبول کردم نکاح موکلہ تو با نفس خود برین قدر مہر اور نہین تو ہندی مین کہے قبول کیا مینے تیری
موکلہ کا نکاح اپنے ساتھہ اسقدر مہر پر پھر جب کہ طرفین سے یہ ایجاب قبول ہو چکے تو عاقد کو چاہیے کہ دولھہ اور دولھن کے
حق مین دعا خیر و برکت کی کرے اور کہے کہ اللہ تعالی تمھاری پراگندگی کو اوپر خیر کے جمع کرے اور تمپر برکت نازل
کرے اور درصورتیکہ مہر سابق سے مقرر نہین ہو لیا تھا اور اتفاقاً نکاح کے وقت بھی بیان مین آیا تو اگر زوجہ کے
قوم مین مہر رائج ہی تو مہر مثل لازم ہی اور جو نہین تو اقل مہر یعنی دس درم شرعی یعنی کتیس ماشے اور چار رتی چاندی
اب اتنا اور بھی جاننا چاہیے کہ مجیب ممدوح یعنی مولانا ابو سلیمان محمد اسحق ابقاہ اللہ تعالی علی روس اہل الحق
والاحقاق نے جو طریق عقد نکاح کا بائیسوین سوال کے جواب کے ذیل مین بیان کیا ہی اوسکا ترجمہ بھی اسی مقام
مین بعض تنبیہات کے ساتھہ لکھہ دینا مناسب ہی کیونکہ ایک بات کو جگھہ جگھہ ذکر کرنا موجب انتشار طبیعت قاری و سامع کا
اور مطلق قلم انداز کرنا باعث نقصان کتاب کا ہوتا ہی سو وہ یہ ہی کہ نکاح کے مقدمے مین ولی یہ بات ہی کہ دولھن کا
وکیل ایسا شخص ہو جو دولھہ اور دولھن مین نکاح باندھنے کی لیاقت رکھتا ہو اور ایجاب و قبول کے الفاظ جو کتب فقہ
کے موافق دونون سے بوجہ احسن ادا کروا دے تاکہ نکاح اونکا چارون مذہب مین صحیح ہو اور اگر سوای وکیل کے
قاضی یعنی عاقد کوئی اور شخص ہو اور وکیل کے روبرو وہ عاقد دونون سے ایجاب و قبول کروا دے تو بھی علمای حنفیہ کے
نزدیک جائز ہی چنانچہ فتاوای حمادیہ مین فتاوای خانیہ سے منقول ہی کہ جو شخص نکاح کر دینے کو وکیل مقرر ہوا ہی اوسکو
مناسب نہین کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل مقرر کرے اور جو کر دیا اور اوس دوسرے نے پہلے کے سامھنے
نکاح باندھہ دیا تو بھی جائز ہی انتہی **تنبیہ** اس صورت مین وکیل کو لازم ہی کہ عاقد سے کہے کہ مینے اپنی طرف سے
تجکو عقد نکاح کے واسطے وکیل کیا اور اپنے سامھنے اوس عاقد سے عقد نکاح کروا دے اور عروس و ولی عروس کو چاہیے
کہ جسکو عاقد کرنا منظور ہو اوسی کو وکیل کرین تاکہ وہ بحسب عہدہ وکالت اپنے کے عقد نکاح کا متولی ہو اور جس کام کے واسطے
مقرر ہوا ہی اوسکا اثر ظاہر اور ثابت ہو ایسے کو وکیل نکرے جو وہ خود محتاج دوسرے وکیل اور عاقد کا ہو اور فی الحقیقہ
احتیاط اسی مین ہی فقط **قولہ** لیکن سنت یون ہی کہ دولھن کا ولی نکاح کا خطبہ جو مسنون ہی آپ پڑھے اور دولھہ اور

دولھن سے ایجاب و قبول کروادے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں
ایسا ہی کیا تھا چنانچہ مواہب لدنیہ میں لکھا ہی کہ ابو حاتم نے اور مناقب میں احمد نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے
ذکر کیا کہ اول ابو بکر بعد اونکے عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں حاضر ہوے اور دونوں نے
اپنے اپنے واسطے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درخواست کی تب آپ صاحب چپ رہے اور کسیکو کچھ جواب ندیا
تو اون دونوں صاحبون نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے آکر کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے
واسطے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درخواست کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین بموجب ایمای اون دونون
کے اوٹھکر اپنی چادر گھسیٹتا ہوئی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معلی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ فاطمہ کو
میرے نکاح مین دیجیے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہی ہے مینے عرض کیا کہ میرا گھوڑا اور زرہ موجود ہی آپ نے فرمایا کہ تمکو
گھوڑے کی ہر وقت حاجت رہتی ہی زرہ کو بیچ ڈالو تو مین نے چار سو اسی درم کو زرہ بیچ کر حضرت کی جناب مین حاضر کیے
آپ نے وہ درم لیکر اپنی گودی مین رکھ لیے پھر اونمین سے ایک مٹھی بھر درم اوٹھاکر بلال رضی اللہ عنہ کو دیکر فرمایا کہ
ہمارے واسطے اسکی خوشبو خرید کر لاؤ اور اہلبیت کو ارشاد کیا کہ فاطمہ کے واسطے جہیز طیار کرو تب اونکے واسطے ایک
پلنگ یعنی چارپائی کھجور کے بانون سے بنا ہوا اور توشک کھجور کی چھال سے بھر کر طیار ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے فرمایا کہ جب فاطمہ تمہارے پاس آوے تو جبتک کہ مین تمہارے پاس نہ پونہچون تم فاطمہ سے کچھ کلام نکیجو حضرت
علی فرماتے ہین کہ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوکر اندر آئین اور گھر کے ایک کنارے
مین بیٹھین اور مین علحدہ دوسرے کنارے مین بیٹھا اسی عرصے مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف
لاکر فرمایا کیا یہان میرا بھائی ہی ام ایمن نے عرض کیا تمھارا بھائی موجود ہی کیا آپ نے اپنی بیٹی اوسکے ساتھ
بیاہ دی ہی آپ نے فرمایا البتہ پھر آپ اندر کو تشریف لاے اور فاطمہ سے فرمایا تھوڑا پانی لاو فاطمہ اوٹھکر گھر مین سے
لکڑی کا پیالہ لیکر اوسمین پانی لائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی لیکر تھوڑا لعاب دہن مبارک اوسمین ڈالکر فاطمہ کو
اپنے پاس بلایا جب فاطمہ رض پاس آئین تب آپ نے تھوڑا پانی اپنے ہاتھ مین لیکر فاطمہ رض کے سینے پر اور سر پر چھڑکا
اور فرمایا الہی مین اسکو اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے پھر فاطمہ رض سے کہا کہ اپنی پیٹھ
میری طرف کو پھیرو فاطمہ نے آپ کیطرف کو اپنی پیٹھ پھیری تب آپنے تھوڑا پانی اونکے دونون مونڈھون کے درمیان
چھڑکا پھر یہی معاملہ میرے ساتھ بھی کیا پھر مجھسے فرمایا کہ اب تو اپنی بی بی کے پاس اللہ تعالی کے نام پاک کے
ساتھ اور برکت کے ساتھ داخل ہو اور ابو الخیر قزوینی حاکمی کے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین یون روایت ہی
کہ بعد درخواست حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام اپنے واسطے دیا تو آپ نے درجواب فرمایا کہ میرے رب نے مجکو بھی یہی حکم کیا ہی

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پھر مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز کے بعد بلا کر فرمایا کہ ای انس تو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ کو اور کچھ لوگ انصار کو بلا لا پھر جب یہ سب صاحب آکر جمع ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور علیؓ اوسوقت وہان موجود نہین تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہٖ الْمَرْهُوْبِ بِعَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہٖ النَّافِذِ اَمْرُهٗ فِیْ سَمَآئِہٖ وَاَرْضِہٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَهُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَهُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مَفْرُوْضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ پھر فرمایا عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ یَجْرِیْ اِلٰی قَضَآئِہٖ وَقَضَآؤُهٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَآءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتٰبِ بعدہ فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے مجکو فاطمہؓ کا نکاح علی کے ساتھ کر دینے کو حکم کیا ہی سو تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ مینے اوسکا نکاح علی کے ساتھ کر دیا اور چار سو مثقال چاندی کے اوسکا مہر ٹھیرایا بشرطیکہ علیؓ بھی آکر راضی ہو بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبق بھر کر خشک چھوہارے منگواے اور حضار مجلس سے فرمایا کہ انکو لوٹ لو انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بموجب ارشاد عالی کے ہمنے وہ سب چھوہارے لوٹ لیے اتنے مین علی رضی اللہ عنہ بھی آپونہچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی کے روبرو مسکراے پھر فرمایا کہ مجکو اللہ تعالی نے حکم بھیجا ہی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تمہارے ساتھ بمقابلہ چار سو مثقال چاندی کے نکاح کر دون کیون علیؓ تم اسپر راضی ہو تو اونھونے کہا البتہ یا رسول اللہ مین اسپر راضی ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی تم دونون کی پراگندگی کو دور کرے اور تمہاری کوشش نیک کرے اور تمپر برکت نازل کرے اور تمکو اچھی ستھری اور بہت اولاد دے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی اون دونون سے اللہ تعالی نے بہت اور پاکیزہ بہتر اولاد دی انتہی یعنی مواہب لدنیہ کی عبارت کا ترجمہ تمام ہوا جو بائیسوین سوال کے جواب مین مجیب ممدوح سلمہ اللہ تعالی نے لکھا تھا اب برسر مطلب یعنی جبکہ طرفین سے ایجاب وقبول ہو چکے اور عقد نکاح سے فراغت حاصل ہو تو عاقد یعنی نکاح خوان دولھا اور دولھن کے حق مین دعا خیر وبرکت کی کرے کہ اللہ تعالی تمپر برکت نازل فرماوے اور تمہاری پراگندگی کو او پر خیر کے جمع کرے چنانچہ حدیث شریف مین یہ الفاظ وارد ہین بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَفِیْکَ وَعَلَیْکَ وَجَمَعَ شَمْلَکُمَا عَلٰی خَیْرٍ بعد اسکے چھوہارے اور بادام اور شکر یا جو کچھ کہ شیرینی کی قسم سے موجود ہو نثار کرین اور حاضرین مجلس اوسکو لوٹین کہ سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف مین اور بعد اوسکے اسی طرح پر بھی چنانچہ خزانۃ الروایۃ وغیرہ سے ثابت ہی اور اوسوقت اعلان نکاح

واسطے اگر دف بغیر جھانجھ کا بجایا جاوے تو کچھ مضایقہ نہین اور واسطے اظہار سرور کے اوسوقت اگر غنا بھی بلا مزامیر
واقع ہو بشرطیکہ زبان امرد اور جوان عورت یعنی مشتہات سے نہو اور مضمون بد اور بیان خال و خط زن معین کا اور
ہجو مسلم یا ذمی کی اور حضور وقت نماز کا بھی نہو اور غنا کی اجرت بھی مشروط نہو تو بالاتفاق جائز ہی اور غنا با مزامیر بالاتفاق
حرام ہی اور غنا ہی با دف سبے جا اجل مین اختلاف ہی لیکن غنا اور نوازش دف مسجد سے باہر چاہیے کہ غنا اور لہو اور
حضور آلات لہو مسجد مین سخت حرام اور تعظیم و آداب مسجد کے منافی ہی پھر جبکہ دولھن کو اپنے گھر مین لاوین تو دولھہ
اوسکے دونون پاون اپنے ہاتھ سے دھو کر وہ پانی گھر کے چارون کونون مین ڈالے تاکہ ستر برکتین اوس گھر مین اور
ستر رحمتین اوس دولھن پر نازل ہون اور گھر رحمت الٰہی سے مالامال ہو جاوے اور دولھن بیماری جذام اور دیوانگی
اور بادہای بون سے جو آدمی کے بدن مین عارض ہوتی ہین سب سے محفوظ رہے بعد ازان اوسکی چادر کے گوشے پر
دولھہ دو رکعت نماز پڑھے اور اوسکی پیشانی پر ہاتھ رکھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ
مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا پھر جسوقت کہ خلوت حاصل ہو اور آپس مین رغبت
غلبہ کرے تو قبل مجامعت کے بسم اللہ اور تین بار سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھکر اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہے اور بسم اللہ کہکر یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
اَللّٰهُمَّ فَإِنْ قَضَيْتَ شَيْئًا مِنْ رَحِمِهَا فَاجْعَلْهُ بَارًّا تَقِيًّا مُسْلِمًا سَوِيًّا وَلَا تَجْعَلْ شِرْكًا لِلشَّيْطَانِ
پھر بسم اللہ کہکر مجامعت مین مشغول ہو اور کہے اَللّٰهُمَّ إِنْ تَرْزُقْنِي بِهٰذِهِ الْوَقْعَةِ
وَلَدًا أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا پھر جسوقت انزال کو نوبت پونہچے تو کہے اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ
وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا تو بموجب حدیث کے اگر اوس جماع سے فرزند مقدر ہو تو ہرگز اوسکو شیطان
ضرر نہو نہچاوے شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر جماع کے وقت یہ دعا نہ پڑھے تو
مقرر شیطان کو دخل ہوتا ہی اور اسی سبب سے اولاد مین فساد اور تبہ کاری ہوتی ہی اور منقول ہی کہ اگر بسم اللہ کہنا
اول مین بھول جاوے تو بعد انزال کے اگر یاد آوے تو کہہ لے اور جو بسم اللہ کہنا مطلق ترک ہو تو بوقت مباشرت
شیطان اپنے ذکر کو مرد کے ذکر کے ساتھ ملا کر دخول مین شریک ہوتا ہی اسواسطے قبل مجامعت کے بسم اللہ
کرنا ضرور ہی نہین تو بہت قباحتین درپیش ہون گی اور بسبب آمیزش نطفہ شیطان مردود اور دیو خبیث کے
اولاد خراب اور بدچال پیدا ہو گی اس باب مین سعی اور احتیاط بہت ضرور ہی اور ہر مہینے کی پہلی اور پچھلی اور
درمیان کی رات مین مجامعت مکروہ ہی بعضے کہتے ہین کہ ان راتون مین شیاطین حاضر ہو کر مباشرت مین
شریک ہوتے ہین اور حالت جماع مین بہت باتین بھی نکرے کہ فرزند گونگا پیدا ہوتا ہی اور حتی المقدور ایک

دوسرے کی شرمگاہ کو بھی دیکھے اگرچہ مباح ہی بعض نے لکھا ہی کہ عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے نظر کم ہوتی ہی اور کھڑے ہوکر
جماع کرنا موجب ناتوانی کا ہی اور مناسب ہی کہ شروع شب مین بعد نماز عشا کے فوراً وطی نکرے بلکہ بعد نماز عشا کے اول
شب مین با وضو سو رہے پھر اوٹھکر وطی کرے حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص با وضو سو رہے اور اوس رات مین مرجاوے
تو درجہ شہادت کا پاوے اور شب چہارشنبہ اور شب عیدین مین اور اوس شب مین کہ صبح کو ارادہ سفر کا ہو صحبت کرنے سے
فرزند مین کچھ عیب عارض ہوتا ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وصایا مین لکھا ہی کہ دوشنبہ کو جماع کرنے سے فرزند قاری
پیدا ہوتا ہی اور شب سہ شنبہ مین جماع کرنے سے سخی اور شب پنجشنبہ مین عالم اور متقی اور روز پنجشنبہ مین قبل دوپہر کے
عالم اور حکیم پیدا ہوتا ہی اور شیطان اوس سے بھاگتا ہی اور بروز جمعہ قبل نماز کے وطی کرنے سے فرزند سعید پیدا ہوگا اور جب
مرے گا تو شہید مرے گا اور شب جمعہ اگر وطی کرے تو فرزند مخلص پیدا ہوتا ہی اور جبکہ فارغ یعنی خلاص ہو تو چاہیے
کہ عورت سے جلد علیحدہ اور جدا نہو جاوے بلکہ اتنا توقف کرے کہ وہ بھی خلاص ہولے نہیں تو عورت اوسکی دشمن ہو جاویگی
پھر جبکہ دونون فراغت پا چکین تو دونون علیحدہ علیحدہ کپڑے سے اپنے اپنے اندام کو پاک اور صاف کرین دونونکو
ایک ہی کپڑے سے پاک کرنا موجب جدائی کا ہی اور بعد وطی کے مرد البتہ پیشاب کرے نہیں تو درد لا دوا عارض ہوگا
اور ذکر کو آب نیم گرم سے دھووے کہ بدن کو صحیح کرتا ہی اور آفات سے دور رکھتا ہی اور جو گرم پانی نہو تو تھوڑی دیر کے بعد
سرد پانی سے دھونا مضایقہ نہیں اور حالت حیض و نفاس مین مجامعت حرام ہی اور جب کبھی ارادہ مباشرت کا ہو تو اس نیت
سے کیا کرے کہ زنا سے باز رہونگا اور دل کو ادھر اودھر بھٹکنے سے فراغت ہوگی اور اولاد نیکبخت پیدا ہوگی
اور چاہیے کہ چار روز کے عرصے مین ایک دوبار مجامعت کیا کرے اور جو عورت کو خواہش ہو تو زیادہ بھی مضایقہ نہیں
اسواسطے کہ اوسکی خاطرداری واسطے تحصین اور حفاظت فرج کے واجب ہی کہ مبادا طبیعت اوسکی اور کی طرف راغب
ہوجاوے اور خیال بد گذرے اور بغیر اذن زوجہ کے اور بے اذن اوس شخص کے جسکی باندی اسکے نکاح مین ہو عزل
بھی نکرے اور اپنی مملوکہ سے عزل بلا اذن جائز ہی یعنی بچنا ہیے کہ حالت مجامعت مین وقت انزال کے عورت سے
علیحدہ ہوکر آب منی کو باہر ڈالے مگر باذن زوجہ حرہ خود یا باذن سید زوجہ کہ مملوکہ غیر ہی نہیں تو حال اسکا مانند اوس شخص کے
ہی کہ مسجد مین بیٹھا ہی اور عبادت نہیں کرتا یا مکہ معظمہ مین ٹھہرا ہی اور حج سے محروم ہی ا ور جاننا چاہیے کہ جب دولھا اور
دولھن کو صحبت صحیحہ حاصل ہو اور زفاف سے فارغ ہو چکین تو رات کو یا دن کو طعام ولیمہ بطریق و شرائط کہ اٹھائیسوین
سوال کے جواب مین مذکور ہوگا طیار کرکے دوستون اور عزیزون اور ہمسایون اور قریبون اور مسکینون کو کھلاوے
بعد اسکے زوج کو لازم ہی کہ نکاح کے باقی رہنے کے وقت تک زوجہ کے حقوق ادا کرنے مین یعنی اوسکے ساتھ اچھی
طرح معاشرت اور اوقات بسر کرنے مین اور کھانا اور پوشاک اور مکان اور خادم دینے مین اور شریعت کے احکام و آداب
سکھانے مین حتی المقدور قصور نکرے ذخیرة الملوک مین لکھا ہی کہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ اپنی جورو کو عقائد

اسلام اور طریق اہل سنت و جماعت اور احکام شریعت تعلیم کرے اور عاقبت کی گرفتاری اور عذاب سے ڈراتا رہے اور اللہ تعالی کی
مخالفت کی عقوبت سے اور اوسکی بندگی و عبادت مین سستی کرنے کے خطرے سے مطلع کرے اور احکام و موجبات وضو
اور غسل کے اور مسائل نماز و روزہ اور حیض و نفاس کے سکھاوے اور جو آپ ناواقف ہو تو پوچھکر تعلیم کرے انتہی اور جس شخص کی کئی
عورتین ہون تو کھانا اور لباس وغیرہ دینے مین اور شب باشی مین سبکے ساتھ برابری واجب ہی اگرچہ اونمین کوئی غنی اور کوئی
محتاج ہو لیکن اگر مجامعت مین کمبیشی اوپر نشاط کے ہی اور زیادتی محبت مین کہ بے اختیاری ہو کمی اور زیادتی کرنا قباحت
نہین اور عورت کو لازم ہی کہ خاوند کے حقوق ادا کرنے مین مثل حسن معاشرت اور اطاعت شوہر اور عفت و عصمت اور
حفظ فرج اور پردہ نشینی اور حفظ ناموس حاضر و غائب اور نگہداری مال و اسباب خاوند مین غفلت اور کوتاہی نکرے بلکہ بہ دیانت
تمام حفاظت کرے اور ہر وقت آپ کو پاک و صاف رکھے اور جسوقت خاوند اوسکو مباشرت کیواسطے بلاوے بیعذر شرعی
فوراً حاضر ہو انکار و تساہل نکرے اگر انکار کرے گی تو حقتعالی کی اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہوگی اور بغیر اذن
اوسکے گھر سے قدم باہر نرکھے بلکہ والدین اور خویش و اقارب کے گھر بھی بغیر اوسکے حکم نجاوے اور خویش و اقارب کو بغیر اذن
شوہر کے اپنے گھر مین آنے کو پروانگی ندے مگر ماباپ بشرط عدم خوف فتنہ اور فساد کے اوسکے دروازے پر آکر ملجایا کرین
کہ اونکا بھی حق ہی اگرچہ خاوند کی مرضی نہو اور بعضے لکھتے ہین کہ خاوند کے حق جورو پر دس ہین ایک یہ کہ جسوقت خاوند کو
مجامعت کی رغبت ہو جس حال مین ہو منع نکرے مگر حیض و نفاس مین دوسرا خاوند کے گھر سے کوئی چیز بیمرضی اوسکی
کسی کو ندے تیسرا نفل کا روزہ بغیر اوسکے حکم کے نرکھے چوتھا بے اذن اوسکے گھر سے باہر نجاوے پانچوان
خاوند کا عیب کسی کے آگے بیان نہ کرے چھٹا قدر حاجت سے زیادہ کوئی چیز اوس سے نمانگے ساتوان اوسکی
خوشی سے خوش اور اندوہ سے اندوہگین ہو آٹھوان خاوند کو کسی بات مین غیرت ندلاوے نوان ہمیشہ آپ کو پاکیزہ رکھے
اور جو کام اوسکو مکروہ معلوم ہو سو نکرے دسوان اولاد کو بددعا نکرے اور بعضون نے زیادہ بھی بیان کیے ہین
چنانچہ انیس الواعظین مین اکیس حق مرد کے جورو پر اور اسی قدر جورو کے حق مرد پر لکھے ہین سو اون اکیس مین جورو پر
یہ بھی لکھا ہی کہ اگر خاوند کسی سے کچھ سوال کیا چاہے تو منع کرے کہ سوال کرنا موجب ہتک حرمت کا ہی اور محل غضب
مین جواب سخت اور درشت نکہے اور فقر و فاقے کی حالت مین اوسکی حقارت نکرے بلکہ تھوڑے پر قناعت کرے
اور شاکر رہے اور اگر خاوند بیمار ہو تو اوسکی خدمتگاری مین دریغ نکرے اور جبکہ خاوند محتاج اور پیر و ضعیف ہو تو آپ کسبائی اور
محنت کرکے اوسکے واسطے کھانا حاضر کرے اور اوسکے لیے ہمیشہ خیر و برکت کی دعا کرتی رہے اور ہمیشہ نماز اول وقت
پڑھا کرے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے اور دہلیز کے نزدیک نہ بیٹھا کرے اور بالاخانے پر چڑھکر ادہر اودہر ندیکھے
اور باہر کو نجہانکے اور بعد خاوند کے چار مہینے اور دس دن سوگ کرے کہ واجب ہی یعنی بناؤ سنگھار موقوف کر
مہندی چوڑی سرخ اور زعفرانی کپڑا استعمال نہ کرے سر مین تیل آنکھون مین کاجل سرمہ نلگاوے اور خاوند کے گھر سے

باہر نجاوے اور صبر و سکونت سے بیٹھی رہے چلا کر رونا اور نوحہ کرنا سر پیٹنا چھاتی کوٹنا سب حرام ہی جب چار مہینے اور دس دن تمام
ہون سوگ دور کرے یعنی مہندی سرمہ وغیرہ استعمال کرے اس مدت مذکورہ سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہی پھر بعد سوگ کے
اگر چاہے تو کسی نیک مرد خوش وضع کے ساتھ نکاح کرلے اور جو سوای خاوند کے کوئی اور مرے تو تین دن تک سوگ کرنا جائز ہی
واجب نہین چاہیے کرے چاہے نکرے تین دن سے زیادہ کسی اور کے واسطے سوگ کرنا حرام ہی اور مرد پر اون کے بیر
حقوق مین یہ بھی لکھا ہی کہ مہر اوسکا جلد ادا کرے اور اسباب غسل کا مثل کھلی اور تیل وغیرہ کے ہر ہفتے مین بفراغت
مہیا کر دیا کرے اور مقدور ہو تو زیور چاندی سونے کا اور موتی جواہر جو کچھ میسر ہو سوا اوسکو پہناوے اور درصورتیکہ
اوسکی عورتکو بسبب بیاہی گی کے اوسکے باپ نے جہیز کم دیا ہو یا کچھ بھی ندیا ہو اور غیر عورتون کو جہیز مین زیور اور اسباب وغیرہ
بہت ملا ہو تو چاہیے کہ اون عورتون کے جہیز کا احوال اسکے روبرو بیان کر کے شرمندہ نکرے اور اوسکے
ماباپ اور بہن بھائی سے کے ساتھ احسان کرتا رہے اور کبھی اوسکو گالی ندے نہین تو فرشتے اسپر لعنت کرین گے
اور اگر عورت کوئی چیز بغیر کہے خاوند کے ہمسائے کو دیوے تو چپ رہے اور جب سفر سے آوے تو اوسکے واسطے
کچھ تحفہ ہدیہ لاوے اور اوسکو تلطف و مہربانی اور میٹھی بولی سے خوش رکھے اور تعلیم احکام شرعیہ پر بموجب دل کوب کرے
بلکہ اگر وہ سیکھنے مین تساہل کرے تو پہلے نرمی و آہستگی پند و نصیحت کرے بعد ازان علیحدہ سووے لیکن اوسی گھر مین
پھر اگر اسپر بھی نسمجھے اور بے پروائی کرے تو مارے لیکن اسطرح سے کہ زخم نہو اور منہ پر بھی نمارے اگر مارنا بھی سود مند اور
مفید نہو اور موافقت نہ آوے تو آخر کو طلاق دیوے غرضکہ بہر حال مرد کو عورت کی خاطر داری اور ادای حقوق ضرور ہی
شرعیہ ضرور اور عورتکو امور شرعیہ مین اطاعت خاوند کی لازم اطاعت اور فرمانبرداری خاوند کی موجب دخول بہشت کا
اور نافرمانی اوسکی باعث نکال دینا اور آخرت کا ہی ترمذی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو عورت مرے اور خاوند اوس سے راضی ہی تو وہ عورت بہشتی ہی اور ابو نعیم نے حلیہ مین
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ پانچون وقت کی نماز اور
ماہ رمضان کے روزے ادا کرے اور پاکدامنی اور خاوند کی اطاعت اختیار کرے جس دروازے سے چاہے
بہشت مین داخل ہو اور ترمذی و ابو داود نے قیس بن سعد سے اور احمد نے حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ اور معاذ
رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسی کو حکم دیتا کہ کسی اور کو سوای خدا کے
سجدہ کرے تو مقرر عورتکو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اگر خاوند عورتکو حکم دیوے کہ کالے پہاڑ کے پتھر سفید
پہاڑ پر اور سفید کے کالے پر لیجاوے تو اوسکو چاہیے کہ ایسا ہی کرے اور ترمذی و ابن ماجہ نے معاذ رضی اللہ
عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ اپنے خاوند کو آزردہ اور ناراض رکھتی ہی
اوس سے بہشت کی عورتین کہتی ہین کہ ای عورت لعنت خدا کی تجہپر یہ شخص تو تیرے پاس چند روز کا مہمان ہی تجہ سے

جدا ہو کر ہمارے پاس آ رہیگا انتہی اب بعد اسکے یہ بھی دریافت کیا چاہیے کہ جب اولاد پیدا ہو تو اولاد کی پرورش اور اپنے
ہاتھ سے اونکو کھلانا اور کپڑے پہنانا اور قضای حوایج یعنی جا ضرور اور پیشاب کروانا اور شفقت و محبت سے تا بحد بلوغ پالنا
ماکے ذمے ہی اور دودھ پلانا بھی حق ماکا ہی اگر وہ قبول نکرے تو باپ کو چاہیے کہ کسی اور عورت مسلمان نیکبخت
پاکدامن سے دودھ پلواوے لیکن ان سب چیزون کا یعنی کھلانے پلانے کا اور دوا دارو کا اور لباس و پوشاک کا اور
دودھ پلائی کا خرچ اور اسباب موجود کر دینا باپکا ذمہ ہی اور اولاد کا نام اچھا رکھنا اور عقیقہ اور ختنہ کرنا اور کلام اللہ
وغیرہ علوم دینی پڑھانا اور تربیت و تادیب اور نماز و روزے کی تاکید کرنا اور کتابت اور تیراندازی اور شناوری سکھانا
اور جس کتاب مین حدیث عشق اور اوصاف حسن و جوانی عورتون کے ہون اوسکے پڑھانے سے دور رکھنا اور جو استاد
ادیب کہ اوسکو شعر و شاعری سکھاوے اوسکی صحبت سے بچانا آخرش جب سولہ سترہ برس کا ہو تو کسی نیکبخت بھلی مانس
کے ساتھہ نکاح کر دینا یہ سب باتین باپ پر واجب ہین باپ نہو تو دادا پر وہ بھی نہو تو بموجب ترتیب عصبات کے اور
وارثون پر پھر جبکہ اولاد جوان اور عاقل و بالغ ہو تو ادای حقوق والدین اولاد پر واجب ہی کسی وقت اور کسی حال مین
اونکی اطاعت اور خدمتگزاری مین حتی الوسع والامکان کسی طرح کا قصور نکرے اور بعد ادای حقوق حقتعالی کے
سبکے حق پر ماباپکا حق مقدم سکھے حقتعالی نے قرآن مجید مین کئی جگہہ انسان کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداریکا
حکم فرمایا ہی از انجملہ ایک جگہہ فرمایا کہ ہمنے حکم کیا انسان کو اوسکے ماباپ کے ساتھہ نکوئی کرنے کا اوٹھانے اوسکو پیٹ
مین کھا بمشقت اور دو برس اوسکو اپنا دودھ پلایا شکر کر میرے واسطے اور اپنے ماباپ کے واسطے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کو اور ماباپ کو ایذا دینے کو کبائر مین ذکر کیا ہی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزون کی وصیت فرمائی اونمین یہ بھی ہی کہ شریک مت ٹھہرا
اللہ کے ساتھہ کسی کو اگرچہ تجکو مار ڈالین یا جلا دین اور ماباپ کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجکو حکم کرین کہ اپنی جورو
لڑکون کو اور مال و اسباب کو چھوڑ کر نکل جا اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تین بار فرمایا خاک آلودہ ہو جیو ناک اوس شخص کی جسکے ماباپ دونون یا ایک بوڑھے ہون اور وہ
اونکی خدمتگزاری مین قصور کرکے بہشت سے محروم رہے اور یہ بھی حدیث شریف مین ہی کہ جو شخص اللہ تعالی کی
حکم برداری کے لحاظ سے ماباپ کی فرمانبرداری کرے تو اوسکے واسطے دو دروازے بہشت کے کھولے
جاوین اور جو اکیلا ما یا باپ ہو تو ایک کھولا جاوے یارون نے پوچھا یا رسول اللہ اور جو ماباپ اوسپر ظلم کرین آپنے
تین بار فرمایا اگرچہ ماباپ ظلم کرین اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو نیک بیٹا اپنے ماباپ کی
طرف مہر کی نظر سے دیکھتا ہی تو اللہ تعالی اوسکے واسطے ہر ہر نظر کے بدلے ایسے ایک ایک حج کا ثواب
لکھتا ہی جسمین کچھ بھی گناہ نہوا ہو یعنی ایسا حج کہ گناہ سے خالی ہو یارون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ہر روز سو بار

دیکھے تو بھی ہر روز سو حج کا ثواب پاوے فرمایا ہان البتہ اللہ بہت بڑا اور بہت خوب ہی اوسکے یہان کس چیز کی کمی ہی
اور یہ کیا بڑی بات ہی ترمذی اور ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک جورو ہی کہ مین تو اوسکو بہت چاہتا ہون اور میری ما اوس سے ناراض ہی
آپ نے فرمایا تو اوسکو طلاق دے ایک شخص نے حضور مین آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ چاہتا ہی کہ میرا مال
مجھسے چھین لے آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی پھر فرمایا کہ اولاد تمھاری تمھارے کسب کی خوب چیزون
مین اچھا کسب ہی تم کھاوا اپنی اولاد کے کسب ور کمائی مین سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کا ہی
آپ نے پوچھا تیری ما زندہ ہی کہا زندہ ہی فرمایا تو اوسکی خدمتگذاری مین رہا کر بہشت اوسکے قدمون کے پاس ہی
ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالی کی
رضامندی باپ کی رضامندی مین ہی اور اوسکی ناخوشی اوسکی ناخوشی مین اور کلام قدسی مین وارد ہی کہ ای رسول میرے
جو شخص ما باپ کی اطاعت مین ہی تو اوس سے کہدے کہ تو چاہے سو کرے کام کیا کر اللہ تجھکو بخشے گا اور جو کوئی اونکو
ستاتا ہی اوس سے کہدے کہ تو جو چاہے سو بھلے کام کیا کر اللہ تجھکو نہین بخشے گا اور یہ بھی کلام قدسی مین ہی کہ جس
شخص سے اوسکے ما باپ راضی ہین تو مین بھی اوس سے راضی ہون کسی شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ما باپ کا کیا حق ہی فرمایا
وہ دونون تیری بہشت اور دوزخ ہین یعنی اگر تو اونکی اطاعت اور خدمت کرے گا بہشتی ہوگا نہین تو دوزخی اب
دریافت کیا چاہیے کہ نفقہ ما باپ کا اور اونکے ما باپ کا جو مفلس ہون اگرچہ کمانے کی طاقت رکھتے ہون اوس اولاد پر
جو آزاد اور عاقل و بالغ ہو واجب ہی بشرطیکہ اولاد کو کسب پر طاقت اور قدرت بھی ہو اور چاہیے کہ جب اونکو طاقت
نہ رہے اور نشست و برخاست سے عاجز ہون تو فرزند ارجمند اونکو اوٹھا کر جای ضرور اور پیشاب کرواوے اور
بول و براز کو دیکھکر اف نہ کرے اور مکروہ نجانے اور ناک نہ پکڑے اور اپنی لڑکائی کو یاد کرے کہ اسکے واسطے اونھون
نے کیا کچھ تکلیفین اوٹھائین اور مدتون جا ضرور و پیشاب اسکا اپنے ہاتھون سے پاک کرتے اور دھوتے رہے
اور کبھی ہرگز دم نمارا بلکہ بہت خوشی اور محبت سے سو سو طرح کی ایذا اور رنج اوٹھایا کیے اور لازم ہی کہ کبھی اونپر
ناخوشی سے آواز سخت نبولے اور اونکے گھر مین بغیر حکم لیے چلا نجاوے اور نام لیکر نہ پکارے اور اونکے آگے
سر جھکا کر نچلے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین آہستہ نرمی سے رسائن مین سمجھا دے اگر ایک دو بار کے کہنے مین
قبول کر لین تو خیر نہین تو چپ ہو کر اللہ تعالی سے نیک توفیق کی دعا مانگے اور استغفار کرے غرضکہ انسان کو چاہیے کہ ما باپ
کی اطاعت اور ادای خدمت کو موجب نجات کا اور اونکی خلاف مرضی اور ایذا رسانی کو باعث عذاب دنیا اور آخرت کا
جانے کسی وقت اور کسی حال مین سرتابی نکرے اور جمیع امور مشروعہ مین اونکی خاطرداری اور خدمتگذاری سب سے
مقدم رکھے لیکن اگر کوئی امر خلاف حکم خدا اور رسول علیہ السلام کے فرماوین تو اوسکو ہرگز نکرے کہ اونکا حق اور اطاعت

ماباپ کے حق اور اطاعت پر مقدم ہی حقتعالی نے فرمایا ہی کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے ماباپکا اور اگر جنگ کرین اور لڑین تیرے
ماباپ تجسے اس بات پر کہ تو شریک ٹھہراوے میرا اوس چیز کو جسکا تجکو علم اور خبر نہین یعنی تو علم توحید کا رکھتا ہو سو اس بات مین
تو اونکی اطاعت مت کر اور دنیا مین اونکے ساتھ بخوبی مصاحبت رکھہ جسطرح شریعت مین وارد ہی اور حاکم و احمد نے عمران سے
اور حکیم نے عمرو الغفاری سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالی کی نافرمانی مین کسی کی
فرمانبرداری نہین اور صحیح بخاری و مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمانبرداری کسی بندے کی اللہ تعالی
کی نافرمانی مین درست نہین انتہی اور ماباپ کے حقوق مین ایک حق یہ بھی ہی کہ اونکی اولاد کے ساتھ یعنی اپنے بھائیون
اور بہنون سے اور اونکی اولاد کے ساتھ اور ماباپ کے بھائیون اور بہنون اور چچون اور پھوپھیون اور خالاون اور
ماموؤن کے ساتھ اور اونکی اولاد کے ساتھ اور ماباپکے دوستون کے ساتھ دوستی اور نکوئی اور صلہ رحم کرتا رہے
لیکن جو انمین زیادہ قریب ہی اوسکا حق زیادہ اور جو قرابت مین کمتر ہی اوسکا حق بہ نسبت زیادہ قریب کے کمتر سمجھے چنانچہ
حقتعالی نے فرمایا ہی کہ صاحب قرابت کا حق ادا کر اسیواسطے ہر غنی پر نفقہ ذی رحم محرم کا واجب ہی بشرطیکہ ذی رحم
محتاج ہو اور طاقت کسب کی نہ رکھتا ہو اور مسلمان بھی ہو فرمایا اللہ صاحب نے وارث پر نفقہ واجب ہی مثل
نفقہ اولاد کے اور ایک حق والدین کا یہ بھی ہی کہ جبتک زندہ ہین اکثر اونکی خدمت مین حاضر ہوا کرے اور بعد
وفات کے ہر ہفتے مین ایک دوبار اونکی قبر کی زیارت کیا کرے حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص اپنے ماباپ
کی یا دونون مین ایک کی ہر ہفتے مین زیارت کیا کرے گا اوسکے گناہ بخشے جاوینگے اور فرمانبردارون
مین لکھا جایگا اور جو کوئی آگے پیچھے اونکی بدگوئی اور عیب جوئی کرے تو اوسکو چہ دیگر بدگوئی سے باز رکھے
اور اگر بتقدیر اتفاقاً از راہ بشریت کوئی امر خلاف مرضی اونکی اس سے صادر ہوجاوے یا کسی نوع کا قصور اور
حرف نامناسب اونکے سامنے نکل جاوے یا اونکی خدمتگزاری خاطرخواہ ادا نہوئی ہو تو لازم ہی کہ اونسے
حالت حیات مین جلد معاف کروا لے حدیث مین آیا ہی کہ والدین کا فرمانبردار دوزخ مین اور نافرمان بہشت مین
داخل نہوگا اور اگر ناخوش مرے ہون تو ہمیشہ اونکے واسطے دعاء مغفرت اور علو درجات کی کیا کرے اور اونکے
قریبون کے ساتھ صلہ رحم اور دوستون کے ساتھ دوستی کرے اور بقدر طاقت اونکی طرف سے صدقہ
اور خیرات کرے تو نام اسکا نیکون اور فرمانبردارون مین لکھا جاوے اور اگر ہوسکے تو بعد اشراق کے دو رکعت
نماز اونکی خوشنودی کے واسطے پڑھکر اونکو ثواب بخشے ہر رکعت مین بعد الحمد کے چارون قل ایک ایک بار
یا آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے بعد سلام کے چند بار درود پڑھکر یہ دعا پڑھے یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ
بِیْ وَبِوَالِدَیَّ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا
پس امید ہی کہ حقتعالی اونکو اس شخص سے راضی کردے آمین ثم آمین بیسوان سوال نکاح کے ظاہر

کرنے کو برات کے ساتھہ نقارہ بجاتے ہوے دولھن کے گھر کو جانا درست ہی یا نہین **جواب** نکاح کا نقارہ بجانا
حرام ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ مسئلے سے ثابت ہی کہ ملاہی سب حرام ہین اور فتاوای کبری مین لکھا ہی کہ نقارہ کا
بجانا اور سننا حرام ہی کہ ملاہی مین داخل ہی لیکن صرف جہاد مین اسواسطے درست ہی کہ اوسکی آواز سے جو غازی لوگ
ایدھر اودھر متفرق ہون سو جمع ہو جاوین پس ایسے مقام مین نقارہ بجانا گناہ نہین بلکہ عبادت ہی اور ڈھول
تاشے کا اور نقارے کا ایک حکم ہی کہ یہ سب آلات لہو مین داخل ہین اور فتاوای حمادیہ مین مذکور ہی کہ جس باجے
کی آواز سے بغیر گاے طرب اور سرور کیا جاوے اوسکا بجانا حرام ہی جیسے بربط اور طنبورا اور معزفہ یعنی رباب ور نقارہ
اور مزمار یعنی نای اور مجاہد رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نقارے کی آواز سنکر اپنے
دونون کانون مین اونگلیان دے لین اور فرمایا کہ مینے جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسے وقت مین
اسی طرح دیکھا ہی یعنی آنصاحب بھی کانون مین اونگلیان دے لیتے تھے اور مکحول رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاہی سننا گناہ ہی اور جس مجلس مین ملاہی موجود ہو وہان بیٹھنا
فسق ہی اور اوس سے لذت اوٹھانا اور مزہ لینا کفر ہی **تائید** اور درمختار مین فتاوای بزازیہ سے لکھا ہی
کہ ملاہی کی آواز سننا معصیت ور اوسپر بیٹھنا فسق اور اوس سے لذت لینا کفران نعمت آلہی ہی کہ حقتعالی نے
اعضای البشری کو ان کامون کے واسطے نہین بنایا ہی **قولہ** اور ترصیع جو رسالہ منظومہ کی شرح ہی اوس سے
فتاوای حمادیہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ جس نکاح کی مجلس مین اگ رنگ یا کچھہ اور ملاہی ہو تو اوس نکاح کے درست ہونے
مین علما کا اختلاف ہی یعنی بعض عالمون کے نزدیک وہ نکاح درست نہین دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ دولھہ اور
دولھن کے اولیا نے راگ ورنگ اور معازف و مزامیر وغیرہ اسباب ملاہی کے حاضر کرنے کو حکم دیا اور گانے بجانے
والون کو اجرت دی اس سببسے دونون طرف کے ولی فاسق ہوگئے اور دوسری وجہ یہ کہ حاضرین مجلس اون
آلات ملاہی کے سننے اور دیکھنے سے سب فاسق ہوے پس کوئی ولی لائق ولایت اور کوئی حاضرین مجلس مین
لائق گواہی کے نرہا تو نکاح بغیر ولی اور بغیر گواہون کے ہوا اور ایسا نکاح بعض علما کے نزدیک جائز نہین حال اچھے
نکاح ایسا چاہیے کہ بالاتفاق سبکے نزدیک جائز ہو اور خزانۃ الروایۃ مین فتاوای ظہیریہ سے منقول ہی کہ اسطرح
کے مسائل تین قسم ہین بعض او نمین وہ ہین جنکو عمل مین لانا سبکے نزدیک خطا ہی کفر نہین اس صورت مین فقط
توبہ اور استغفار کافی ہی **تنبیہ** بشرطیکہ توبہ خلوص نیت کے ساتھہ ہو اور اوسوقت پھر ایسا کام کرنے کا ارادہ
اور خیال مطلق دل مین نہے فقط **قولہ** اور بعض او نمین وہ اعمال ہین جنکو عمل مین لانا بعض عالم کے نزدیک کفر اور
بعض کے نزدیک خطا ہی اس صورت مین چاہیے کہ احتیاط کے واسطے بعد توبہ اور استغفار کے نکاح کی بھی
تجدید کرلے اور بعض وہ عمل ہین جنکو عمل مین لانے سے بالاتفاق سب علما کے نزدیک کفر لازم آتا ہی پس جو شخص

فائدہ ۱۰ لذت اور مزہ لینا یہ کہ اوسکو سنکر نعرہ و آواز مارین اور ہاتھہ پاون کو ٹپکین اور رقص کرین حاضرین ۱۲

فائدہ ۱۱ بلکہ عبادت کو اور مشروع کامون مین صرف کرنے کو بنایا ہی فقط

قصداً ایسا کام کرے یا ایسا کلمہ اور بات بولے جسکے کرنے اور بولنے سے کفر لازم آتا ہو تو فوراً اوسکے اعمال نیک سب حبط
اور باطل یعنی ناچیز ہو گئے اور نکاح ٹوٹ گیا اس حالت مین اوسپر فرض ہی کہ جلد توبہ اور استغفار کرے اور کفر کے موجبات سے
انکار لاوے اور از سر نو صاف نیت سے مسلمان ہو جاوے خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو سب برابر ہین بعد اسکے اگر حج کر چکا تھا
تو پھر اعادہ کرے اور نکاح از سر نو باندھے نہین تو زنا ہوگا اور اولاد حرام کی پیدا ہوگی جبتک کہ توبہ نہ کرے گا اور از سر نو
مسلمان نہولیگا اور کفر کی بات کو نچھوڑیگا کفر اوسکا برطرف نہوگا اور خدا کے نزدیک ہرگز مسلمان نہین اگرچہ موافق
عادت کے کلمہ شہادت پڑھا کرے اور نماز روزہ ادا کرتا ہے کچھ فائدہ نہین اور یہی مذہب مختار ہی انتہی **تائید**
چنانچہ اپنے رسالہ ہندی مین مولانا مخدومنا مولوی محمد عبد المجید دام ظلہ نے لکھا ہی کہ آدمی کو چاہیے ہمیشہ شکر خدا کا
بجالاتا رہے اور جو بات یا کام کہ سبب کفر کا ہی اوس سے پرہیز کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت پر
ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ صبح کو آدمی گھر سے باہر مسلمان نکلے گا اور کافر پھرے گا اس سبب سے کہ اوس وقت مین علم کم
ہو جاوے گا آدمی کلمات کفر کے بولین گے اور دریافت نکرین گے اگرچہ قصد کفر کا نہو گا کافر ہو جاوین گے اسواسطے
کہ بجاننا عذر نہین ہر مسلمان کو فرض ہی کہ کفر سے اور اون چیزون سے جو سبب کفر کا ہی پرہیز کرتا رہے اور کفر کے سببون
سے پرہیز اوسوقت ہو سکے کہ ایمان کی شرطین یاد رکھے اور شرطین ایمان کی دس ہین اگر کسی شخص مین ایمان کی دس
شرطون مین ایک شرط بھی کم ہو یا ایسی بات بولے کہ اوس شرط کے نہونے پر دلالت کرے اور وہ اوسکا اعتقاد رکھتا
ہو وہ شخص بسبب حاصل ہونے اوس شرط کی ضد کے کافر ہوا اگرچہ موافق عادت کے کلمہ کہے اور نماز روزہ بجالاوے
جبتک کہ دل سے اوس شرط کی ضد کو دور نکرے گا اوس شرط سے موصوف نہوگا اوسکو ایمان سے کچھ حصہ نہین اسواسطے
ہر مرد مسلمان اور عورت مسلمان پر فرض ہی کہ دس شرطین ایمان کی یاد رکھے تا کہ اوسکی ضد سے پرہیز کرے اور ایمان
اپنا سلامت لیجاوے انتہی **تنبیہ** جس شخص کو حاجت ہو تو وہ شرطین اور تفصیل اونکے ضدون کی دس رسالہ
ہندی سے یا رسالہ سعادت دارین تالیف اس بندہ گنہگار مین سے بتفصیل تمام یاد کر لے اس رسالہ مختصر مین اون کا
لکھنا موجب طوالت کا ہی اسواسطے یہان پر صرف وہ دس شرطین ضرور جانکر لکھتا ہون **پہلی** شرط حقتعالی کی بزرگی
بڑائی عظمت نگاہ رکھنا **دوسری** شرط اللہ کو اور اوسکے دوستون کو دوست رکھنا **تیسری** شرط ہر امر مین اللہ تعالی
پر توکل و اعتماد کرنا **چوتھی** اللہ تعالی کے دیدار شریف کا شوق رکھنا **پانچوین** اللہ تعالی کے فضل اور رحمت کا امیدوار
رہنا **چھٹی** اوسکے قہر اور عذاب سے ڈرتے رہنا **ساتوین** سب احکام شریعت کے قبول کرنا **آٹھوین** جو چیزین
اللہ تعالی نے حلال کی ہین اونکو حلال جاننا **نوین** جو چیزین اللہ تعالی نے حرام کی ہین اونکو حرام جاننا **دسوین**
اللہ تعالی کے ذکر سے آرام پانا یہ دس شرطین ایمان کی ہین اسکے خلاف و ضد کا اعتقاد کرنا اور عمل مین لانا کفر ہی فقط
قولہ اب جاننا چاہیے کہ صرف دف بجانا اعلان نکاح کے واسطے مباح ہی اور تفصیل دف بجانے کی جسطرح آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ متبرکہ مین معمول تھا جو بیسوین سوال کے جواب مین لکھی جا چکی انشاء اللہ تعالی **اکیسوان سوال**
شادی نکاح وغیرہ مین تھوڑی یا بہت آتشبازی چھوڑنا درست ہی یا نہین **جواب** آتشبازی چھوڑنا بیشک اسراف ہی
اور اسراف کسی چیز مین ہو شریعت سے ممنوع ہی اللہ صاحب نے سورہ بنی اسرائیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا
کہ دے تو ناتے والے کو اوسکا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اوڑا بکھیر کر یعنی بیجا خرچ کر کے خراب نکر بیشک
اوڑانے والے بھائی ہین شیطانون کے اور شیطان ہی اپنے رب کا ناشکر یعنی مال بڑی نعمت ہی اللہ کی
جس سے عبادت مین خاطر جمع ہو اور بہشت مین درجے بڑھین سو اوسکو بیجا اوڑانا بڑی ناشکری ہی چنانچہ سولھوین سوال
کے جواب مین مولانا **شاہ عبد العزیز** قدس سرہ کی تحریر سے معلوم ہو چکا اور اسراف مین تھوڑا ہو یا بہت ہو
سب برابر ہی سو مسلمان دیندار کو لازم اور واجب ہی کہ جسمین خدا اور رسول کی ناخوشی ہو اوسکو ترک کر دے اگرچہ بھائی بند
اوسکے ترک کرنے سے ناخوش ہو جاوین یا طعن و تشنیع کرین جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت مین خواہش نفس اور
کفار کی لعنت اور نام کے مسلمانون کی ملامت کو خیال مین نہین لاتے وہ لوگ قیامت کے دن اپنے اعمال نیک سے
بہرہ مند اور کامیاب ہونگے اور اونکے مخالف اپنے بد اعمال کی سزا پاکر اندوہ و ملامت اور شرمندگی و ندامت
اوٹھائینگے اور واحسرتاہ و اندامتاہ پکارینگے **بائیسوان سوال** اس ملک مین معمول ہی کہ قاضی یعنی
نکاح خوان ایجاب و قبول سے پہلے دولھا کو کلمہ طیب اور آمنت باللہ اور دعای قنوت وغیرہ پڑھاتے ہین یہ طریق
مسنون ہی یا نہین اور ایجاب و قبول کے الفاظ ایکبار کہنا کافی ہی یا تین بار تکرار ضرور ہی اور متولی نکاح کو ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ پڑھنا
مسنون ہی یا پیچھے اور کونسا خطبہ پڑھنا مسنون ہی **جواب** طریق مسنون اسطرح پر ہی کہ اول دولھن کا ولی خطبہ پڑھے بعد اوسکے
لفظ ایجاب و قبول کے دونون طرف سے کہے جاوین جسطرح کہ اونیسوین سوال کے جواب کے ضمن مین یہ سب احوال بخوبی
تمام مذکور و مرقوم ہوا اور ایجاب و قبول ایکبار کہنا کافی ہی کچھ تکرار کی حاجت نہین جیسا کہ بیع و شراء وغیرہ عقود مین تکرار
ضرور نہین اور دولھا اور دولھن کو نکاح کے وقت کلمہ طیب وغیرہ پڑھانا صحابہ اور علمای سلف سے منقول نہین لیکن
درصورتیکہ اونکے عقیدے مین کچھ خلل اور فساد آگیا ہو دونون کے یا ایک کے تو دونون کو عقیدہ صاف اور
درست کرواکے تجدید ایمان کے واسطے آمنت باللہ وغیرہ کے مطلب پر آگاہ کر کے طریقہ اسلام کا سکھا دینا
ضرور ہی اور باوجود درستی عقیدہ اور سلامت ایمان کے نکاح کے وقت کلمہ طیب وغیرہ پڑھانے کو لازم ٹھہرانا
جہالت سے خالی نہین اور کتب احادیث و تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نکاح کا خطبہ پڑھنے مین جو معمول
صحابہ صلحای متقدمین کا تھا وہ تین خطبے ہین ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور علی
رضی اللہ عنہما کے نکاح کے وقت پڑھا تھا جو اونیسوین سوال کے جواب مین مذکور ہوا دوسرا وہ جو نجاشی بادشاہ
حبشہ نے حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت حبشے مین بوقت انعقاد نکاح آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے پڑھا تھا چنانچہ مواہب لدنیہ مین اسکا بھی احوال مفصل منقول ہی یہان پر اوسکا خلاصہ بطور اختصار لکھا جاتا ہی
جاننا چاہیے کہ جب عبید اللہ بن جحش حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند اونکو لیکر حبشے کو ہجرت کر گیا وہان پہونچکر نعوذ باللہ
سے نصرانی ہوگیا اور وہان ہی فوت ہوا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی یار نے یہ خبر پہنچائی اور عرض کیا کہ ام حبیبہ
رضی اللہ عنہا اپنے ایمان و اسلام پر بدستور قائم ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنکر اپنے نکاح کا پیغام ام حبیبہ کے
ساتھ کرنے کو نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ کے ہاتھ بھیجا نجاشی نے اوسی وقت اپنی چھوکری ابرہہ نام کی زبانی ام حبیبہ کو
کہلا بھیجا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نکاح تمھارے ساتھ کرنے کو پیغام کہہ بھیجا ہی سو اگر تمکو منظور اور قبول ہو تو
مین تمھارا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھہ دون یہ خبر سنتے ہی وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے ہاتھ کے
دونون کنگن اور ایک انگوٹھی اس نوید کے انعام مین ابرہہ کو دیے اور نکاح کے مقدمے مین خالد بن سعید کو اپنی طرف سے
وکیل کرکے نجاشی کے پاس بھیجا اوسنے شام کے وقت جعفر بن ابی طالب کو ایک جماعت مہاجرین رضی اللہ عنہم سمیت
بلواکر حقیقۃ الحال بیان کیا پھر یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى
الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اِس خطبے کے بعد نجاشی نے کہا کہ بعد حمد و صلوۃ کے سنا چاہیے کہ جس کام کا رسول
کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مجکو پیغام بھیجا تھا سو مینے اوسکو اجابت کیا پھر چار سو دینار زر سرخ اُن سب صاحبون کے آگے
ڈالکر کہا کہ اسقدر مہر مینے مقرر کیا بعد اوسکے خالد بن سعید وکیل ام حبیبہ نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ
وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اما بعد پس قبول کیا مینے
اوس امر کو جو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کیا ہی اور مینے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ام حبیبہ بنت
ابی سفیان کے ساتھ کر دیا سو اللہ تعالی یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک کرے بعد اسکے نجاشی نے
وہ سب دینار خالد کے حوالے کیے خالد نے لیکر اپنی گانٹھہ باندھی لوگون نے چاہا کہ اب اوٹھکر اپنے اپنے مکان
کو جاوین تو نجاشی نے کہا کہ تم سب صاحب ذرا دیر اور بیٹھو کہ سنت اور طریق انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا یون ہی کہ
بعد نکاح کے کچھہ کھانے کی قسم سے دوستون کو کھلا دین پھر کھانا منگواکر سبکو کھلا کر رخصت کیا پھر نجاشی نے حضرت
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین روانہ کیا یہ سب
احوال مواہب لدنیہ مین مذکور ہی اور تیسرا خطبہ وہ ہی جو مشکوۃ شریف مین عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے منقول
ہی اور اوسی کو اب بھی قبل نکاح کے پڑھنا علما کا معمول ہی اور بعد اوس خطبے کے ایجاب و قبول کرواتے ہین وہ خطبہ
یہ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ

اعمالنا من یهده الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا
الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن
الا وانتم مسلمون ۝ یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة
وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا کثیرا ونساء واتقوا الله الذی تساءلون به
والارحام ان الله کان علیکم رقیبا ۝ یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا
یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظیما ۝

بعد اسکے قاضی یا وہ شخص جو تعقید نکاح کے واسطے مقرر ہوا ہی حاضرین جماعت کے روبرو دولھہ سے کہے کہ فلانی عورت
فلانے کی بیٹی اسقدر مہر کے عوض مین تیرے نکاح مین مینے دی دولھہ اوسکے جواب مین کہے مینے اوسکو قبول کیا پس
جبکہ یہ ایجاب و قبول دونون طرف سے وقوع مین آیا تو نکاح منعقد ہوگیا اب یہ بھی دریافت کیا چاہیے کہ اون الفاظ کو
جو نکاح خوان نے بعد خطبے کے دولھہ سے یا اوسکے ولی سے کہے ہین اوسکو ایجاب کہتے ہین اور وہ جو دولھہ نے
نکاح خوان کے جواب مین کہا اوسکو قبول کہتے ہین اور جو اتفاقاً دولھہ یا اوسکا ولی دولھن سے یا اوسکے ولی سے
درخواست نکاح کی کرے اوسکو بھی ایجاب کہتے ہین اور اوسکے جواب مین جو دولھن نے یا اوسکے ولی نے کہا اوسکو
بھی قبول کہتے ہین غرضکہ پہلے کے قول کو ایجاب اور دوسرے کے قول کو قبول کہتے ہین **تیئیسوان سوال**
نکاح کے بعد قاضی کو یعنی نکاح خوان کو یا وکیل اور شاہدون کو جو دولھن کیطرف سے نکاح کر دینے کو آتے ہین
اپنی خوشی سے بغیر مانگے کچھہ دینا درست ہی یا نہین **جواب** ان لوگون کو بغیر مانگے کچھہ دینا مباح ہی اور اگر جبر کرین اور
کد و اصرار سے مانگین تو مباح نہین چنانچہ خزانة الروایات مین لکھا ہی کہ یہ جو قاضیون نے اہل اسلام مین مقرر
کر لیا ہی کہ پہلے اولیای ناکح و منکوحہ سے کچھہ لینا ٹھہرا لیتے تب اجازت نکاح پڑھہ دینے کی دیتے ہین اور جبتک
کہ راضی نہین ہو لیتے ہین نکاح کر دینے کو حکم نہین دیتے ہین سو یہ بات ظلم صریح اور حرام ہی قاضی کو بھی اور نکاح خوان
کو بھی یعنی قاضی کو اور نکاح خوان کو اور وکیل اور شاہدون کو دولھہ اور دولھن کے اولیا سے اونکے بغیر خوشی
اور رضامندی کے بزور و جبر کچھہ لینا حرام ہی اور بخوشی خاطر اگر کچھہ دیوین تو لینا مضایقہ نہین **چوبیسوان سوال**
ڈومنیون کو دف کے ساتھہ عورتون کی مجلس مین گانا اور اوسکے عوض مین اونکو کچھہ نقد یا کپڑے یا کچھہ اور دینا جایز ہی
یا نہین **جواب** جو راگ کہ بغیر مزامیر وغیرہ کے گاوین اوسکے گانے اور سننے مین عالمون کا اختلاف ہی چنانچہ
درمختار مین لکھا ہی کہ بعض علما مطلق مباح کہتے ہین اور بعضے مطلق حرام لیکن بحر الرائق مین یون ہی کہ اصل مذہب
مین مطلق حرام ہی پس اختلاف موقوف اور منقطع ہوگیا بلکہ ظاہر ہدایہ سے ثابت ہی کہ وہ گناہ کبیرہ ہی اگرچہ صرف
اپنا ہی جی خوش کرنے کو گاوے انتہی یعنی درمختار کا مطلب تمام ہوا اور فتاوای حمادیہ مین لکھا ہی کہ پیغمبر خدا علیہ التحیة

والثنا نے فرمایا ہی کہ جو شخص گانے کے واسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی تو اللہ تعالی دو شیطان اوسکے دونون کندھون
پر سوار کرتا ہی پھر وہ دونون شیطان اوسکو اپنے دونون پاؤن سے ایڑ مارتے اور ٹھکراتے ہین جبتک کہ وہ گانا
موقوف کرے انتہی آ جانا چاہیے کہ صرف دف بجانا بغیر راگ کے نکاح کے ظاہر کرنے کو مباح ہی ہدایہ مین
لکھا ہی کہ جہاد مین نقارہ بجانا اور نکاح کے مشہور کرنے کو دف بجانا یہ دونون بالاتفاق مباح ہین اگر کوئی شخص
غازی کے نقارے کو یا نکاح کے دف کو ضائع کرے تو اوسپر تاوان ہی بالاتفاق بلاخلاف انتہی پس درمختار
اور ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اصل مذہب مین راگ حرام ہی اور نکاح کے مشہور کرنے کو صرف دف بجا دینا
مباح ہی اور تنبیہ الانام مین فتاوای سراجیہ سے یون نقل کیا ہی کہ نکاح کی رات کو اعلان نکاح کے واسطے
صرف دف بجا دینا مضایقہ نہین بشرطیکہ دف مین جلاجل یعنی جھانجھ نلگے ہون اور اوسکا بجانا کھیل اور خوشی کی
نیت سے بھی نہو اسواسطے کہ کھیل اور راگ دونون ممنوع اور مکروہ ہین اور تنبیہ الانام مین یہ بھی لکھا ہی کہ ملاہی کا
سننا اور اوسپر بیٹھنا بڑا گناہ اور فسق ہی لیکن دف کا مارنا صرف نکاح کے مشہور کرنے کو مباح ہی سو وہ بھی اسطرح مارے جائے
جیسے نقارہ بجاتے ہین **تایید** اور مالابدمنہ مین لکھا ہی کہ ملاہی اور مزامیر اور طنبور اور ڈھول اور نقارہ اور
دف وغیرہ سب بالاتفاق حرام ہین مگر غازیون کا نقارہ اور اعلان نکاح کے واسطے دف مباح ہی انتہی اور فتاوای
حمادیہ مین لکھا ہی کہ معلی نے بیان کیا کہ ابو المہاجر نے کہا کہ آبان بن عباس نے مغیرہ ابن شعبہ سے نقل کیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمھارے واسطے شراب اور قمار اور مزمار اور طبل اور دف
مکروہ رکھا اور حرام کیا معلی کہتے ہین کہ مینے ابو المہاجر سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف مین
دف کو کسطرح بجاتے تھے ابو المہاجر نے کہا ایک عورت تھی جب کسی کی شادی ہوتی تو وہ عورت ایک چھلنی
اور ایک چوب لیکر ایک اونچے مکان پر چڑھکر چوب کو چھلنی پر مارتی تا کہ لوگ اوسکی آواز سنکر جانین کہ یہ شادی نکاح ہی فقط
قولہ اور ڈومنیون کا دف کے ساتھ گانا اگرچہ صرف عورتون کی مجلس مین ہو تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ اس صورت
مین مباح اور حرام کا جمع کرنا ہی اور قاعدہ اصول فقہ کا یون مقرر ہی کہ جس جگہ مباح اور حرام جمع ہون وہان حرام کو ترجیح دیتے ہین
چنانچہ اشباہ ونظایر مین لکھا ہی کہ اگر حلال اور حرام جمع ہون تو حرام غالب ہوتا ہی اور اسی معنی مین حکم اجتماع شی مبیح اور
محرم کا بھی ہی یعنی کوئی چیز مباح کر دینے والی اور دوسری حرام کر دینے والی دونون جمع ہون تو حرام کر دینے والی چیز
غالب ہی مباح کر دینے والی پر انتہی پس جبکہ اس صورت مین مباح پر حرام غالب ٹھہرا تو نقد یا کپڑا وغیرہ ڈومنیون کو
دینا راگ کی اجرت ہوئی اور راگ پر اجرت دینا لینا حرام ہی چنانچہ ہدایہ کی کتاب الاجارہ مین لکھا ہی کہ گانے بجانے
پر یا کسی اور ملاہی پر یا نوحے پر اجارہ کرنا درست نہین اسواسطے کہ یہ اجارہ اور ٹھیکا گناہ پر ہوا اور گناہ کی چیز
اجارہ وغیرہ عقود کے مستحق اور لائق نہین انتہی اور جبکہ صرف دف بجانا نکاح کی شہرت کو مباح ہی تو اوسکی اجرت بھی

دینا لینا مباح ہی غرضکہ خلاصہ اس جواب کا یہ ہی کہ مغنی اور مغنیہ یعنی ڈوم اور ڈومنی اگر دف بجا نا راگ کے ساتھہ جمع کرین تو گانا اور سننا اور اوسکی اجرت مین کچھہ نقد یا کوئی اور چیز لینا دینا سب حرام ہی **پچیسوان سوال** برات کی رخصت کیوقت یا اوس سے پہلے دولھہ کیطرف سے اپنے مقدور کے موافق دولھن کی طرف کے کمینون کو یعنی حجام اور سقے کو اور دھوبی اور بھنگی وغیرہ کو کچھہ نقد وغیرہ دیا کرتے ہین درست ہی یا نہین **جواب** ایسے وقت مین مال خرچ کرنا اگر احسان اور سلوک کی نیت سے ہو تو درست ہی اور اگر اپنی ناموری کو اور لوگون کے دکھانے اور سنانے کو دین تو درست نہین اور اکثر لوگ ایسے وقتون مین صرف اور خرچ کرنے پر پابند رسومات مروجہ کے ہوتے ہین اس سبب سے اپنی ناموری اور شہرت اور ادای رسم و دستور کی راہ سے خرچ کیا کرتے ہین حال آنکہ مشکوۃ شریف کے باب الریا والسمعۃ مین لکھا ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص کہ خلق کے دکھانے یا سنانے کو کچھہ کام کرے تو اللہ تعالی اوسکو سنوا دے گا اور نمایش کرادے گا یعنی اللہ تعالی اوس شخص کو قیامت کے دن رسوا اور فضیحت کرے گا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا **تایید** اور کلام مجید مین بھی سورہ شوری مین اللہ صاحب نے فرمایا ہی جو کوئی چاہتا ہو دین کی کھیتی بڑھا دین ہم اوسکو اوسکی کھیتی اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اوسکو دین ہم کچھہ اوسمین سے اور اوسکو آخرت مین کچھہ حصہ نہین یعنی دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پھر اوس محنت کا فائدہ آخرت مین کچھہ نہین غرضکہ سارا کارخانہ نیک اعمال کا نیت پر موقوف ہی چنانچہ مثل مشہور ہی جیسی نیت ویسی برکت اور حدیث شریف مین بھی ہی انما الاعمال بالنیات **چھبیسوان سوال** برات کی رخصت کے وقت فقرا اور مساکین قوم ہنود اور مسلمین کے جمع ہو کر دولھہ کے ولی سے کچھہ مانگتے ہین تو اوسوقت اونکو کچھہ دیا کرتے ہین بلکہ بعضے لوگ اپنے مقدور موافق پیسے اور روپے بانٹتے ہین اور بغیر مانگے لٹایا کرتے ہین جائز ہی یا نہین **جواب** اگر اوسوقت بہ نیت ادای شکر و تصدق دونون گروہ کے فقرا اور مساکین کو دین اور نثار کرین تو جائز بلکہ مستحب ہی مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا کے نام پر کچھہ مانگے تو اوسکو دو اور جو اپنی ناموری کے واسطے یا معمول اور رسم جانکر دیوین تو درست نہین اسواسطے کہ ایسے امور مین اعتبار نیت کا ہی مشکوۃ شریف مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال مین نیت شرط ہی **قولہ** اور فقرا و مساکین کو صدقہ دینا اور تصدق کرنا کسی حال مین منع نہین چنانچہ مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ بہیسہ نے ذکر کیا کہ میرے باپ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا پانی پھر کہا یا نبی اللہ اور کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا وہ نمک ہی پھر پوچھا یا نبی اللہ اور کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا تیرا اچھا کام کرنا تجکو بہتر ہی یعنی بھلا کر بھلا ہوگا اور کلام قدسی مین بھی وارد ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا ای ابن آدم

فائدہ یعنی اگر نیت بدی ہی تو ثواب ملیگا نہین تو نہین فقط

ستائیسوان سوال برات کے رخصت ہوتے وقت دولھن کیطرف والے دولھا کو توخرچ کرین تجبر خرچ کرون
بطریق سلامی اور اسیطرح دولھن کو دولھا کے گھر پہنچنے کے بعد دولھا کیطرف والے بطور رونمائی یعنی منہ دکھائی نقد
اور زیور وغیرہ دیا کرتے ہین یہ رسمین جائز ہین یا نہین **جواب** شریعت محمدی مین ان باتون کی کچھہ اصل پائی نہین جاتی
لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہی اور لازم کرلینا امر مباح کا ضرور نہین پس جو کوئی اپنی خوشی سے دیوے تو مباح ہی
اور جو نہ دیوے تو اوسپر کچھہ طعن و ملامت کی بات نہین اور جس چیز کا لازم ہونا دلائل اربعہ یعنی کتاب و سنت اور
اجماع اور قیاس سے ثابت نہوا اوسکو اپنے ذمے پر لازم کرلینا جائز نہین بلکہ بدعت اور احداث فی الدین ہی **اٹھائیسوان**
سوال طعام ولیمہ برادری کے لوگون کو قبل نکاح کے کھلانا سنت ہی یا بعد نکاح کے **جواب** طعام ولیمہ مین
سنت یون ہی کہ نکاح کے بعد دولھا یا اوسکا ولی دوستون آشناؤن کو کھانا کھلاوے اور جو نکاح سے پہلے کھلاوے
تو سنت ادا نہو **تائید** اور عین العلم مین لکھا ہی کہ ولیمہ کرنا قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ثابت ہی
چاہیے کہ بعد نکاح کے پہلے ہی دن ولیمہ کرین اور اگر دوسرے دن ہو تو بھی مشروع ہی اور تیسرے دن ریا ہی فقط
قولہ اور زین العرب نے مشکوۃ شریف کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ ولیمہ بعد دخول کے مسنون ہی اور بعض کے
نزدیک وقت نکاح کے اور بعض کے نزدیک دونون وقت مسنون ہی انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ولیمہ
اوس کھانے کو کہتے ہین کہ عقد نکاح کے قریب یا بعد دخول یا دونون وقت بطریق اداے شکر نعمت طیار کیا جاوے
اور یہ جو رواج ہی کہ بعد نکاح کے دولھن کیطرف سے دولھا کو اور براتیون کو کھانا دیتے ہین وہ بھی اگر بنیت ضیافت
دیوین تو درست ہی اگرچہ سنت نہین بشرطیکہ وہ مجلس منکرات لہو اور راگ و رنگ سے اور جمیع منہیات سے
خالی ہو **قولہ** اور امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم مین منکرات ضیافت ولیمہ وغیرہ کے بہت لکھے ہین ازانجملہ
سننا اور تار کا یعنی باجون اور ساز کا اور سننا ڈومنیون وغیرہ سے راگ کا اور عورتون کو چھت پر جمع ہو کر مردون
کی طرف دیکھنا بھی لکھا ہی اسواسطے کہ مردون مین اکثر جوان بھی ہوتے ہین تو البتہ خوف فتنہ و فساد کا ہی
پس یہ سب چیزین ممنوع اور منکر ہین انسے بچنا اور ایسی چیزون کو دور کرنا اور تا بمقدور نحو مٹا دینا لازم ہی اور
جو دور نہ کرسکے تو وہان بیٹھنا درست نہین بلکہ وہان سے اوٹھہ جانا واجب ہی شریعت مین خلاف شرع چیز کے
دیکھنے اور سننے کو بیٹھنا حرام ہی انتہی یعنی امام محمد غزالی کے قول کا مطلب تمام ہوا اب جاننا چاہیے کہ طعام ولیمہ کا
کھانا اور اوسکی دعوت قبول کرنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک سنت ہی اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک
واجب ہی اور نکھانا یا دعوت قبول نکرنا گناہ لیکن اسمین بھی شرط ہی کہ وہان کوئی چیز خلاف شرع نہو یعنی وہ مقام
منکرات شرعیہ اور بدعات شرکیہ سے خالی ہو تو دعوت قبول کرے اور جاوے اور جو کوئی چیز خلاف شرع وہان موجود
ہو تو دعوت قبول کرنا اور اوس طعام کو کھانا درست نہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر سابق سے معلوم ہو

فائدہ

[illegible]

کہ وہان اسباب منکرات اور مخالف بشرع جمع ہین تو وہان ہرگز جاوے ہی نہین جان بوجھہ کر ایسی جگہہ جانا گناہ ہی اور جو وہان
پونہچنے کے بعد دریافت کرے تو اوس صورت مین اگر یہ جانے والا مقتدا ہی یعنی لوگ اسکے چلن اور طریق کو سند پکڑتے ہین
اور شریعت کے مقدمے مین اسکی پیروی کرتے ہین تو اسکو لازم ہی کہ اوس خلاف شرع چیز کو اپنے ہاتھہ سے دور کرے
یا زبان سے منع کرکے دور کروادے تو بیٹھے اور جو خود دور نہین کرسکتا اور زبانی کہنا بھی اثر نہین کرتا تو ناخوش ہو کر
وہان سے چلا آوے اور ہرگز نہ بیٹھے اور اگر یہ شخص جانے والا عوام الناس مین ہی کہ اسکے قول و فعل کی کچھہ سند نہین
اور منع بھی نہین کرسکتا تو دل سے برا جانے اور ناچاری کو بیٹھکر کھانا کھالیوے عامی کو نچاہیے کہ بدعت کے
لحاظ سے سنت کو ترک کرے جیسے جنازے پر اگر عورت نوحہ کر حاضر ہو تو بھی نماز جنازے کی ترک نکرین انتہی یعنی
شرح وقایہ کا مطلب تمام ہوا لیکن باوجود جواز کے اس عامی کو بھی واجب ہی کہ ایسے مقام مین حاضر ہونے کو دل سے
مکروہ اور برا جانے اگر بخوشی خاطر وہان بیٹھے گا اور دل مین کراہت نرکھے گا تو خوف زوال ایمان کا ہی حدیث شریف
مین آیا ہی کہ اگر شی غیر مشروع کو ہاتھہ سے دور کرنے کی اور زبان سے منع کرنے کی طاقت نہو تو دل مین ضرور ہی
کراہت سے رکھے اور ایسا شخص ضعیف الایمان ہی اور یہ بھی معلوم کیا چاہیے کہ فقط راگ رنگ ہی اسباب منکرات شرعیہ
نہین ہی بلکہ جو چیز خلاف شرع ہو وہ سب ممنوع و منکر ہی چنانچہ اونمین ایک یہ بھی ہی کہ امیرون اور دولتمندون کو ولیمے کی
دعوت مین بلاوین اور فقیرون محتاجون کو ترک کرین مشکوٰۃ شریف مین بخاری و مسلم سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کھانون مین برا کھانا اوس ولیمے کا ہی جس مین دولتمندون کو بلاوین اور فقیرون
غریبون کو محروم چھوڑین اور جو شخص دعوت کو یعنی ولیمہ کو ترک کرے وہ خدا کا اور اوسکے رسول کا گنہگار ہوا انتہی
تائید در ینابیع مین لکھا ہی کہ جس شخص کو کھانا کھانے کے واسطے بلاوین اوسکو واجب ہی کہ قبول کرے
اگر قبول نکرے گا گنہگار ہوگا بشرطیکہ وہان کوئی چیز گناہ اور بدعت کی نہین اور اگر ہی تو ہرگز نجاوے بلکہ اس زمانے
مین قبول نکرنا اولی ہی لیکن اگر خوب یقین ہو کہ وہان کوئی چیز خلاف شرع نہین تو البتہ قبول کرنا چاہیے **تنبیہ**
اب جاننا چاہیے کہ ان سب احکام پر عمل کرنے مین مرد اور عورت سب برابر ہین یعنی جیسا کہ مردون کو بری جگہہ جانا
اور منکرات و منہیات سے کنارہ پکڑنا اور احکام شرع کو سیکھنا سکھانا اور حق و باطل و درست و نادرست کو ہر ایک
صاف صاف ظاہر کردینا فرض ہی ویسا ہی عورتون کو بھی فرض ہی پس جس بے شرع کے گھر کسی شادی مین ڈھول
وغیرہ منکرات اور ممنوعات شرعیہ موجود ہون یا غمی مین نوحہ وغیرہ رسومات اہل جاہلیت و بدعت کے ہون
وہان عورتین بھی نجاوین اور نہ چھپکر دیکھین بلکہ ہمیشہ ایسے مقام مین جانے سے پرہیز کرتی رہین اور گناہ
کبیرہ جانا کرین تو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے بچین گناہ کے مقام مین بغیر عذر شرعی جانے کو
درست سمجھنا کفر ہی اور باوجود گناہ جاننے کے بیعذر شرعی جانا کبیرہ گناہ ہی اور کبیرہ گناہ پر اصرار قریب بکفر ہی

فائدہ

ہونے کا اصل مطلب مجلس بقام مین اور شادی و غمی مین اور دعوت مہمانی وغیرہ ... اور خلاف شرع وہان کسی کو جانا درست نہین

اگرچہ اوس جگہہ صرف عورتین ہی ہون تو وہان کسی اور عورت مسلمان کو جانا نچاہیے اور اگر بنا دانستگی ایسی جگہہ کسی عورت کو جانیکا
اتفاق پڑجاوے اور بعد پونہچنے کے کوئی امر خلاف شرع وہان دیکھے یا معلوم کرے تو اوسکو مٹادے اور سب عورتونکو
جو اوس امر نامشروع پر جمع ہین ایسے حرکات سے منع کرے اگر باز آوین تو آپ بھی بیٹھے نہین تو ناخوش ہوکر
چلی آوے وگرنہ یہ بھی اونکے برابر اوس گناہ کے عذاب مین گرفتار ہوگی اور جو بغیر حکم خاوند کے جاوے گی تو بموجب روایت
محیط اور کفایہ کے مہر اور نان ونفقہ وغیرہ اوسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور جو خاوند اور اولیا اوسکے اپنی رضامندی
سے اوسکو وہان بھیجین گے تو بموجب روایت فتاوای خانیہ اور خزانۃ الروایات کے دیوث ہوجائین گے اونکے پیچھے نماز
درست نہین اگرچہ عالم اور قاری ہون علیٰ ہذا القیاس یہی حکم تعزیت کا بھی ہی یعنی موتے کی تعزیت کو اہل مصیبت
کے پاس باوجود منکرات شرعیہ کے مرد اور عورت کو جانے مین یہ سب قباحات مذکورہ موجود ہین واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب **انتیسوان سوال** کچھہ نقد یا کھانا پکّا ہوا یا غلہ محتاجون کے دینے کو جنازہ میت کے
ساتھہ لیجانا درست ہی یا نہین **جواب** جو کوئی میت کو ثواب پونہچانے کی نیت سے کچھہ نقد یا غلہ یا کھانا محتاجون
اور مسکینون کو اپنے مال مین سے للہ تقسیم کرے تو بہر حال درست ہی اور اگر اوس میت کے ترکے مین سے اوسکے
ثواب کو دیوے تو اس شرط سے درست ہی کہ وارث اوسکے سب جوان ہون اور سبکی مرضی دینے پر ہو اور جو اوسکے
وارثون مین نابالغ بھی ہون یا بعض جوان کی مرضی مین دنیا منظور نہو تو چاہیے کہ اوس ترکے کو بعد ادا کرنے اون
حقوق کے جو میراث پر مقدم ہین باقی کو بموجب فرائض اللہ تقسیم کرکے چھوٹون کا حق علحدہ کرکے جوانون مین جو جیسا
جتنا چاہے محتاجون کو خالصًا للہ دیکر ثواب اوسکا میت کو بخشے اور قبل تقسیم کسی کو دینا جائز نہین اور ان چیزون کا
میت کے ساتھہ قبر پر لیجانا جاہلیت کی رسم ہی شرع شریف سے ثابت نہین اور جس چیز کی نظیر اصل شریعت مین
پائی نجاوے اوسکا کرنا حرام ہی یا مکروہ اور میت کے ثواب کے واسطے محتاجون اور مسکینون کو دینا جائز ہی لیکن
جنازے کے ساتھہ قبر پر ہرگز نہ لیجاوین اسواسطے کہ جو چیز میت کے ثواب کی نیت سے محتاجون کو دیتے ہین تو مستحب
ہی کہ خالصًا لوجہ اللہ بے ریا ورد ریا بلا تعیین روز اور وقت کے دیوین نہین تو بدعت ہوجاوے گی اور اس صورت
مین اسطرح سے انکا دینا کراہت سے خالی نہین اللہ تعالی ہر ایک کو نیک توفیق دے آمین **تنبیہ** جاننا چاہیے
کہ جو چیزین میت کے ترکے مین میراث پر مقدم ہین وہ تین ہین تجہیز و تکفین میت اول ادای دین میت دوم اجرای
وصیت میت تا ثلث باقی سوم یعنی سب سے پہلے میت کے ترکے مین سے اوسکی تجہیز و تکفین یعنی گور و کفن وغیرہ
اسباب ضروریہ بغیر افراط و تفریط کے کرین بعد اوسکے جو باقی رہنے اوسمین سے اوسکے ذمے کا قرض جو ہو
سو ادا کرین اور جورو کا مہر بھی قرض مین داخل ہی بعد ادای قرض کے اگر میت وصیت کر مرا ہو کہ میرے بعد
اسقدر میرے مال مین سے فلانے کو دینا تو اوس مال مین سے جو بعد ادای دین کے بچا ہی وصیت جاری

کرین تہائی مال تک اوسکیلیے غیر وارث کے واسطے وصیت کی ہو پہر جو اِن تینون کامون کے بعد بچ رہے اوسکو
بنی فرائض اللہ وارثون پر تقسیم کردین **تیسوان سوال** عبادت بدنی اور مالی کا ثواب جو زندہ لوگ مردون کو
پونہچاتے ہین پونہچتا ہی یا نہین **جواب** علمای حنفیہ کے نزدیک ثواب عبادت بدنی اور مالی کا میت کو پونہچتا ہی
ہدایہ مین لکھا ہی کہ انسانکو اپنے اعمال نیک کا ثواب دوسرے کو دینا نزدیک اہل سنت وجماعت کے جائز ہی نماز ہو یا
روزہ صدقہ ہو یا کچھہ اور ہو اور سیوطی نے شرح الصدور مین لکھا ہی کہ طبرانی نے اوسط مین نقل کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے سنا ہی کہ جو شخص مرجاتا ہی اور بعد اوسکے اوسکے وارث
اوسکی طرف سے کچھہ تصدق اور خیرات کرتے ہین تو جبرئیل اوس صدقے کے ثواب کو ایک نور کے طبق مین رکھکر
اوس میت کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہین ای گہری قبر والے یہ تحفہ تجکو تیرے گھر والون نے بھیجا ہی
تو اسکو قبول کر پہر وہ ہدیہ اوس میت کے پاس پونہچتا ہی تو وہ خوش ہوتا ہی اور خوشخبری پاتا ہی اور وہ مردے جو
اوسکے ہمسایے ہین اور اونکے وارثون نے اونکو کچھہ ہدیہ تحفہ نہین بھیجا ہوتا ہی وہ مردے اوسکو دیکھکر غمناک
اور دلگیر ہوتے ہین اور شرح الصدور مین یہ بھی ہی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے کا درجہ بہشت مین بلند کریگا تو وہ بندہ عرض کریگا خداوندا یہ درجہ
مجکو کہان سے اور کیونکر ملا یعنی میرے اعمال تو اس لایق نہین تھے حقتعالی فرماویگا کہ تیرے بیٹے نے تیرے
واسطے استغفار کیا تھا اس سبب سے تجکو یہ درجہ ملا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے جامع البرکات مین جو
مشکوۃ شریف کی شرح کا منتخب ہی قول شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ کا لکھا ہی کہ عبادت مالی کا ثواب اور اوسکا فائدہ جو کوئی
کسی میت کو پونہچاوے تو باتفاق پونہچتا ہی اور عبادت بدنی کے ثواب پونہچنے مین اختلاف ہی اور قول صحیح یہ ہی
کہ پونہچتا ہی **تنبیہ** ہر انسان کو چاہیے کہ اپنے والدین اور اقربا کے واسطے بلکہ جمیع مومنین اور مومنات کے واسطے
حقتعالی کی جناب مین دعا اور استغفار کرتے رہین اور حتی المقدور کسیطرح کی حاجت روائی محتاجون کی محض بہ نیت
اللہ کرکے اوسکا ثواب اونکو پونہچایا کرین تو قیامت کے دن عذاب سے نجات بھی پاوین اور درجات عالیات کو بھی پونہچین
اکتیسوان سوال دستور ہی کہ جو کوئی مرجاتا ہی تو اوسکے خویش واقارب اور ہمسایے اوس میت کے
وارثون کو کھانا پکا کر بھیجتے ہین یہ کھانا بھیجنا کئی روز تک درست ہی **جواب** برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی
کہ میت کے ہمسایون کو اور قریبون کو اور بعیدون کو مستحب ہی کہ اوسکے وارثون کو یعنی جو اہل مصیبت ہین اونکے
واسطے کھانا پکا کر اسقدر بھیجین کہ ایکدن اور راتکو اونکے واسطے کفایت کرے کہ اپنے گھر پکانے کی حاجت نہ پڑے
یعنی دونون وقت پیٹ بھر کھالین انتہی اور صحیح ترمذی مین عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ
جسوقت جعفر کے شہید ہونے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئی تو آپ نے لوگون سے فرمایا کہ جعفر کے

گھر والون کے واسطے کھانا طیار کرو کہ اونکو اس مصیبت مین کھانا پکانے کی فرصت نہین اور مشکوۃ شریف مین بھی حدیث
منقول ہی مگر کچھہ لفظون کا فرق ہی اور شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے جامع البرکات مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ میت کے ہمسایون اور قریبون کو اور دوست و آشنا کو مستحب ہی کہ اہل میت کے واسطے کھانا طیار کرین اور
بعضون نے لکھا ہی کہ اہل مصیبت کے واسطے پہلے دن کھانا بھیجنا جائز ہی اس واسطے کہ اونکو اوس دن میت
کی تجہیز و تکفین کے سبب کھانا پکانے کی فرصت نہین ہوتی اور دوسرے دن مکروہ ہی اگر اون مین عورات نوحہ گر
جمع ہوون اسواسطے کہ نوحہ گر کو کھانا دینا گناہ پر مدد کرنا ہی اور اہل مصیبت کے سواے کسی اور کو وہ طعام کھانا
بعض علما کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی اور ابو القاسم نے کہا ہی کہ اگر غیر آدمی یعنی اجنبی میت کی تجہیز و تکفین
مین مشغول ہوا اور اپنے گھر تک جانے کی فرصت نہ پاوے تو اوسکو بھی وہ کھانا مضایقہ نہین چنانچہ مطالب المومنین
مین ایساہی لکھا ہی **بتیسوان سوال** میت کی تعزیت اور ماتم پرسی کے واسطے اہل میت کے پاس جانا
اور دونون ہاتھہ اوٹھاکر فاتحہ پڑھنا درست ہی یا نہین **جواب** میت کی تعزیت کو اہل میت کے پاس جانا اور میت
کے واسطے دعا مغفرت کی اور اہل مصیبت کے واسطے دعا حصول صبر کی کرنا مستحب ہی فتاوای عالمگیری مین لکھا ہی
کہ تعزیت مین اہل مصیبت کے واسطے دعا حصول صبر اور خیر کی کرنے کو مستحب ہی کہ اہل مصیبت سے یون کہے
کہ اللہ تعالی تیری میت کی مغفرت کرے اور اوسکے گناہون سے درگذرے اور اوسکو غریق رحمت کرے اور
تجکو اس مصیبت پر صبر عنایت فرماوے اور اوسکی موت پر تجکو اجر دے اسیطرح مضمرات مین بھی فتاوی حجہ سے
منقول ہی اور عالمگیری مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے وقت وہ الفاظ فرماتے تھے جسکا ترجمہ
یہ ہی اللہ ہی کا ہی جو کچھہ کہ اوس نے لی لیا اور جو کچھہ کہ اوسنے دیا اور ہر ایک چیز کا اللہ کے پاس وقت مقرر ہی
سو یہ الفاظ کہنا بہت خوب ہی **تنبیہ** لیکن کافر کی تعزیت کسی وقت مین جائز نہین اسواسطے کہ تعزیت کے وقت
مرنے کے واسطے دعا مغفرت کی کرنا چاہیے اور کافر مستحق استغفار کا نہین فقط **قولہ** اور حدیث شریف سے
مطلق دعا مین ہاتھہ اوٹھانا ثابت ہی پس اوسوقت بھی مضایقہ نہین لیکن تخصیص اوسوقت کی حدیث سے منقول نہین
کہ اوسوقت کے واسطے ضرور ہاتھہ اوٹھانا چاہیے **تینتیسوان سوال** میت کی تعزیت کب تک درست ہی
جواب مرنے کے وقت سے تین دن کے اندر ایکبار تعزیت کرنا جائز بلکہ مستحب ہی ایکبار سے زیادہ
اور تین دن کے بعد ماتم پرسی مکروہ ہی لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا اہل مصیبت کہین دور ہون تو جب میسر آوے
تب تعزیت کرنا مضایقہ نہین عالمگیری مین لکھا ہی کہ حسن زیاد سے روایت کی ہی کہ جو شخص ایکبار اہل مصیبت
کے پاس تعزیت کرچکا ہو تو پھر دوسری بار تعزیت کو جانا سزاوار نہین اور وقت اوسکا مرنے کے وقت سے
تین دن تک ہی بعد تین دن کے تعزیت کرنا مکروہ ہی مگر در صورتیکہ تعزیت کرنے والا یا اہل مصیبت یعنی جسکے پاس

تعزیت کو جاوین وہ مرنے کے وقت سے تین دن کے اندر وہان نہو تو جب میسر آوے تب تعزیت کرنا جائز ہی اور جامع البرکات
مین لکھا ہی کہ تعزیت کرنا مرنے کے وقت سے تین دن تک مستحب ہی اور تعزیت کے معنی اہل مصیبت کو صبر اور تسلی دلاسا فرمانا
اور عزا کے معنی صبر کرنا اور اہل مصیبت کو مکروہ ہی کہ اپنے دروازے پر بیٹھیں اور لوگ جمع ہوکر تعزیت کرین بلکہ یون چاہیے کہ
جسوقت مردے کو دفن کر چکین تب وہان سے پھر کر سب لوگ اپنے اپنے کام کو جاوین اور اہل میت اپنے کام لگین اور کجارا
بعض مشایخ نے لکھا ہی کہ تعزیت حاضر کی تین دن اور غائب کی ایک دن ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اہل مصیبت کو تین دن تک
اپنے دروازے پر یا مسجد مین بیٹھنا مضایقہ نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جعفر بن ابیطالب اور زید بن حارثہ
اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے اور آدمی آتے تھے اور تعزیت کرتے تھے
اور جو اس زمانے کے لوگ تکلفات کرتے ہین جیسا کہ تیسرے دن فرش و فروش بچھانا اور شامیانے وغیرہ کھڑے کرنا اور خوشبو تقسیم
کرنا اور اسیطرح کچھ اور واہیات کرنا سب بدعت شنیعہ اور حرکات منہیہ ہی اللہ تعالی اونکی مغفرت کرے اور انکو توفیق راستی کی دے
انتہی یعنی جامع البرکات کی عبارت کا مطلب تمام ہوا **تایید** اور فتاوی ظہیریہ مین خانیہ اور محیط سے یون منقول ہی کہ اہل میت کو
جائز ہی کہ تین دن تک اپنے گھر مین بیٹھے اور لوگ اوسکے پاس آکر تعزیت کرین اور نہ بیٹھنا افضل ہی اور بیٹھنا دروازے پر
مکروہ ہی کہ یہ عمل جاہلیت کا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہی چنانچہ نصاب الاحتساب مین بھی اسیطرح
منقول ہی فقط **چوبیسوان سوال** دستور ہی کہ مرنے سے تیسرے دن لوگ جمع ہوکر تعزیت کے واسطے میت کے
گھر جاکر کلمہ طیب اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھکر ثواب بخشتے ہین اور اہل میت شیرینی وغیرہ اوسوقت حضار مجلس مین تقسیم
کرتے ہین جائز ہی یا نہین اور تیجا اور دسوان اور بیسوان اور چالیسوان وغیرہ مقرر کرنا درست ہی یا نہین **جواب** تعزیت
کرنے کی اصل تو شریعت سے ثابت ہی جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا لیکن تیسرے دن حافظون اور قاریون کو تمام کلام اللہ یا
کوئی سورہ پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہی نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ قرآن شریف کا بلند آواز سے جماعت کے ساتھ
پڑھنا جسکو سیپارہ خوانی کہتے ہین مکروہ ہی **تنبیہ** اور اکیس وجہین مکروہ ہونے کی اوسمین لکھین ہین اس مختصر مین اونکا
لکھنا بخوف طوالت نامناسب ہی فقط **قولہ** اور تیجا اور دسوان وغیرہ مقرر کرنا اور اون دنون مین کھانا پکانا اور قرآن پڑھکر
اہل میت سے دعوت لینا مکروہ ہی فتاوی بزازیہ مین لکھا ہی کہ پہلے اور تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا طیار کرنا اور موسم
کے دنون مین قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لیجانا اور قرآن پڑھکر دعوت لینا اور صالحون اور قاریون کو تمام کلام اللہ یا سورہ
انعام یا سورہ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہی اور اہل مصیبت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہی اس لیے کہ ضیافت
لینا شادی مین چاہیے غمی مین نہین چاہیے کہ بدعت قبیحہ ہی اسیطرح مستملی شرح منیۃ المصلی اور فتح القدیر مین لکھا ہی
کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہی کیونکہ یہ بات شادیون مین مشروع ہی نہ کہ ماتمون مین اور نوادر الفتاوی مین
آیا ہی کہ جو کھانا مردے کے واسطے تیسرے دن یا ساتوین دن یا چہلم کو یا برسی کو طیار کرین وہ کھانا علما اور فضلا کو

کھانا مکروہ ہے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردے کا کھانا دلکو مردہ کرتا ہے اور مریض کا کھانا دلکو مریض کرتا ہے
اور نوادر الہشام مین لکھا ہے کہ جو کھانا مُردون کی روح کے واسطے طیار کیا ہو اوسکا قبول کرنا مکروہ ہے اور یہی مضمون فتاوی قرا خانی
مین بلکہ سب معتبر فتاوون مین غرب سے شرق تک مندرج اور مملو ہے لیکن بلا تخصیص وربلا تعیین ان دونون کے اور کسی
اور دن کے جب چاہے تب مُردے کیطرف سے کھانا پکا کر محتاجون اور مسکینون کو دینا بہت خوب ہے چنانچہ بزازیہ نے
کھا ہے کہ اگر کھانا محتاجون کے واسطے طیار کیا جاوے تو بہتر ہے اور جامع البرکات مین مذکور ہے کہ جو کھانا مُردون کیطرف سے
محتاجون پر تصدق کرنے کو پکاوین کہ ثواب اوسکا مُردونکو پہونچے وہ کھانا سوای محتاجون اور فقیرون کے کسی اور کو
کھانا درست نہین کیونکہ تصدق تو فقیرون ہی پر ہوتا ہے اور اغنیا کے واسطے ہدیہ مقرر ہے اور یہ جو اس ملک مین رسم ہے کہ طعام
وغیرہ سامنے رکھکر دونون ہاتھ اوٹھا کر سورۃ فاتحہ وغیرہ بطور رواج رسم یا کے پڑھتے ہین سو یہ طریق اور دستور علمای سلف سے
منقول نہین بلکہ حرمین شریفین مین آج تک کوئی اہل فضل و کمال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف سے اب تک
اوسی دیار پر انوار پر رہتے آئے ہین طعام یا شیرینی پر کھانا چکھنے سے پہلے اس فاتحہ مروجہ مذکورہ کے طریق سے واقف بھی
نہین مگر جو لوگ ہندوستان کے حرمین کی زیارت کو جا کر وہان رہ گئے ہین اور اقامت اور بود و باش وہان کی اختیار کی ہے
وہ البتہ ہندوستان کی رسم اور عادت کے موافق اپنے گھرون مین مرتکب اس امر کے ہوتے ہین سواون کا کچھ اعتبار
نہین بلکہ وہان کے علما ان ہندوستانیون کی ان حرکات پر خبردار ہو کر اون کو زجر اور توبیخ کرتے ہین اور جامع البرکات
مین منقول ہے کہ طریق علمای سلف کا یون تھا کہ کھانے کے بعد اہل ضیافت کے واسطے دعا مغفرت کی کرتے تھے اور
شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھا کر صاحب طعام کے واسطے دعا کرے اللّٰھم بارک لہ ویسر لہ
ان یفعل خیرا منہ وقنعہ بما اعطیتہ واغفر لہ وارحمہ واجعلنا وایاہ من الشاکرین
اور یہ بھی اوس کتاب مین ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہے اور بعد فراغت کے قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو پہلے بسم اللہ
کہنا بھول جاوے تو جب یاد آوے تب کہے اور جو بعد کھانے کے یاد آوے تو یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ اور
جو کچھ کہ علمای سلف سے بروجہ عبادت منقول نہین اوس کو عمل مین لانا بدعت ہے اور جو بدعت ہے سو گمراہی ہے **تنبیہ**
کھانے کے آداب سے ہے کہ جسوقت کھانا سامنے رکھا جاوے تو بسم اللہ کہکر جلد کھانا کھانے مین مشغول ہو جاوین
توقف روا نہین یہان تک کہ اگر کھانا حاضر ہو اور اتفاقاً ادھر نماز کے واسطے تکبیر اقامت شروع ہو تو یہ لوگ کھانا کھا لینا
اور اپنی نماز تاخیر کرین مشکوۃ شریف مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے
سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوے لا صلوۃ بحضرۃ الطعام یعنی جب کہ کھانا
موجود ہو تو نماز کو توقف کیا چاہیے انتہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جسوقت کہ تم مین سے کسی کے سامنے کھانا رکھا جاوے اور تبھی نماز کے واسطے تکبیر شروع ہو جاوے تو وہ شخص پہلے

کھانا شروع کرے تاکہ کھانے سے فراغت ہو اور نماز بعد فراغت کے ادا کرے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی
کہ اگر کھانا اونکے سامنے رکھا جاتا اور اودھر اتفاقاً نماز کے واسطے تکبیر شروع ہوتی تو جبتک کہ کھانے سے فراغت نہوتی
نماز کو نہ آتے اور امام کی قرارت کو سنتے رہتے اور فتاوی بزازیہ مین اور فتاوی تاتارخانی مین لکھا ہی کہ کچھہ کھانا یا روٹی
سامنے آوے تو کھانا شروع کر دے اور سالن کا انتظار نہ کرے انتہی اب جاننا چاہیے کہ اس ملک ہندوستان مین
رواج ہی کہ جب کبھی کسیکو کسی بزرگ یا کسی اور میت کے واسطے کھانا یا شیرینی وغیرہ کا ثواب پونہچانا منظور ہوتا ہی تو پہلے
اکثر امیر لوگ اور اپنی برادری کے لوگون کو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ اون کے روبرو رکھہ دیتے ہین پھر دو گھڑی چار گھڑی
تک یا کم و بیش اوس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ مصطلحہ مروجہ اس ملک کی پڑھتے ہین بعد اوسکے وہ کھانا وغیرہ اون لوگونکو
کھلاتے ہین یعنی جبتک کہ فاتحہ مذکورہ بتمامہا عمل مین نہ آوے اوسوقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا یا اور کسی
کسی طور پر تصرف کرنا روا نہین جانتے اور یہ بات اور عادت اوپر کی حدیثون اور روایتون کے صریح خلاف ہی مناسب یہ ہی
کہ جو کھانا کسی کے ثواب پونہچانے کے لیے پکاوین تو فقیرون اور محتاجون کو کھلا کر پھر ثواب اوس کا مردے کی روح کو
بخش دین اور چاہین تو الحمد قل ہو اللہ وغیرہ پڑھکر اوس کھانا کھلانے ہوے کا اور ان سورتون وغیرہ کا سب کا ثواب
اکٹھا بخش دین راہ نجات مین لکھا ہی کہ جس کسی کو ثواب پونہچانا منظور ہو کھانا یا پانی محتاج کو دیکر ثواب اوس کا مردے کی
روح کو بخش دین زیادہ بکھیڑا ہوتو فی ہی فقط **پنتیسوان سوال** دستور ہی کہ حافظون کو نوکر رکھکر میت کی قبر پر بٹھایا
کرتے ہین کہ وہان بیٹھہ کر کلام اللہ پڑھا کرین اور اوس کا ثواب میت کو بخشین یہ طور جائز ہی یا نہین **جواب** اس مسئلے مین
اختلاف ہی اور روایتین مختلفہ اس باب مین منقول ہین فقہ کی بعض کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حافظون کو قرآن پڑھنے کے
واسطے قبر پاس بٹھلانا مکروہ ہی چنانچہ خزانۃ الروایات مین فتاوی شاہان سے نقل کیا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی کو اسواسطے
نوکر رکھے کہ قبر پاس بیٹھہ کر کلام اللہ پڑھا کرے تو اوس پڑھنے کا ثواب میت کو پونہچے نہ اوس پڑھنے والے کو ملے اور
نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کو قاری مقرر کرنا بدعت ہی اور اوس کے عوض مین
قاری کو کچھہ دینا بیمعنی بات ہی اور یہ کام کسی نے خلفا اور صحابہ مین نہین کیا اور در مختار سے معلوم ہوتا ہی کہ قبر پاس قاری
بٹھلانا مکروہ نہین بلکہ یہی مذہب مختار ہی اب جاننا چاہیے کہ قاعدہ اصول فقہ کا یون مقرر ہو رہا ہی کہ اختلاف کی صورت
مین احتیاط پر عمل کرین تو اب اس صورت مین بھی احتیاط کے لحاظ سے حافظ اور قاری کو قبر پاس نہ بٹھانا اولیٰ تر ہی
اور مجالس واعظیہ مین عجب لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر مین کلام اللہ پڑھکر کہے کہ یا الٰہی مین نے اپنے اس پڑھنے کا ثواب فلانے بزرگ کو
یا فلانے اہل قبر کو بخشا سو تو اوس کا ثواب بیرے بٹلے اوسکو پونہچا دے تو مقرر اونکو وہ ثواب پونہچتا ہی اسواسطے کہ دعا ثواب پونہچانے کے
واسطے ہوتی اور دعا بلا خلاف پونہچتی ہی پس قبر پاس بیٹھکر کلام اللہ پڑھنا کیا حاجت ہی[۱] **تنبیہ** مسائل مین لکھا ہی کہ اصل قاعدہ فقہا کا
یون مقرر ہی کہ اجرت لینا طاعت اور بندگی کے عوض مین جائز نہین اور دو ختم یا چار ختم کے عوض مین ایک روپیہ یا دو روپیہ

فائدہ
[۱] یعنی مطلب یہ غرض تو ثواب پونہچانا تھا سو وہ بھی حاصل ہوا اور بدعت اور اختلاف سے بھی بچا ۱۲

مثلاً مقرر کر دیا صریح اجرت مقرر کر دینا ہوا اور جو پہلے سے اجرت مقرر نہین کی اور بعد ختم کے کچھہ دیا تو یہ دینا شبیہ باجرت
ہوا اور حدیث شریف سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ قرآن پڑھکر اوس کے عوض کچھہ نہ کھاوے نہ لیوے خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو
چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ ہمارے نزدیک اصل ور قاعدہ یون ٹھہر رہا ہی کہ بندگی اور گناہ کے کام پر اجارہ کرنا جائز
نہین اور مشکوۃ شریف مین بریدہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ پڑھکر
اوسکو دنیا کمانے کا وسیلہ مقرر کرے تو وہ شخص قیامت کے روز محشر مین اس شکل سے آوے گا کہ منھہ اوسکا صرف ایک استخوان
ہوگا جس پر کچھہ گوشت نہوگا پس اس حدیث کی وعید سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھکر یا پڑھوا کر اجرت لینا دینا اور کھانا
کھلانا گناہ کبیرہ ہی انتہی اب اس مقام مین ایک بات بڑے فائدے کی ضرور جانکر لکھتا ہون وہ یہ کہ مولانا شاہ عبد العزیز
قدس سرہ نے تفسیر فتح العزیز مین زیر تفسیر آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا کے لکھا ہی کہ اس آیت سے اور ان
حدیثون سے جو اس آیت کی تفسیر کے ضمن مین وارد ہین علمائے استنباط اور ثابت کیا ہی کہ مزدوری اور اجرت علم دین کے
پڑھانے اور سکھانے پر لینا حرام ہی کیونکہ پڑھانا اور بتلانا علم دین کا فرض ہی لیکن اگر کوئی شخص کسی کے گھر جاکر قطع
مسافت کر کر کسی کو علم دین کا پڑھاوے یا لڑکون کو صبح سے شام تک یا کم سوای علم دین کی تعلیم کے واسطے قید مین رکھے
یا کسی مدرسے مین تعلیم کے واسطے مقید ہوکر بیٹھے تو بیشک ہی کہ یہ اجرت لینا اوس قطع مسافت وغیرہ کے عوض مین ہی
نہ مقابل تعلیم علم دین کے اور وہ جو علمای متاخرین نے تعلیم قرآن مجید پر اجرت لینا جائز رکھا ہی وہ یہی صورت ہی اور
مراد اوس سے یہی تعلیم ہی اور جو کوئی شخص کسی کے پاس آکر کہے کہ فلانی آیت مجکو سکھلا دو پھر وہ اوس سے مزدوری
طلب کرے سو یہ اجرت باتفاق علمای متقدمین و متاخرین حرام ہی انتہی محصلہ **چھبیسوان سوال** عرس کا دن مقرر کرنا
اور اوسدن کھانا وغیرہ محتاجون کو اور برادری کے لوگون کو بطور بھاجی کے تقسیم کرنا درست ہی یا نہین اور یہ جو
مشہور ہی کہ شب جمعہ وغیرہ مین مردون کی روحین اپنے اپنے گھر مین آکر آواز نرم سے کہتی ہین کہ ای میرے وارثو تم
میرے واسطے کچھہ صدقہ دو یہ روایت حدیث کی معتبر کتابون سے ثابت ہی یا نہین **جواب** عرس کا دن مقرر کرنا
درست نہین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری مین لکھا ہی کہ اولیا اور شہدا کی قبرون کو سجدہ کرنا اور اوسکے گرد
پھرنا اور اون پر چراغ روشن کرنا اور اون پر مسجدین بنانا اور ہر برس وقت کے بعد عید کی طرح جمع ہوکر عرس کرنا کچھہ جائز نہین
یہ سب افعال جاہلون کے ہین انتہی اور بغیر تعیین دن کے مردے کو ثواب پہنچانے کی نیت سے طعام وغیرہ محتاجون
کو بانٹنا جائز ہی اسکو کوئی منع نہین کرتا لیکن وہ کھانا جو مرے کے بعد طیار کرکے خانہ بخانہ برادری مین بھاجی کی طرح
بھیجتے ہین اوس کا کچھہ اعتبار نہین اس لیے کہ ایسی چیزون مین ثواب کی امید مطلق نہین کیونکہ اس مین نامودی اور نمود
منظور ہی چنانچہ شیخ عبد الحق نے جامع البرکات مین لکھا ہی کہ جو کھانا چہلم یا ششماہی یا برسی کے نام کا اس ملک مین
پکا کر برادری مین تقسیم کرتے ہین اور اوس کو بھاجی کہتے ہین سو کچھہ قابل اعتبار کے نہین اوس کا نہ کھانا بہتر ہی مناسب ہی

کر نہ کہا وین انتہی اور شیخ الاسلام نے شیخ کی اس تحریر پر تمسک و اعتماد کر کے بعینہ عبارت شیخ قدس سرہ کی اپنی کتاب
کشف الغطا مین نقل کی ہی **تنبیہ** اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ مین لکھا ہی کہ مین نے ایکبار
اصل حقیقت عرس کی جو ہر سال اس دیار مین اولیا اور مشائخ کی وفات کے دنون مین ہوا کرتا ہی اپنے اوستاد امام شیخ
عبد الوہاب المتقی المکی سے پوچھی تو جواب دیا کہ یہ تقرر عرس کا طریق اور عادات مشائخ کا ہی اور اون کو اس مین ارادے
اور نیتین ہین پھر مین نے کہا کہ سوای اور دنون کے انھین دنون کی تخصیص و تعین کی کیا وجہ ہی تو فرمایا کہ ضیافت تو
علی الاطلاق بلا قید مسنون ہی بس اگر تعین دن کا بھی ہوا تو خیر اس سے قطع نظر کیا چاہیے اور اس تعین کے واسطے نظیرین
اور مثالین ہین جیسے مصافحہ بعض مشائخ کا بعد نمازون کے اور جیسے سرمہ آنکھون مین لگانا بروز عاشورا کہ یہ باتین سنت
ہین علی الاطلاق اور بدعت ہین از راہ خصوصیت پھر فرمایا کہ بعض مشائخ متاخرین ساکنان مغرب نے بیان کیا ہی کہ مقرر
کرنا عرس کا ان دنون مین اس سبب ہی کہ اس دن یہ بزرگ لوگ بطرف جناب عزت اور حضائر قدس واصل ہوے ہین
سو اس سبب اوس دن حاصل ہونا خیر اور برکت اور نورانیت کا بہ نسبت اور دنون کے زیادہ تر متوقع ہی جب کہ شیخ
ممدوح یہ سب فرما چکے تو تھوڑی دیر سر جھکا کر متامل ہوے پھر سر اوٹھا کر کہنے لگے کہ حق بات تو یہ ہی کہ یہ طریق عرس کا
زمانہ سلف مین کچھ نتھا صرف مشائخ متاخرین نے پسند کر کے ایجاد کر لیا ہی واللہ اعلم انتہی پس جب کہ یہ طریق عرس کا
اور فاتحہ مصطلحہ اہل ہند کا صحابہ اور تابعین و ائمہ مجتہدین اور مشائخ متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے اصلا مطلقا ثابت
نہین پھر اس قدر اہتمام اور تاکید کرنا کہ کبھی ایکبار بھی ترک نکرین بلکہ اولٹے ترک کرنیوالون پر طعن اور تشنیع کرین نماز
اور روزہ وغیرہ جو فرض عین ہین اونکے فوت ہونے کا کچھ غم نہو اور اس عرس و فاتحہ مخترعہ کی ایک قید اور شرط اگر کم
ہو جاوے تو گویا موت آگئی استغفر اللہ ثم استغفر اللہ فقط **قولہ** اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہی کہ میت کی روح شب برات
اور شب عرفہ اور شب جمعہ وغیرہ کو اپنے گھر مین آتی ہی سو یہ روایت کتب صحاح ستہ مین منقول نہین اور جو روایت
کہ صحیح مرفوع متصل الاسناد نہو وہ روایت درجۂ اعتبار سے ساقط ہی اگرچہ بعض لوگ اوسکو اپنی کتاب مین نقل کرین
بلکہ بعض علمای محدثین مثل ملا علی قاری اور شیخ الاسلام وغیرہ کے ان روایات کو ضعیف کہتے ہین اور شیخ عبد الحق
رحمہ اللہ نے جامع البرکات مین اس روایت کو غریب کر کے لکھا ہی کہ بعض روایات غریبہ مین آیا ہی کہ روح میت
کی شب جمعہ کو اپنے گھر مین آکر دیکھتی ہی اور منتظر رہتی ہی کہ کوئی میرے لیے بھی کچھ تصدق کرتا ہی یا نہین واللہ علم انتہی

سینتیسوان سوال قبر اور چبوترہ اور چار دیواری اور گنبد اینٹ اور چونے سے بنانا درست ہی یا نہین
اور اگر قبر کو اوسی حالت پر کچا رکھین اور گرد قبر کا چونے سے پختہ کر دین تا کہ پانی کے صدمے سے قبر بیٹھ اور دھسک
نجاوے یون درست ہی یا نہین **جواب** قبر کو پکا کرنا اور اوس پر گنبد بنانا اور گرد پیش قبر کے چار دیواری اور چبوترہ
تعمیر کرنا جائز نہین چنانچہ صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو گچ کرنے سے اور اوس پر عمارت

بنانے سے اور اوس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہی اور مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام
ہی اور بعد دفن میت کے قبر کو محکم اور مضبوط کرنا مکروہ ہی اور فتاوی عالمگیری مین بھی ایسا ہی لکھا ہی اور تحفۃ الملوک مین لکھا ہی کہ
پانی کے صدمے سے بچنے کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہی اس واسطے کہ قبر اور جو چیز کہ قبر کے تابع
ہی وہ استحکام اور مضبوط کرنے کی جگہ نہین ہی پس جیسا کہ قبر کو کچا رکھنا بہتر ہی ویسا ہی اوسکے گرد بھی کچا رکھنا بہتر ہی انتہی لیکن
ٹوٹی قبر کو صرف مٹی سے مرمت کر دینا مضایقہ نہین عالمگیری مین مذکور ہی کہ جب کوئی قبر خراب ہو جاوے تو اوس پر مٹی
ڈال دینا یا مٹی سے مرمت کر دینا مضایقہ نہین اسی طرح فتاوی تاتارخانیہ مین ہی انتہی **تنبیہ** جو مٹی کہ قبر سے نکالی گئی ہی
اوس سے زیادہ قبر پر ڈالنا مکروہ ہی اس لیے کہ یہ زیادتی بمنزلہ بنا کے ہی چنانچہ بحر الرائق اور درمختار اور عینی شرح کنز مین
ایسا ہی لکھا ہی فقط **قولہ** اور شیخ عبد الحق رح نے جامع البرکات مین بیان کیا ہی کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے
ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ ای علی تو جس جگہ کوئی تصویر دیکھے تو اوس کو مٹا کر معدوم اور نامعلوم
کر دینا اور جہان کہین کوئی قبر بلند یعنی اونچی دیکھے تو اوس کو پست اور ہموار کر دینا ایسا کہ زمین سے نزدیک ہو جاوے
اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گور کو گچ کرنے سے منع فرمایا ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ اگر قبر کو گچ کر دین اس لحاظ سے کہ ویران اور خراب نہو جاوے تو درست ہی **تنبیہ** مالا بد منہ مین لکھا ہی کہ قبر مین کچی
اینٹین یا نی رکھکر خاک سے بھر دین اور مانند کوہان اونٹ کے قبر کو مٹی سے بنا دین پکی اینٹ اور چونا اور گچ اور لکڑی
قبر مین رکھنا مکروہ ہی اور اولیا کی قبرون پر جو عمارتین اونچی اونچی بناتے ہین اور روشنی کرتے ہین اور چراغ جلاتے ہین
سوای اس کے اور جو کچھ اسطرح کی باتین کرتے ہین سب حرام ہی یا مکروہ انتہی اور مفاتیح مین بیچ بیان بدعت ضلالت
کے لکھا ہی کہ بری بدعت ہی وہ چیز جسکو برا کہا ہی ایمہ مسلمین نے جیسے کہ قبرون پر کچھ بنانا اور قبرون کو گچ کرنا اسواسطے
کہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتون سے منع فرمایا ہی فقط **اٹھتیسوان سوال** جنازے کو
چارپائی پر رکھکر اوسکی نماز پڑھنا اور جنازے کے ساتھ آہستہ یا پکار کر بلند آواز سے کلمہ طیب پڑھتے چلنا اور قبر مین
مردے کے نیچے فرش بچھانا اور بعد موت کے مردے کو تلقین کرنا اور بعد دفن کے بشمار چالیس قدم کے قبر کے
پاس سے ہٹ کر قبر کے پاس جانا اور میت کے واسطے نماز ہول پڑھنا جائز ہی یا نہین **جواب** جنازے کو چارپائی
پر رکھکر اوسکی نماز پڑھنا درست ہی اس واسطے کہ نعش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سریر پر رکھکر نماز پڑھی گئی
اور عرب کی زبان مین تخت کو اور چارپائی وغیرہ کو سریر کہتے ہین چنانچہ قاموس مین لکھا ہی کہ کھجور کے پتونکے
بان بنا کر اوس سے سریر کو بنتے ہین اور اوس سریر کو زبان فارسی مین چارپائی اور ہندی مین کھاٹ کہتے
ہین اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے بھی مشکوۃ شریف کے ترجمے مین سریر کے معنی کھٹ لکھے ہین پس
لفظ سریر کا لغت عرب مین عام ہی یعنی تخت اور چارپائی وغیرہ کے معنی مین آتا ہی پس جو شخص جنازے کی نماز چارپائی پر

رکھکر پڑھنے کو منع کرے وہ محاورات اہل عرب سے واقف نہین اور کلمہ طیب جنازے کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھنا کہ
دوسرا نہ سنے تو مضایقہ نہین پکار کر پڑھنا مکروہ ہی عالمگیری مین شرح طحاوی سے لکھا ہی کہ جنازے کے ساتھ والون کو
چاہیے کہ خاموش یعنی چپکے چپکے چلین بلند آواز سے اللہ اللہ کہتے یا قرآن شریف پڑھتے ہوے چلنا مکروہ ہی اور عالمگیری
مین فتاوی قاضی خان سے منقول ہی کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ کلمہ طیب پڑھا چاہے تو آہستہ اپنے جی مین پڑھے
انتہی اور قبر مین میت کے نیچے فرش بچھانا چارون مذہب مین ممنوع ہی یعنی کسی مذہب مین درست نہین اور مواہب لدنیہ
مین لکھا ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین جسم مبارک کے نیچے جو چادر بچھائی تھی سو یہ بات صرف آپ کو
مخصوص تھی اور ملا علی قاری نے مشکوۃ شریف کی شرح مختصر مین بیان کیا ہی کہ سب علما کے نزدیک قبر مین فرش
بچھانا مکروہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین شقران نے بغیر کہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چادر بچھا دی
تھی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین ہی اور جامع البرکات مین ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین جسم مبارک کے نیچے چادر سرخ بچھائی
تھی سو سبب اوس کا یہ تھا کہ شقران جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی تھا اوس نے بغیر حکم اور بلا استرضای صحابہ
رضی اللہ عنہم کے صرف اس لحاظ سے بچھا دی تھی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص اوس کو استعمال
مین نہ لاوے اور علما کچھ کپڑا قبر مین مردے کے نیچے ڈالنے کو اسراف کے لحاظ سے مکروہ رکھتے ہین اور بعضے
لکھتے ہین کہ یہ امر نبوت کے خواص سے ہی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک مین بعد حیات
جلوہ افروز ہین اور ایک روایت مین یون بھی آیا ہی کہ اصحاب نے بعد دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریافت
کر کے چاہا کہ اوس چادر کو نکال لین لیکن مزار مبارک کا پھر کھولنا نامناسب جانا واللہ اعلم بالصواب انتہی اور مریض قریب الموت
کو یعنی محتضر کو وقت نزع کے تلقین کرنا اجماع سے ثابت ہوا ہی بلکہ مستحب ہی اور بعد موت کے تلقین کرنے مین علما کا
اختلاف ہی ظاہر روایت مین ہی کہ بعد موت کے تلقین نہ کرین اور بعض روایت مین ہی کہ وقت نزع کے اور بعد دفن
کے دونون وقت تلقین کرین چنانچہ عالمگیری مین لکھا ہی کہ مریض قریب الموت کو کلمہ شہادتین تلقین کیا جاوے
اور طریق تلقین کا یہ ہی کہ وقت نزع کے قبل غرغرہ یعنی جان کندنی کے وقت پہلے اس بات سے کہ روح اوس کی حلق
مین آن دے اور آواز گلے مین آمد و شد کرے اوس کے پاس والے پکار کر باواز بلند پڑھین اور اوسکو سناوین أَشْهَدُ
أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی گواہ ہون مین اس بات پر کہ اللہ ایک ہی کوئی
اوس کا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے خدا کے ہین اور رسول خدا کے ہین
لیکن اوس سے یون نہ کہین کہ تو کلمہ پڑھ اور بہت کد اور الحاح بھی نہ کرین کیونکہ مبادا شاید اوس شدت اور جان کندنی
کی حالت مین تنگ ہو کر کچھ اور کہ بیٹھے اور اگر ایکبار اوس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا پھر دوبارہ اوس کے آگے تلقین کی حاجت

نہین مگر اوس صورت مین کہ بعد اوسکے کچھ کہے اور کلام کرے تو البتہ حاجت تکرار کی ہی جو ہر نیرہ مین اسی طرح منقول ہی
اور یہ تلقین سب علما کے نزدیک مستحب ہی اور بعد موت کے تلقین کرنا ظاہر روایت مین منع لکھا ہی جیسا کہ عینی
شرح ہدایہ مین ہی اور معراج الدرایہ مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ ہم تو قریب موت کے اور وقت دفن کے
دونون وقت تلقین کیا کرتے ہین انتہی یعنی عالمگیری کا مطلب تمام ہوا اور مستملی شرح منیۃ المصلی مین ہی کہ تلقین
کرنیوالا وقت نزع کے کلمہ شہادت بطور یاد دلانے کے کہے تاکہ وہ سنکر آپ کہنے لگے اوس سے بطور خطاب
اور حکم کے نہ کہے کہ ای فلانے کلمہ پڑھ کیونکہ شاید نزع کی سختی مین کوئی اور کلمہ نامناسب بول وٹھے **تائید**
مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سے رسالہ فیض عام مین بیان کیا ہی کہ مریض جب اس حالت کو پونچے کہ امید زندگی
کی نرہے اور قریب ہونا موت کا ثابت اور متحقق ہو تو اوس کے وارثون کو چاہیے کہ اول اوس کو غسل یا وضو یا تیمم
کرا کر اچھی طرح سے پاک کرین اور رو بقبلہ اوس کی چارپائی کو بچھاوین اور اوس کے آس پاس گرد پیش بہت اچھی
طرح بوجہ احسن پاک وصاف اور شست وشو کر کے گلاب اور عطر وغیرہ سے خوشبو کرین بعد ازان دنیا کا ذکر اور
جورواڑکون کا فکر اوسکے سامنے کہنا موقوف کرین اور رونا پیٹنا اور نوحہ اور بیان کرنا ہرگز روا نہ رکھین اور
جن لوگون کے ساتھ اوسکو تعلق قوت اور روزی کا ہی جیسے زن و فرزند سو اون کو اوس کے روبرو نہ لاوین
اور جو وہ خود بخود اون کو یاد کرے تو ایک دوبار سامنے لانا مضایقہ نہین اور کلمہ استغفار بآواز بلند بار بار اوس کے
آگے پڑھتے رہین تاکہ وہ بھی از خود یاد کر کر آپ کہنے لگے لیکن اوس سے بتاکید نہ کہین کہ تو کلمہ استغفار پڑھ بلکہ
اوپر والے آپ پکار کر پڑھتے رہین تاکہ اوسکو یاد آوے اور اسی طرح اوس کے آگے قبر کی دہشت اور حساب کا
خوف اور قیامت کی سختیان بیان نہ کرین بلکہ رحمت آلہی کی وسعت اور گناہون کی مغفرت اور پیغمبر صاحب صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت اور ذکر ارواح صالحین اور پیران طریقت کا اوسکے آگے بیان کرین اور گنہکارون کے گناہ
معاف کرنے کا اور اعمال کے قبول ہونے کا ذکر کرین تاکہ خوف پر رجا اوسکی غالب ہو جاوے اور جو کچھ اوس وقت
وصیت کرے اوسکو خوشدلی سے قبول کر کے ضامن ہو جاوین کہ بیشک تمھاری وصیت کو ہم بجا لاوینگے
تاکہ خاطر اوس کی متردد نہو اور اوس کے پاس سورہ الحمد اور سورہ یٰس اور سورہ اخلاص پڑھین اور ذکر سورتون
اور آیتون کا گاہ گاہ کرتے رہین انتہی فقط **قولہ** اور بعد دفن کے تلقین کرنے کو نہ حکم ہی نہ انکار ہی **تنبیہ**
شرح برزخ مین نقل کیا ہی کہ نزع کے وقت تلقین کرنا بالاتفاق مسنون ہی اور بعد دفن کے اکثر مشائخ بدلیل احادیث
آیندہ کے مستحب کہتے ہین اور اسی پر اعتماد ہی وہ حدیثین یہ ہین بزار نے بیان کیا کہ حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ جسوقت میت کا جنازہ قبر کے پاس پونچے اور ساتھ کے لوگ بیٹھین تو تو مت بیٹھنا بلکہ قبر کے
کنارے پر کھڑا رہنا پھر جب کہ میت کو قبر مین رکھین تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ خَلَّفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَلَّفَ اِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اخبار مین مروی ہو کہ جو کوئی یہ دعای مذکورہ مردے کو گور مین رکھتے وقت پڑھے تو اللہ تعالی منکر اور نکیر کا جواب اوس پر آسان کرتا ہو اور ضغطہ گور مین تخفیف ہوتی ہو اور تاریکی گور کی روشن ہو جاتی ہی اور مروی ہو کہ مردے کو گور مین رکھنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاٰنِسْ وَحْشَتَهٗ وَارْحَمْ غُرْبَتَهٗ وَلَقِّنْ حُجَّتَهٗ وَبَرِّدْ مَضْجَعَهٗ وَنَوِّرْ مَهْجَعَهٗ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اور طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت تم مین کوئی مر جاوے پھر تم اوسکو قبر مین دفن کر چکو تو چاہیے کہ تم مین سے کوئی شخص اوسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَۃَ یعنی ای فلانے فلانی عورت کے بیٹے تو وہ مردہ سنتا ہو لیکن جواب نہین دے سکتا پھر چاہیے کہ وہ شخص دوسری بار پھر کہے یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَۃَ تو وہ مردہ سیدھا اوٹھ بیٹھتا ہو پھر چاہیے کہ وہ شخص تیسری بار پھر کہے یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَۃَ تو وہ مردہ کہتا ہو اَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس مردے کے بولنے کی خبر تمکو نہین ہوتی پھر چاہیے کہ وہ شخص اوس مردے سے مخاطب ہو کر کہے اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ کہنے والا یہ تلقین کہہ چکتا ہی تو منکر و نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہی کہ چل ہمارے ساتھ اب تو کیا کرے گا اس شخص سے اسکو تو تلقین کر چکے یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میت کی ما کا نام معلوم نہو تو کیا کہین آپ نے فرمایا تو حضرت حوا کی طرف منسوب کر کے کہین یَا فُلَانُ بْنُ حَوَّاءَ انتہی یعنی شرح برزخ کا مطلب تمام ہوا فقط قولہ صلوۃ الہول پڑھنا کتب معتبرۂ مضبوطۂ حدیث اور فقہ سے اپنے دیکھنے مین نہین آیا لیکن مشائخ صوفیہ کے بعض وظائف اور رسائل مین البتہ لکھا ہی سوا اونکے قول و فعل پر فتوی اور حکم جاری نہین ہوتا بلکہ دستاویز کے واسطے روایات حدیث اور فقہ کی چاہیین چنانچہ شیخ الاسلام نے بھی کشف الغطا مین لکھا ہی کہ عادت اور معمول مشائخ کا ہی کہ اسنماز کو بعد دفن میت کے پہلی رات کو میت کی نجات کے واسطے پڑھتے ہین اور اوسکو صلوۃ الہول کہتے ہین انتہی اور قبر کے پاس سے چالیس قدم ہٹ کر پھر قبر کے پاس جانا یہ مسئلہ کسی فقہ اور حدیث کی کتاب مین نہین پایا جاتا کہ اوس پر حکم جواز اور عدم جواز کا کیا جاوے لیکن ظاہر اقسام بدعت سے ہی اور شارع علیہ السلام سے امور شرک اور بدعت سے بچنے کو تاکید شدید ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص ہمارے اس دین کے امور مین کچھ نئی بات

نکالے سو وہ بات مردود ہی **تنبیہ** لیکن اس آثم مترجم نے شرح برزخ مین لکھا دیکھا ہی کہ سلف سے مروی ہی جب قبر کو بعد
دفن میت کے خاک سے بھر چکین تو کوئی شخص قبر کے پاس ذرا دیر کھڑا رہے یا چند قدم ہٹ کر پھر آوے اور مقابل
میت کے بیٹھ کر پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یَا فُلَانَ بْنَ فُلَانَۃَ پھر ذرا دیر ٹھہر کر کے یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ
عَلَیْہِ مِنْ رَوْحِ الدُّنْیَا اِلٰی مَضِیْقِ الْاٰخِرَۃِ مِنْ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ وَابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ قَدْ جَاءَکَ السَّائِلَانِ مِنَ اللّٰہِ الْمَلَکَانِ الْکَرِیْمَانِ الْمَامُوْرَانِ
لَا یَنْفَعَانِکَ وَلَا یَضُرَّانِکَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ وَابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ یَسْاَلَانِکَ
مَنْ رَّبُّکَ فَقُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ وَیَقُوْلَانِ مَنْ نَّبِیُّکَ فَقُلْ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ
ھَدَانِیْ بِالْحَقِّ وَیَرُدَّانِ مَا دِیْنُکَ فَقُلْ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَالْاِنْقِیَادُ لِاَمْرِ اللّٰہِ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ
رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیًّا وَّبِفِطْرِ الْاِسْلَامِ یَقِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ
الْعَظِیْمِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ الصَّالِحِیْنَ اِخْوَانًا وَّاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ
اٰتِیَۃٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝
انتہی اور سوای اس دعا کے شرح برزخ مین اور دعائین بھی میت کی شفاعت کے واسطے منقول ہین کہ بعد دفن کے
پڑھی جاوین اور اوس کے مؤلف نے اوس کے حاشیے مین لکھا ہی کہ قبر کے پاس سے ہٹ کر پھر آنا اس واسطے
ہی کہ جبتک بعد دفن میت کے کوئی ایک آدمی بھی قبر کے پاس موجود رہتا ہی اوس وقت تک فرشتے سوال کے
قبر مین داخل نہین ہوتے ہین اس واسطے مستحب ہی کہ چالیس قدم قبر کے پاس سے سب لوگ علحدہ ہو جاوین تا
فرشتے سوال کے قبر مین داخل ہوون پھر کوئی شخص قبر کے پاس جا بیٹھے اور دعای مرقومہ بالا تلقین کرے چنانچہ بعض
مشائخ کا اسی پر عمل ہی انتہی فقط **انتالیسوان سوال** قبرون کی زیارت کرنا جیسا کہ مردون کو درست ہی عورتون کو
بھی درست ہی یا نہین **جواب** عورتون کو قبر کی زیارت کرنا قول اصح سے مکروہ تحریمی ثابت ہوا ہی چنانچہ مستملی شرح
منیۃ المصلی مین لکھا ہی کہ قبرون کی زیارت مردون کو مستحب ہی اور عورتون کو مکروہ اور مجالس واعظیہ مین لکھا ہی کہ عورتون
کو قبرستان مین جانا حلال نہین اس لیے کہ مشکوۃ شریف مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے لعنت کی اون عورتون پر جو قبرون کی زیارت کرتی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مشکوۃ شریف مین

روایت ہے کہ جو عورتین قبرون کی زیارت کرتی ہین اور جو لوگ قبرون پر مسجدین بناتے ہین اور وہان چراغان کرتے ہین اُن سب پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے انتہی اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک قاضی سے پوچھا کہ عورتونکو
قبرستان مین جانا درست ہے یا نہین قاضی نے کہا کہ تو اس بات کے جواز اور عدم جواز کا حال مت پوچھ بلکہ یہ پوچھ کہ عورتونکو
قبرستان مین جانے سے کسقدر لعنت ہوتی ہے سو آپ تو جان لے کہ جس وقت سے عورت قبرون پر جانے کا ارادہ
کرتی ہے اوسی وقت سے اللہ تعالی کی اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہوتی ہے اور جسوقت دروازے سے باہر نکلتی ہے
تو ہر طرف سے اوس کو شیطان گھیر لیتے ہین اور جب قبرستان مین پہونچتی ہے تو مردون کی روحین اوسکو لعنت کرتی ہین
اور جب وہان سے پھرتی ہے تو اوس وقت سے گھر مین بیٹھنے تک خدا کی لعنت مین رہتی ہے معاذ اللہ من ذلک اور
یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو عورت گھر سے نکل کر قبرستان کیطرف جاتی ہے تو اوس کو ساتون زمین کے اور ساتون آسمان
کے فرشتے لعنت کرتے ہین پس وہ عورت خدا کی لعنت مین چلتی ہے اور جو عورت اپنے گھر مین بیٹھی ہوئی موتی کے واسطے
دعای خیر کرتی ہے اللہ تعالی اوس عورتکو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نقل
کرتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل کر دروازے پر کھڑے ہوے اتنے مین حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا حاضر ہوئین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے پوچھا کہ ای فاطمہ تم کہان سے آتی ہو عرض کیا
کہ فلانی عورت جو مرگئی ہے مین اوس کے گھر تک گئی تھی آپ نے فرمایا کیا تو اوس کی قبر پر گئی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
نے عرض کیا خدا کی پناہ معاذ اللہ جو مین آپ سے اس کی برائی سنکر پھر ایسا کام کرتی پھر آپصاحب نے فرمایا ای فاطمہ
اگر تو اوس کی قبر پر جاتی تو تو بہشت کی بو بھی نسونگھتی انتہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے رسالہ مالابد منہ مین لکھا
ہے کہ قبرون کی زیارت کرنا مردون کو جائز ہے اور عورتون کو نہین انتہی اب جاننا چاہیے کہ مردون کو بھی زیارت قبور کے
واسطے جانا اس شرط سے جائز اور مستحب ہے کہ وہان جاکر کوئی بات خلاف سنت عمل مین نہ لاوین اور جسقدر اور جسطرح
سنت سے ثابت ہے اوس سے کم زیادہ نہ کرین اور اس مقدمے مین سنت یون ہے کہ جب قبرستان مین پونہچے تو قبرون
کیطرف منھ اور قبلے کیطرف پیٹھ کرکے کھڑا ہوکر یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا
اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ
یا کوئی اور دعا جو کتب احادیث مین منقول ہے وہ پڑھے اور اپنے واسطے اور موتی کے واسطے دعا مغفرت اور رحمت
کی چاہیے اس سیلیے جامع البرکات مین لکھا ہے کہ عقائد مین آیا ہے کہ زندون کی دعا مردون کے واسطے اور مردون
کیطرف سے کچھ خیرات اور تصدق کرنا اون کو نفع اور فائدہ دیتا ہے انتہی اور چاہیے کہ وہان جاکر عبرت پکڑے
اور آنسو بہاوے اور اپنے مرنے کو یاد کرے اور کوئی بات خلاف سنت کے عمل مین نہ لاوے یعنی قبر کو بوسہ نہ دے
اور اوس کی خاک منھ کو نہ ملے اور اہل قبور سے کچھ حاجت بھی نہ مانگے اور قبر کو سجدہ نکرے اور اوس پر ہاتھ نہ رکھے اور

پیٹھ کو خم نہ کرے اور ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین لکھا ہی کہ قبرستان مین جاکر قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے
کہ ایسی باتین تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت بابرکت کے ساتھ بھی کرنا حدیث شریف مین منع آیا ہی پس کوئی اور قبر
کس گنتی اور شمار مین ہی اور قبر کو بوسہ بھی نہ دے کہ بوسہ تو ہاتھ لگانے سے بھی زیادہ ہی سو بوسہ دینا بطریق اولی ممنوع
ہوا چاہیے انتہی اور تفصیل ان امور کی اگلے سوال کے جواب مین بیان ہو گی انشاء اللہ تعالی **تایید** اور عین العلم مین
ہی کہ قبرون کی زیارت کے وقت مردون کو دعا کرنے کی نیت اور اپنے واسطے آنسو بہنے اور نرم دل ہونے کی نیت
کرے کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ زیارت کرنا قبرون کا موت کو یاد دلاتا ہی اور آنسو بہاتا ہی اور دل کو نرم کرتا ہی انتہی اور فتاوی
عالمگیری مین بحرالرائق سے اور فتح القدیر مین لکھا ہی کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت نہین وہ چیز قبر کے
پاس کرنا مکروہ اور ممنوع ہی اور سنت سے تو اسی قدر ثابت ہوا ہی کہ قبرون کی زیارت کرے اور وہان کھڑا ہو کر موتی کے
واسطے حقتعالی سے مغفرت چاہے اور دعا کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع مین قبرون کے پاس تشریف
لیجاکر اہل قبور کے واسطے حقتعالی کی جناب مین دعا فرماتے تھے انتہی اور تجرۃ الایمان مین لکھا ہی کہ گورستان مین کچھ
کھانا اور پینا اور وہان پر سونا اور آگ جلانا اور چراغ روشن کرنا اور قبر کو بوسہ دینا اور اوس کی طرف سجدہ کرنا اور اوس کو
ہاتھ سے چھونا اور اوس کے گرد پھرنا اور طواف کرنا اور صاحب قبر سے حاجت روائی چاہنا اور قبر کو اینٹ اور چونے سے
بنانا یہ سب امور ممنوع اور مکروہ تحریمی ہین اور قبر پر پھول ڈالنا بدعت ہی اور جو کھانا کہ نذر بزرگون کی ہی اوسکا کھانا حرام ہی
انتہی **چالیسوان سوال** اہل قبور سے بطریق دعا حاجت چاہنا اور گرد قبر کے پھرنا اور اوسکو بوسہ دینا اور
سجدہ کرنا اور قبر کے گرد روشنی کرنا اور اوس پر غلاف ڈالنا اور پھولون کی چادر چڑھانے پر یا قبر پر ڈالنا اور اوس پر
شامیانہ اور خیمہ کھڑا کرنا اور بغیر خدا کے کسی اور کی منت ماننا اور نذر کرنا اور شیرینی یا کچھ اور رکھنا اوس کے آگے
رکھنا جائز ہی یا نہین **جواب** اہل قبور سے استعانت اور استمداد کسی طرح پر جائز نہین مجمع البحار مین لکھا ہی کہ جو شخص
واسطے زیارت قبور انبیا اور صلحا کے اس نیت سے جائے کہ وہان جاکر اون کے پاس نماز پڑھون گا اور دعا
چاہون گا اور اہل قبور سے اپنی حاجتین مانگون گا سو یہ تو کسی عالم اہل اسلام کے نزدیک جائز نہین اس لیے کہ
عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کا حق ہی اور بغوی نے معالم مین لکھا ہی کہ استعانت
بھی ایک قسم عبادت کی ہی اور عبادت اطاعت ہی ساتھ عجز اور انکسار کے اور بندے کا نام بندہ اسی واسطے
رکھا ہی کہ اس مین ذلت اور انقیاد ہی چنانچہ عرب مین بولا کرتے ہین طریق معبد ای مذلل انتہی **تایید** مجیب ممدوح
یعنی مولانا محمد اسحاق دام ظلہ نے مائۃ مسائل کے چوبیسوین سوال کے جواب مین نقل کیا ہی کہ فتاوی بزازیہ وغیرہ
مین بحرالرائق سے لکھا ہی کہ جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ ارواح مشائخ کی حاضر رہتی ہین اور معلوم کر لیتی ہین وہ
کافر ہی جیسا کہ فخرالدین ابوسعید عثمان الجیانی ابن سلیمان الحنفی نے اپنے رسالے مین لکھا ہی کہ جو شخص گمان کرے

اس بات کا کہ میت تصرف کرتا ہی کامون مین سوای اللہ تعالی کے اور وہ شخص اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہی انتہی فقط **قوله**
اور مشکوۃ شریف مین بروایت احمد اور ترمذی منقول ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مین ایک دن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا ای لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ تجکو یاد رکھے گا یاد رکھ اللہ کو کہ تو پاوے گا
اوس کو اپنے روبرو اور جب کبھی تو کچھہ چیز مانگے تو اللہ ہی سے مانگنا اور جب کبھی تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا
اور یقین جان لے اس بات کو کہ بیشک اگر سب لوگ اتفاق کرین اور اکٹھے ہو جاوین اس بات پر کہ تجکو کچھہ فائدہ پونہچاوین
نہ پونہچا سکین گے تجکو کچھہ فائدہ مگر جتنا کہ لکھہ دیا ہی اللہ نے تیرے واسطے اور اگر اکٹھے ہو جاوین سب لوگ اس بات پر کہ تجکو
کچھہ نقصان پونہچاوین نہ پونہچا سکین گے تجکو کچھہ نقصان مگر اوسی قدر جو لکھہ دیا ہی اللہ نے تجھہ پر اوٹھا لیے گئے قلم اور سوکھہ
گئے کاغذ انتہی اور شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے مشکوۃ شریف کی عربی شرح مین لکھا ہی کہ سوای انبیا علیہم السلام کے اور کسی
اہل قبور سے مدد چاہنا اکثر فقہا نے منع اور انکار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ قبرون کی زیارت کرنی صرف اسی واسطے مقرر ہوئی
ہی کہ وہان جا کر اپنے واسطے اور اہل قبور کے واسطے اللہ تعالی کی جناب مین دعا اور استغفار کرین اور دعا اور کلام اللہ
پڑھکر اون کو فائدہ پونہچاوین انتہی اب جاننا چاہیے کہ شیخ کی اس عبارت سے ایسا ثابت ہوا کہ اہل قبور سے استعانت
اور استمداد ممنوع ہی لیکن انبیا علیہم السلام اس حکم مین داخل نہین بلکہ مستثنی ہین یعنی انبیا علیہم السلام کے مقابر شریفہ کے پاس جا کر
اون سے استعانت ممنوع نہین اس لحاظ سے کہ انبیا علیہم السلام کو عالم برزخ مین حیات ابدی ثابت ہی کہ اورون کو
سوای شہدا کے جو فی سبیل اللہ مارے گئے ہین ثابت نہین اور حقیقۃ الحال تو یہ ہی کہ حیات عالم برزخ کی مماثل اور مانند
حیات دنیا کے نہین بلکہ احکام دنیا کے اور طرق پر ہین اور احکام برزخ کے اور نہج پر سو اس دلیل مذکور سے
استمداد اور استعانت کے واسطے انبیا علیہم السلام کو ممانعت استعانت اور استمداد اہل قبور سے استثنا کرنا اور بر قاعدے
فقہا کے درست نہین آتا پس حق بات یہ ہی کہ انکار فقہا کا اس امر استعانت اور استمداد مین عام ہی یعنی کسی اہل قبور
سے استعانت اور استمداد جائز نہین خواہ وہ اہل قبور انبیا علیہم السلام ہون خواہ اولیا اور شہدا علیہم الرضوان جیسا
اوپر مشکوۃ کی حدیثون سے اور مجمع البحار اور معالم کی عبارت سے معلوم ہو چکا **تفصیل** یعنی باوجودیکہ انبیا اور شہدا
علیہم الصلوۃ والثنا کو عالم برزخ مین حیات ابدی ثابت ہی لیکن جیسا کہ دنیا مین تکلیف شرعی مثل تبلیغ احکام رسالت
اور جہاد اور صوم اور صلوۃ اور حج اور زکوۃ اور کلام اور سلام اور انجاح مطالب ہر خاص و عام وغیر ذلک جاری تھی سوا
یہ سب باتین عالم برزخ مین اون سے مرفوع اور موقوف ہین **تنبیہ** مائۃ مسائل کے چھبیسوین سوال کے
جواب مین لکھا ہی کہ اکثر حنفیہ کے نزدیک سماعت موتی کی ثابت نہین چنانچہ کافی شرح وافی اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ
مین مستخلص شرح کنز اور کفایہ شرح ہدایہ سے بیچ احکام یمین بالضرب والقتل وغیرہما کے نقل کیا ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی سے کہے اگر مین کبھی تجکو مارون یا کبھی تجھسے کلام کرون یا کبھی تیرے پاس آون یا کسی عورت سے کہے

اگر کبھی مین تیرے ساتھ وطی کرون یا تیرا بوسہ لون تو میرا فلانا غلام آزاد ہی یا میری فلانی عورت کو طلاق ہی سو یہ سب
باتین متعلق اور مقید بحیات مخاطب ہین حتی کہ اگر جس شخص سے اوس نے یہ عہد کیا تھا اور قسم کھائی تھی وہ مر گیا اور بعد مرنیکے
اوس عہد کرنے والے نے اوس مرُدے کو مارا یا اوس سے کلام کیا یا اوس کے پاس آیا یا وہ عورت مر گئی اور
اوس عہد کرنے والے نے اوس کے ساتھ بعد مرنے کے وطی کی یا اوس کا بوسہ لیا تو وہ عہد کرنے والا حانث
نہو گا اور وہ غلام اوس کا آزاد نہو گا اور اوسکی عورت کو طلاق نہو گی اس واسطے کہ ضرب اوس فعل کا نام ہی جس سے
درد اور الم پہنچے اور مرُدے کو بعد موت کے کسی کی ضرب سے متالم ہونا متصور نہین اور مراد کلام کرنے سے
کلام کا سمجھانا ہی سو وہ بھی بعد موت کے ثابت نہین بقولہ تعالی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور کسی کے پاس جانے سے
یا اوس کی تعظیم منظور ہی یا تحقیر سو وہ بھی بعد موت کے متحقق نہین اس واسطے کہ میت کی قبر پر جانے سے قبر کی زیارت
ہوئی نہ کہ میت کی زیارت اور مقصود وطی سے اور بوسہ لینے سے قضای شہوت ہی سو وہ بھی بعد موت کے
حاصل نہین اور ان کتب مستندہ مذکورہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی یہ سوال کرے اور پوچھے کہ جس صورت مین یہ سب
باتین متعلق بحیات ہین یعنی بعد موت کے ثابت نہین تو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مشرکین مقتولین
روز جنگ بدر کے لاشہای ناپاک سے فرمایا تھا کہ اب تم نے پایا وہ جو وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے
اس فرمانے سے کیا حاصل اور فائدہ تھا اس کا یہ جواب ہی کہ اول تو اس حدیث کی صحت اور ثبوت ہی مین کلام
ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سنکر فرمایا کہ تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اس واسطے
کہ اللہ تعالی تو خود فرماتا ہی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور فرماتا ہی وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ
اور اگر بالفرض یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اس کا یہ جواب ہی کہ یہ امر مخصوص ہی ساتھ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے
بطریق معجزے کے اور زیادتی حسرت کے یا یہ فرمانا آپ کا ضرب المثل تھا اور بعض نے یون جواب دیا ہی کہ مقصود
اس کلام سے زندون کو پند اور نصیحت تھا نہ کہ سمجھانا اور سنانا موتی کا انتہی اور مائۃ مسائل کے چوبیسوین سوال کے
جواب مین روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے منقول ہی کہ جاننا چاہیے اس بات کو کہ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کوئی بات غیب کی نہین جانتے تھے مگر جسقدر کہ اللہ تعالی اون کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کروا دیتا تھا
سو جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتین معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے
اوس شخص پر صریح تکفیر کا حکم کیا ہی لمعارضتہ قولہ تعالی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ
اِلَّا اللّٰهُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ہ یعنی حکم تکفیر کا اس واسطے کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہی کہ سوای
اللہ کے کوئی شخص آسمان مین ہو یا زمین مین غیب کی بات کو نہین جانتا پھر اوس نے خلاف فرمودۂ حق تعالی
کے کیون ایسا اعتقاد کیا انتہی یعنی مائۃ مسائل کی عبارت کا مطلب تمام ہوا اور فتاوی قاضی خان کی فصل

نصر تطالنکاح مین لکھا ہی کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اللہ تعالی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ
بتاوے تو وہ نکاح باطل ہی اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح بغیر گواہون کے جائز نہین
پس جو نکاح کہ بگواہی خدا اور رسول کے ہو وہ نکاح شریعت مین لغو ہی اور بعض فقہانے کہا ہی کہ یہ گواہ کرنا اور ایسی بات
کہنا کفر ہی اس لیے کہ اوس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جان لیتے ہین اور یہ اعتقاد
کرنا کفر ہی انتہی اور اسی طرح مالا بد منہ اور عقائد سنیہ اور عینی اور عالمگیری اور فصول عمادی اور خزانۃ الروایات اور در مختار
اور شرح فقہ اکبر تصنیف ملا علی قاری مین بھی لکھا ہی یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ ہم جو غیبت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو گواہ کرتے ہین تو آپ صاحب سنتے اور جانتے ہین سو ایسا اعتقاد کرنے سے کفر لازم آتا ہی اور یہی مضمون
عدم سماعت موتی کا تفسیر کشاف اور مدارک اور بیضاوی اور جلالین اور جامع القرآن اور موضح قرآن اور شرح مقاصد اور
شاشی اور نظم الدلائل اور شرح درر علامۃ قاسم اور غرائب فی تحقیق المذاہب اور بحر رائق اور فصول فی تحقیق الاصول
اور مجمع البحار اور فتح القدیر وغیرہ کتب فقہیہ مین موجود ہی چنانچہ واسطے سند کے عبارت ان سب کتابون مذکورہ
کی لفظاً لفظاً لکھی جاتی ہی فی الکشاف قولہ تعالی اِنَّمَا یَستَجِیبُ الَّذِینَ یَسمَعُونَ ہ یعنی ان الذین تحرص
علی ان یصدقوک بمنزلۃ الموتی الذین لا یسمعون وانما یستجیب من یسمع کقولہ انک لا تسمع
الموتی وَالمَوتٰی یَبعَثُھُمُ اللّٰہُ مثل بقدرتہ علی الجائھم الی الاستجابۃ بانہ ھو الذی یبعث الموتی
من القبور یوم القیامۃ ثُمَّ اِلَیہِ یُرجَعُونَ للجزاء فکان قادرا علی ھولاء الموتی بالکفران یحییھم
بالایمان وانت لا تقدر علی ذلک وقیل معناہ و ھولاء الموتی یعنی الکفرۃ یبعثھم اللہ ثم الیہ یرجعون
فحینئذٍ یسمعون واما قبل ذلک فلا سبیل الی استماعھم انتہی وفی المدارک قولہ تعالی وَالَّذِینَ کَذَّبُوا
بِاٰیٰتِنَا یعنی بالقرآن وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقیل کذبوا بحجج اللہ وادلتہ علی توحیدہ صُمٌّ یعنی سماع الحق
وَبُکمٌ یعنی عن النطق والمعنی انھم فی حال کفرھم وتکذیبھم کمن لا یسمع ولا یتکلم فلھذا اشبہ الکفار
بالموتی لان الموتی لا تسمع ولا تتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی الشافعی فی تفسیر لباب التاویل فی معنی التنزیل
وقال الامام محی السنۃ فی معنی التنزیل تحت ھذہ الآیۃ انک لا تسمع الموتی الآیۃ انھم لفرط اعراضھم عما
یدعون الیہ کالمیت الذی لا سبیل الی سماعہ والصم الذی لا یسمع انتہی وایضا فی المدارک قُلِ ادعُوا الَّذِینَ
زَعَمتُم انھا الھتکم مِن دُونِہٖ من دون اللہ وھم الملائکۃ وعیسی وعزیرا ونفر من الجن عبدھم
ناس من العرب ثم اسلم الجن ولم یشعروا فَلَا یَملِکُونَ کَشفَ الضُّرِّ عَنکُم وَلَا تَحوِیلًا ہ ای ادعوھم فلا
یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضر من مرض او فقر او عذاب ولا ان یحولوھا الی آخرہ انتہی وفی البیضاوی
اِنَّمَا یَستَجِیبُ الَّذِینَ یَسمَعُونَ ہ ای انما یجیب الذین یسمعون بفھم وتاویل کقولہ او القی السمع وھو

شهيد و هولاء كالموتى الذين لا يسمعون والموتى يبعثهم الله فيعلمهم حين لا ينفعهم الايمان ثم اليه يرجعون
للجزاء انتهى وايضا في البيضاوي في قوله تعالى وهم عن دعائهم غافلون لانهم جمادات واما عباد مسخرون
مشتغلون باحوالهم انتهى وفي الجلالين والموتى اى الكفار شبههم بهم في عدم السماع يبعثهم الله في
الآخرة ثم اليه يرجعون يردون فيجازيهم باعمالهم انتهى وفي جامع القرآن قوله تعالى انما يستجيب دعوتك
بالايمان الذين يسمعون لا من ختم الله على سمعه فلا يتامل ولا يفهم والموتى يبعثهم الله اى الكفار كالموتى
لا يسمعون يبعثهم فيعلمون حين لا ينفعهم انتهى اور موضح قرآن مین اسی آیت کے فائدے مین لکھا ہی کہ
کافر مثل مردے کے ہین سنتے نہین قیامت مین دیکھکر یقین کرین گے انتہی وفی شرح المقاصد اما قوله تعالی
وما انت بمسمع من في القبور فتمثيل حال الكفرة بحال الموتى ولا نزاع في ان الموتى لا يسمعون انتهى وفي الشاشي
من حلف لا يتكلم فلانا فكلمه بعد موته لا يحنث لعدم السماع انتهى وفي نظم الدلائل ونحن نعترف بان الذين
في القبور لا يسمعون ما يكونون موتى انتهى وفي الدر للعلامة القاسم والميت لا يملك وانه ان ظن ان الميت
يتصرف في الامر كفر انتهى وفي الغرائب في تحقيق المذاهب راى الامام ابو حنيفة رحمه الله من ياتي القبور لاهل الصلاح
فيسلم ويخاطب ويتكلم ويقول يا اهل القبور هل لكم من خبر وهل عندكم من اثر انى اتيتكم من شهور وليس سؤالي
منكم الا الدعاء فهل دريتم ام غفلتم فسمع ابو حنيفة يقول مخاطبه بهم فقال هل اجابوا لك قال لا فقال سحقا لك
تربت يداك كيف تكلم اجسادا لا يستطيعون جوابا ولا يملكون شيئا ولا يسمعون صوتا وقرأ وما انت بمسمع من في القبور انتهى
وفي مجمع البحار من قصد لزيارة قبور الانبياء والصلحاء ان يصلي عند قبورهم ويدعو عندها ويسألهم الحوائج
فهذا لا يجوز عند احد من علماء المسلمين فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله وحده انتهى
وفي فتح القدير في كتاب الجنائز هذا عند اكثر مشائخنا وهو ان الميت لا يسمع عندهم على ما صرحوا به في كتاب
الايمان في باب اليمين بالضرب لو حلف لا يكلم فلانا فكلمه ميتا لا يحنث لانها تنعقد على ما حيث يفهم والميت
ليس كذلك لعدم استماع انتهى وايضا فيه في ذلك الباب قوله وكذلك الكلام يعني اذا حلف لا يكلمه اقتصر
على الحيوة فلو كلمه بعد موته لا يحنث فان المقصود منه الافهام والموت ينافيه لانه لا يسمع فلا يفهم انتهى اور
مالا بد منہ مین ہی کہ انبیا اور ملائکہ علیہم السلام باوجودیکہ اشرف المخلوقات اور مقرب بارگاہ ہین لیکن مانند سائر
مخلوقات کے کچھ علم اور قدرت نہین رکھتے مگر جسقدر کہ حقتعالی نے اون کو علم دیا ہی اور قدرت بخشی ہی اور ساتھ
ذات اور صفات حقتعالی کے ایمان رکھتے ہین جیسا کہ سب مسلمان رکھتے ہین اور بیچ دریافت اور ادراک کنہ الہی
کے ساتھ عجز اور قصور کے معترف اور مقر ہین اور ادای حقوق بندگی اور اطاعت مین بقدر وسعت اور طاقت
بشکر و توفیق الہی ناطق ہین انتہی محصلہ اور مولانا عبد القادر محدث دہلوی قدس سرہ نے موضح قرآن مین آیہ کریمہ

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ
غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ کے فائدے مین لکھا ہی شاید یہ اون کو فرمایا جو مرے ہوے
بزرگون کو پوجتے ہین اور موضح قرآن مین بیچ قصہ اصحاب کہف کے قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ
کے فائدے مین لکھا کہ اصحاب کہف کو اپنا سیکڑون برس غار مین رہنا ایک دن معلوم ہوا مرنا
اور سونا برابر ہی یعنی جیسا کہ مردہ کچھ سنتا جانتا نہین ویسا ہی سوتے کو بھی کچھ نہین معلوم
ہوتا اور موضح قرآن مین یہ بھی لکھا ہی کہ حضرت عزیر پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام کو اپنا سو برس مردہ
رہنا ایک دن معلوم ہوا انتہی سو اس سے بھی ثابت ہوا کہ مردون سے حاجت روائی چاہنا
بیفائدہ ہی اور اون کو عالم الغیب اعتقاد کرنا کفر ہی اور موضح قرآن مین اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ
یَسْمَعُوْنَ الی آخرہ کے فائدے مین ہی کہ یہ کافر مثال مردے کے ہین سنتے نہین قیامت
مین دیکھکر یقین کرینگے انتہی اور بلاغ المبین مین لکھا ہی کہ ثمرات الحیوۃ مین حدیث مَنْ زَارَ حَیًّا وَ
لَمْ یُرْزَقْ مِنْہُ شَیْئًا فَکَاَنَّمَا زَارَ مَیِّتًا کے معنی مین بیان کیا ہی کہ ظاہر حدیث سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی کسی زندے سے ملاقات کرے اور کچھ کھانے کی چیز اوس سے
کھانے کو نہ پاوے تو گویا اوسنے مردے کو دیکھا لیکن فی الحقیقۃ اگر کسی زندہ ولی کو پاوے
اور اوس سے کچھ فائدہ باطنی حاصل نہو تو گویا اوسنے مردہ ولی کو دیکھا اور شیخ بہاؤ الدین
زکریا ملتانی قدس سرہ نے بھی فرمایا ہی کہ اس حدیث مین رزق سے رزق عام مراد ہی
خواہ فائدہ ظاہری ہو خواہ باطنی اس واسطے کہ حدیث مین لفظ لم یرزق منہ شیئا فرمایا ہی لم یرزق
طعاما نہین فرمایا چنانچہ اکثر دعا مین کہتے ہین اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا نَافِعًا وَّفَھْمًا کَامِلًا
انتہی پس حق وہی ہی جو مجیب ممدوح نے لکھا کہ انکار فقہا کا اس امر استعانت اور استمداد
مین عام ہی الی آخر ما قال **قولہ** اور اسی طرح کسی قبر کے گرد طواف کرنا اور آس پاس پھرنا
بھی جائز نہین خواہ کسی نبی علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر شریف ہو خواہ کسی ولی علیہ الرحمہ
کی ہو چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مناسک مین لکھا ہی کہ طواف نہ کرے یعنی گرد
نہ پھرے کسی مکان بزرگ اور متبرک کے کیونکہ طواف کرنا کعبہ شریفہ کو مخصوص ہی پس قبور
انبیا اور اولیا علیہم الصلوۃ والثنا کے گرد طواف کرنا حرام ہی اور اس فعل کو اگر عوام جہال
عمل مین لاوین تو اون کا کچھ اعتبار نہین اگرچہ لباس علما اور مشائخ کی صورت مین ہون انتہی
تنبیہ معراج مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص سوای کعبہ شریفہ کے کسی ولی و مسجد کا طواف کرنے

تو اوس پر خوف کفر کا ہی اسی طرح کفایہ حاشیہ ہدایہ مین بھی ہی انتہی فقط **قولہ** اور اسی طرح قبر کو بوسہ دینا اور اوسکی طرف کو سجدہ کرنا
اور اوس پر چراغ جلانا بھی درست نہین شجرۃ الایمان مین لکھا ہی کہ گور کی طرف کو سجدہ کرنا اور اوس کو بوسہ دینا اور ہاتھہ سے
چھونا اور اوس کے گرد پھرنا اور اہل قبور سے حاجت روائی چاہنا اور قبرستان مین چراغان یعنی روشنی کرنا یہ سب امور
مکروہ تحریمی ہین انتہی **تائید** احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ قبرون کی زیارت کرنے مین مستحب یون ہی کہ قبلے کو پیٹھ دیکر
اور مردے کے منھہ کیطرف مقابل کھڑا ہو کر سلام علیک کہے جیسے کہ اوپر لکھا گیا لیکن قبر کو نہ ہاتھہ سے چھووے نہ بوسہ
دے کہ یہ عادت نصاری کی ہی انتہی اور قنیہ مین ہی کہ علامہ جار اللہ سے منقول ہی کہ مشائخ مکے کے ان سب باتون
کو انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ عادت اہل کتاب کی ہی اور مائۃ مسائل کے اٹھتیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہی
کہ ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین اور سوای اوس کے اور فقہا نے لکھا ہی کہ قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو ہاتھہ
نہ لگاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے ساتھہ ایسی حرکات کرنے کو نہی وارد ہی پس اور کسی کی قبر کا کیا
اعتبار ہی اور بوسہ بھی نہ دے کہ بوسہ تو ہاتھہ لگانے سے بھی زیادہ ہی اور حجر اسود کو مخصوص ہی فقط **قولہ** شیخ الاسلام
نے کشف الغطا مین لکھا ہی کہ قبر پر ہاتھہ نہ رکھے اور نہ چھووے اور پیٹھہ نہ جھکاوے اور اوس کی خاک منھہ کو نہ ملے
کہ یہ عادت نصاری کی ہی اور مشائخ علما ان سب باتونکو بہت تشدد اور تاکید سے منع فرماتے ہین اور یہ مضمون سب کتابون
مین موجود ہی اور قبر پر غلاف اور چادر بھی ڈالنا درست نہین چنانچہ نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ مرد کی قبر پر غلاف
ڈالنا درست نہین مطلقا اور عورتون کی قبر مین تختہ رکھنے سے پہلے نامحرمون کی نظر سے عورت کا جنازہ پوشیدہ
کرنے کو غلاف ڈالنا جائز ہی بعد دفن کر چکنے کے عورت کی قبر پر غلاف بھی ڈالنا جائز نہین ایکبار حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ نے ایک شخص کی قبر پر غلاف پڑا دیکھا تو آپ نے لوگون کو اس حرکت سے منع کیا اور علی ہذا القیاس قبر پر
پھول ڈالنا بھی درست نہین اس واسطے کہ تقرب الی غیر اللہ ممنوع ہی اور حرام اور چادر پھولون کی جنازے پر ڈالنا
بدعت ہی اور مکروہ تحریمی **تنبیہ** مائۃ مسائل کے اکتالیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہی کہ اگر واسطے تقرب میت کے
اوس کی قبر پر پھول ڈالتے ہین تو بالاجماع باطل اور حرام ہی جیسا کہ در مختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی اور اگر
واسطے زیب اور آرایش قبر کی ہی تو بھی مکروہ ہی اس واسطے کہ قبر محل زیب اور زینت کا نہین بلکہ جگہہ خوف اور عبرت کی ہی
پس قبر کے پاس ایسے کام کرنا چاہیین جنسے دنیا کا بھولنا اور اوس سے بے رغبتی حاصل ہو اور عاقبت یاد آوے
کہ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کا حکم فرمایا ہی سو جو کام کہ خلاف مقصود شارع کے ہی وہ
زیارت قبور سے مطلوب نہین اور آرایش اور تجمل قبور کی صریح خلاف مقصود شارع کے ہی اور جو لوگ کہ سبزہ اور گل
قبر پر ڈالنا جائز رکھتے ہین وہ اس حدیث کو سند پکڑتے ہین اور دلیل لاتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دو قبرون پر گذرے تو فرمایا کہ یہ دونون قبر والے عذاب مین گرفتار ہین اس سبب سے کہ ایک ان دونون کا پیشا

کرنے کے بعد استنجا نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری شاخ کو
دو ٹکڑے کرکے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا امید
ہے کہ ان ٹکڑوں کے سوکھنے سے پہلے ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے شیخ عبد الحق قدس سرہ نے
اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو ایک جماعت سبزہ اور گل اور ریحان قبر پر ڈالنے کے واسطے سند لاتے
ہیں اور خطابی جو اہل علم کے امام اور شارحان حدیث کے پیشوا ہیں اونھوں نے اس قول کو رد کیا ہے اور کہا ہے
کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور قبروں پر سبزہ اور گل ڈالنے کے واسطے اس حدیث کو سند ٹھہرانا بیجا ہے اور صدر اول
میں نہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ بنا اس تحدید اور توقیت کی اس پر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونوں
کے واسطے جناب الٰہی میں شفاعت کی تخفیف عذاب میں سو وہ شفاعت قبول ہوئی اوس شاخ کے خشک ہونے
کے وقت تک اور لفظ لعل کا جو حدیث میں وارد ہے سو وہ لفظ اسی مطلب کو چاہتا ہے اور کرمانی نے لکھا ہے کہ لکڑی
میں واسطے دفع عذاب کے کچھ خاصیت نہیں بلکہ دفع عذاب بسبب برکت دست مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تھا فقط **قولہ** اور قبر پر خیمہ اور شامیانہ کھڑا کرنا بھی مکروہ ہے شرعۃ الاسلام وغیرہ میں لکھا ہے کہ قبر پر مسجد بنانا نماز پڑھنے
کو اور اوس پر قبہ بنانا یا خیمہ کھڑا کرنا قبر پر سایہ کرنے کو مکروہ ہے اس واسطے کہ میت کو تو اوس کا عمل ہی سایہ کرتا ہے
تائید و حافظ الاسلام محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں بیچ باب الجریدۃ علی القبر کے لائے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ کھڑا ہوا دیکھا تو کہا لوگوں سے کہ اس کو دور کرو عبد الرحمن کا تو عمل ہے اوسکو سایہ کرتا ہے
انتہی اور مائۃ مسائل میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے
اور اوس پر کچھ بنا کرنے سے اور اوس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ اور مراد بنا سے حدیث میں
عام ہے کہ عمارت بنائی جاوے یا خیمہ کھڑا کیا جاوے جیسا کہ ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق اور شرح مشکوۃ ملا علی قاری کے سے معلوم ہوتا ہے الی آخرہ
انتہی اور طیبی نے مشکوۃ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ لفظ حدیث کا یعنی ان یبنی علیہ دو وجہوں کا احتمال رکھتا ہے
ایک یہ کہ بنا قبر پر پتھروں سے بنائی جاوے یا جو چیز کہ قائم مقام پتھر کے ہو اور دوسری وجہ یہ کہ قبر پر خیمہ ورمانند
اوسکے کچھ اور کھڑا کیا جاوے سو دونوں چیزیں ممنوع ہیں اس واسطے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں اور عمل جاہلیت کا
ہے انتہی اور جوہرہ نیرہ شرح قدوری میں لکھا ہے کہ قبر کو کہگل کرنا اور اوس پر گچ کرنا اور اوس پر کچھ بنانا اور کچھ لکھنا
مکروہ ہے کیونکہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبروں کو گچ مت کرو اور نہ اون پر کچھ بناؤ اور نہ اوپر
بیٹھو اور نہ کچھ لکھو انتہی اور اسی طرح زیلعی شرح کنز اور بحر الرائق شرح کنز اور فتح القدیر اور منح الغفار اور درہم الکیس اور
خلاصۃ الفقہ اور خلاصی اور مجمع البحرین میں بھی لکھا ہے اور صغیری شرح منیۃ المصلی اور مستملی شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے
کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قبر پر گھر یا قبہ یعنی گنبد وغیرہ بنانا مکروہ ہے اور جامع رموز شرح مختصر وقایہ

میں لکھا ہی کہ قبر پر مقبور کا نام لکھنا اور کچھ بنانا اور نقش و نگار کرنا یا قبر کو اونچا کرنا اور یہ [illegible] سب مکروہ ہی انتہی اور
مضمرات اور زاہدی میں ہی کہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قبر کو ہوا لگنے سے اور اوس پر بیٹھنے سے
سے صاحب قبر کے گناہ معاف ہوتے ہیں انتہی اور طوالع حاشیہ در مختار میں لکھا ہی کہ زینت کے واسطے
قبر پر کچھ بنانا حرام ہی اور محکم اور مضبوط ہونے کے واسطے بنانا مکروہ ہی اس واسطے کہ بنا تو واسطے بقا کے
ہوتی ہی اور قبر مقام فنا کا ہی انتہی اور اسی طرح فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی رحمانیہ و فتاوی
سراجیہ اور فتاوی ابراہیم شاہی اور مختار الفتاوی اور فتاوی عجیب اور مفید المستفید او محیط اور برہنہ اور مالابد منہ
اور امداد الفتاح شرح نور الایضاح وغیرہ میں بھی موجود ہی اور مفید المومنین میں لکھا ہی کہ قبروں پر بنا کرنا حرام ہی
اور جو شخص کہ اس کو مباح کہے تو اوس نے ایسی چیز کو مباح کہا جو سنت سے ممنوع اور منہی عنہ ہی انتہی و حجۃ العلما
میں لکھا ہی کہ قبروں پر مثل قبہ وغیرہ کچھ بنانا جائز نہیں خواہ وہ قبریں اولیا اور علما کی ہوں خواہ کسی اور کی انتہی
غرضکہ سیکڑوں کتب فقہ اور حدیث میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور
فقہا اور محدثین متقدمین اور متاخرین سے حرمت اور کراہت ان سب چیزوں کی مرقوم ہی فقط **قولہ** اور سوای
خدای تعالی کے کسی اور کے واسطے نذر یعنی منت ماننا اور شیرینی یا طعام بطریق نذر کے یا بطریق تقرب کے قبر کے
پاس لیجانا بھی جائز نہیں بلکہ بدعت اور مکروہ تحریمی ہی اور ایسے کام تو کفار اپنے بتوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں در مختار
میں لکھا ہی کہ جو نذر کہ موتی کے واسطے مقرر کرتے ہیں اور جو دراہم اور روغنا اور شمع اور تیل وغیرہ کہ اہل قبور کے
تقرب کے لحاظ سے اولیای کرام کی قبروں پاس لیجاتے ہیں سو یہ کام بالاجماع سب علما کے نزدیک باطل
اور حرام ہی جبتک کہ اوس کے خرچ کرنے کا قصد فقرا اور مساکین پر نہو اور اس بات میں بہت لوگ مبتلا اور عادی
ہو رہے ہیں علی الخصوص اس ماننے میں چنانچہ علامہ قاسم نے درر البحار کی شرح میں بیان کیا ہی کہ اسی واسطے
امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عوام لوگ میرے غلام ہو جاویں تو میں ان سب کو آزاد کردوں اور اون کی میراث قبول کروں
اور یہ اسواسطے کہ وہ عوام سمجھتے نہیں سو ہر کوئی اون کی یہ حرکتیں دیکھکر فریفتہ اور مغرور ہو رہے ہیں انتہی در کشف الغطا
میں بحر الرائق سے منقول ہی جو نذر کہ عوام الناس اولیا اور صلحا کی قبروں پاس جا کر مانا کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ یا فلانے حضرت اگر تم ہماری فلانی حاجت پوری کر دو گے تو ہم اسقدر نقد یا کھانا وغیرہ تمہاری نذر ادا کریں گے
سو یہ نذر بالاجماع باطل ہی اسواسطے کہ کسی مخلوق کی نذر ماننا اور اوس کا کرنا جائز اور روا نہیں انتہی و فتاوی
عالمگیری میں بھی اسی طرح لکھا ہی اور مشکوۃ شریف میں لکھا ہی کہ ابو داؤد نے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ یعنی جس نذر کے وفا کرنے میں اللہ تعالی کا گناہ ثابت ہوتا ہو اوسکا
وفا کرنا درست نہیں ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین ۰

تائید بالا بدمنه مین لکھا ہے کہ انبیا اور اولیا علیہم الصلوة والثنا کی قبرون کیطرف سجدہ کرنا اور اون کے گرد پھرنا اور اونسے
دعا مانگنا اور اون کی نذر ماننا حرام ہے بلکہ بعضی چیزین اون مین کفر کو پونہچا دیتی ہین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسے لوگون پر لعنت کی ہے اور ایسے کامون سے منع فرمایا ہے اور کہا کہ میری قبر کو بت مت بنائیو انتہی فقط **قولہ** خاتمہ
اس بیان مین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو شخص ہے سو اوس کو مرنا برحق ہے پس کسی آدمی کو موت سے چارہ نہین ہر ایک کو
شربت موت کا چکھنا لازم ہے سو باوجود اس امر یقینی اور لابدی کے کوئی نہین جانتا کہ کہان سے کھاوے گا اور کب مریگا
اور کل روز آیندہ مین کیا کرے گا یہان تک کہ سب انبیا اور سب رسول علیہم الصلوة والسلام اس باب مین یہی فرماتے
آے ہین کہ ہمکو اس کی اصلا کچھ خبر نہین چنانچہ اشرف المخلوقات سرور کائنات حبیب خدا سرگروہ انبیا یعنی ہمارے پیغمبر جناب
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا اور کئی بار قسم کھا کر کہا کہ باوجودیکہ مین رسول خدا کا تو بھی نہین جانتا کہ میرے ساتھ کیا
معاملہ ہوگا اور تمھارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا پس اس صورت مین ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ جمیع حقدارون کے
حقوق ادا کرنے مین جلدی کرین اور سب کے حق ادا کرتے رہین کہ مبادا ایسے وقت مین موت آ گھیرلے کہ نوبت حق
ادا کرنے کی نہ پونہچنے پاوے پھر اوس حق کے بدلے مین قیامت کے دن گرفتار اور ماخوذ ہون اللہ تعالی نے
فرمایا ہے کہ جسوقت کسی کی موت آپونہچتی ہے تو ایک دم کی فرصت اور تقدیم اور تاخیر نہین ہوسکتی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ آدمی کو
دنیا مین دو چیزین بہت ناخوش ہین ایک موت دوسری محتاج کنگال ہونا حالانکہ یہ دونون بہتر ہین فرمایا اللہ صاحب نے
سورہ بقرہ مین کہ بعضی چیز ایسی ہے کہ وہ تمکو بری معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت وہ چیز تمھارے حق مین اچھی ہے اور بعض چیز
تمکو اچھی لگتی ہے باوجودیکہ وہ چیز تمھارے واسطے بری ہے سو موت تو اس واسطے بہتر ہے کہ بڑی عمر ہونے مین رنج اور تکلیف
دنیا کی زیادہ ہوگی اور محتاج اور کنگال رہنا اس واسطے اچھا ہے کہ جسقدر دنیا مین آدمی کے پاس مال اور اسباب دنیا کا کمتر ہوگا
اوسی قدر قیامت کے دن مواخذہ اور محاسبہ بھی کمتر ہوگا اور فرمایا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو دنیا مین
اسطرح پر رہنا اختیار کر جیسے کوئی مسافر یا راہ گیر اور شمار کر اپنی جانکو اہل قبور مین اور جاننا چاہیے کہ تین چیزین مرنے
کے بعد جنازے کے ساتھ جاتی ہین ایک میت کے خویش اور اقربا دوسرا مال تیسرا میت کے اعمال سو مال
اور اقربا تو یہان ہی رہجاتے ہین اور صرف اعمال اوس کے خواہ نیک ہون یا بد ہون سو ہمیشہ قیامت تک
اوس کے ساتھ رہتے ہین سو قیامت کے دن اون عملون کا بدلہ ضرور دیکھے گا چنانچہ اللہ صاحب فرماتے
ہین جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا اوسکو بھی دیکھے گا اور جو برائی ذرہ برابر کرے گا اوسکو بھی دیکھے گا **قولہ**
اور دنیا مین آدمی کو چار چیز کی حاجت بہت ہے کہ بغیر اون کے حیران اور پریشان یعنی ڈانوان ڈول یا جھکول
رہتا ہے ایک رہنے کو مکان دوسرا بدن چھپانے کو لباس تیسرا آگ جلانے کو کھانا یعنی خوراک چوتھا پیاس بجھانیکو
پانی سو آدمی کو لازم ہے کہ ان چیزون کو بقدر ضرورت بہم پونہچا کر شب و روز عاقبت کے سنبھالنے کی فکر مین لگا رہے

کیونکہ قیامت کے دن پانچ چیز کا سوال ہر ایک سے ہوگا ایک عمر کا سوال کہ کس کام مین خرچ کی دوسرا جوانی کا کہ کس چیز
مین صرف کی تیسرا اور چوتھا یہ کہ مال کہان سے لایا اور کہان اوٹھایا پانچوان عمل کا بعد علم کے یعنی جان بوجھ کر او علم
پڑھ کر اعمال نیک کیون نہین کیے بس آدمی کو اوس روز کی باز پرس اور پوچھ گچھ کا اندیشہ اور خیال رکھنا او بہشت
کے عذاب سے ڈر کر ہر وقت دل مین اوس کا خیال رکھنا اور اپنی عمر عزیز کو حقتعالی کی بندگی اور عبادت مین
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت مین صرف کرنا لازم ہی اور جو یہ چاہے کہ دنیا کے بھی مزے لو
اور دین کی بھی بھلائیان سمیٹے سو یہ بات بہت مشکل ہی یہ نہین جانتا کہ دنیا کے مزون مین پڑ کر تو اچھے لوگ
بگڑ جاتے ہین بقول شیخ سعدی رحمہ اللہ **قطعہ** ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید ✽ وز زبان آوران پاک نفس ✽ چون
بدنیای دون فرود آمد ✽ بعسل در بماند ہمچو مگس ✽ اور بقول مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ **بیت** دین و دنیا
ہر دو کی آید بدست ✽ این فضولیہا مکن ای خود پرست ✽ اور جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ پانچ چیزون کو غنیمت جانو جوانی کو بوڑھا ہونے سے پہلے صحت کو بیمار ہونے سے پہلے فراغت کو مفلس ہونے سے پہلے
بیکاری کو کسی کام مین مشغول ہونے سے پہلے زندگی کو مرنے سے پہلے **قولہ** حاصل اس تحریر اور تقریر کا یہ کہ جسکو بعد ایمان
کے عمل صالح نصیب ہوے اور ہمیشہ آخر عمر تک نیک کام کرتا رہا اور مرتے وقت کلمہ توحید زبان سے کہکر اس جہان
فانی سے عالم باقی کو رخصت ہوا تو قطعا اور یقینا بلا حساب جنتی ہوا چنانچہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
جس شخص کا سب کلامون سے پچھلا کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ بہشتی ہی اس واسطے کہ اعمال صالحہ بغیر ایمان اور اسلام
کے ہرگز کچھ کام نہ آوین گے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب قیامت کے دن بندہ مومن
کے اعمال حسنہ اللہ تعالی کی جناب معلی مین حاضر ہون گے اول نماز روبرو آ کر کہے گی یا الہی مین نماز ہون تب اللہ
صاحب فرماوین گے کہ تو خیر اور نیکی پر ہی پھر زکوۃ آکر عرض کرے گی کہ مین زکوۃ ہون اوسکو فرماوے گا تو بھی
خیر اور نیکی پر ہی بعد اوسکے روزہ حاضر ہو کر بولے گا کہ مین روزہ ہون اوسکو بھی باریتعالی ارشاد کرے گا کہ تو بھی
خیر اور نیکی پر ہی غرضکہ اسی طرح اوس کے بعد سب اعمال نیک درجہ بدرجہ حضور والا مین حاضر ہو کر عرض کرین گے
اور سب کو وہی جواب ملے گا آخرش سب کے بعد اسلام حاضر ہو کر یون کہے گا کہ خداوندا تو سلام ہی اور مین
اسلام ہون تو حقتعالی اوسکو اسطرح فرماوے گا کہ تو بھی خیر اور نیکی پہ ہی اور مین آج تیرے باعث سے مواخذہ
کرونگا اور تیرے واسطے بخشونگا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر احوال فرما چکے تو یہ آیت پڑھی
وَمَن یُرِدِ اللهُ اَن یَهدِیَهُ یَشرَح صَدرَهُ لِلاِسلَامِ یعنی جس شخص کو اللہ چاہتا ہی کہ اوسکو ہدایت کرے
اور راہ راست اسلام کی دکھاوے تو اوس کا سینہ کشادہ اور فراخ کر دیتا ہی اسلام کے واسطے اب جاننا چاہیے
کہ پورا مسلمان وہ ہی جو دنیا اور عقبی کے جمیع امور مین ہر وقت اور ہر ساعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیروی اور اتباع کا لحاظ رکھے اور کسی وقت کسی ادنی آدمی کو بھی ناحق اور بغیر سبب شرعی اپنے ہاتھ اور زبان سے نہ ستاوے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا ہی کہ مسلمان وہ شخص ہی جسکے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اون کی طریق اور سنت کا اتباع ہر وقت ظاہر اور باطن حاضر اور غائب ہر فرد انسان پر فرض اور واجب ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کا ثمرہ محبت حق تعالی کی ہی **قولہ** اور جب تک کہ خدا اور رسول خدا کی محبت ساری مخلوقات کی محبت پر انسان کے دل مین غالب نہوگی حلاوت اور مزہ ایمان کا نہ پاوے گا چنانچہ اللہ صاحب نے سورۂ آل عمران مین خود فرمایا ہی کہ ای ہمارے رسول مقبول تم اون لوگون سے جو ہماری محبت کا دعوی رکھتے ہین فرما دو کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو اور اوسکو چاہتے ہو تو میری فرمان برداری کرو اور میری راہ چلو تو اللہ تمکو چاہے اور تمہارے گناہون سے درگذرے اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص مین تین چیزین ہووین گی تو وہ شخص ان چیزون کے باعث ایمان کی حلاوت اور چاشنی پاوے گا ایک یہ کہ اوس کے نزدیک سب سے زیادہ تر دوست اور محبوب ہووے اللہ اور اوس کا رسول دوسری یہ کہ کسی کو دوست رکھے تو محض للہ دوست رکھے تیسری یہ کہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد اور کافر ہو جانے کو اور اسلام سے پھر جانے کو ایسا برا جانے جیسا کہ اپنی جان کو آگ مین پڑنے کو برا جانتا ہی اور ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ آپس مین ایک دوسرے کا حق ادا کرتے رہین یعنی جس وقت ملاقات ہو تو سلام اور کلام اور طعام سے پیش آوین اور پیٹھ پیچھے اون کی خیر خواہی کرین اور حسد و بغض اور ہجو اور دشنام سے یاد نہ کرین اور غیر کے عیب کو اپنا عیب سمجھکر ستاری اور پردہ پوشی کرین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہی **قولہ** اور یہ بھی چاہیے کہ مسلمانون کی غیبت اور بدگوئی اور بدگمانی سے احتراز کرین حدیث شریف مین غیبت کو زنا سے بھی زیادہ برا فرمایا ہی لیکن تین آدمیون کی غیبت کرنا یعنی پیٹھ پیچھے اونکے عیب پر لوگون کو خبردار اور آگاہ کر دینا روا ہی تاکہ لوگ اوس کا عیب دریافت کرکے اوس کی صحبت سے احتراز کرین اور آپ عبرت پکڑین اور اوس عیب سے دور رہین **تایید** عین العلم مین حدیث شریف نقل کی ہی کہ فاجر کا عیب لوگون کے آگے بیان کرو تاکہ لوگ اوس سے پرہیز کرین انتہی اور ایک فائدہ یہ بھی متصور ہی کہ شاید کوئی شخص اوس کا عیب سنکر اوسکو وعظ اور نصیحت کرے تو وہ اوس حرکت سے باز آوے اور آیندہ کو توبہ کرے یا لوگون مین اپنے عیب اور بدخوئی کا چرچا ہونا سنکر وہ از خود غیرت مین آکر اوس عیب کو چھوڑ دے اور راست اختیار کرے فقط **قولہ** اون تین مین جنکی غیبت درست ہی ایک حاکم ظالم ہی دوسرا بدعتی تیسرا وہ فاسق جو گناہ کرکے لوگون مین اپنا عیب ظاہر کرے اور شیخی مارے اور اتراوے چنانچہ کتاب ابن ابی الدنیا مین غیبت کی مذمت اور برائی بیان کی ہی اوس کے ضمن مین ایک حدیث مرسل حضرت علی

مرتضی رضی اللہ عنہ سے بروایت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منقول ہی کہ تین شخص کی ہتک حرمت کرنا حرام نہین ایک
وہ جو اپنے فسق اور گناہ کو لوگون پر ظاہر کرے دوسرا بادشاہ ظالم تیسرا بدعتی اور ریاض الصالحین وغیرہ مین ان تینون
شخص کے سوای بعض بعض اور لوگون کی بھی غیبت کرنا روا لکھا ہی واللہ اعلم غرضکہ مسلمانون کو چاہیے کہ
آپس مین اتفاق اور اتحاد کی راہ سے ایک دوسرے کی خیرخواہی اور حاجت روائی مین دریغ نہ کرین
برابر دوسرے کی بھی بھلائی چاہین اور ہر ایک کے عیب کو اپنا عیب جانکر عیب پوشی لازم جانین اور تنہائی مین
عیبون پر اون کو آگاہ اور خبردار کرکے نیک کامون کی نصیحت کیا کرین کیونکہ یہی تو عین دین اور اسلام ہی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین تو نصیحت اور پند ہی کا نام ہی اور اگر اتفاقا بر تقدیر کسی معاملہ دنیاوی سے
آپس مین کچھہ شکر رنجی اور ناخوشی ہو جاوے تو تین دن سے زیادہ سلام اور کلام ترک نہ رکھین بلکہ تین دن کے
اندر ہی ملاپ کرلین جو شخص ناخوشی کی حالت مین اپنے دل سے کدورت اور رنجش کو دور کرکے صاف نیت سے
پہلے سلام علیک کہکر ملاقات کرے گا اور کبھی بچشم حقارت سے اوس کو نہ دیکھے گا اور کبھی ٹھٹھا اور تمسخر نہ کرے گا
تو وہ اوس دوسرے سے افضل اور بہتر ہی اللہ تعالی نے سورۂ حجرات مین فرمایا ہی کہ ای ایمان والو ٹھٹھا نہ کرین
ایک لوگ دوسرون سے شاید وہ بہتر ہون انسے اور نہ عورتین دوسری عورتون سے شاید وہ بہتر ہون انسے
اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑ ایک دوسرے کی گنہگاری پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے
تو وہی لوگ ہین بے انصاف **قولہ** اور چاہیے کہ جو لوگ دین کے پیشوا اور اہل یقین کے رہنما تھے اون کے
واسطے ہمیشہ دعا مغفرت اور رحمت کی کرتے رہین چنانچہ کاتب الحروف بھی اس رسالے کو اسی دعا پر ختم کرتا ہی رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
رَءُوفٌ رَحِيمٌ ○ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ یعنی
ای رب ہمارے بخش دے تو ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو آگے پونہچے ہم سے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دلون
مین بیر ایمان والون کا ای رب تو ہی ہی نرمی والا مہربان اور تمامیت ہماری دعا کی اس پر کہ سب خوبی اللہ کو
ہی جو صاحب سارے جہان کا ہی فقط الحمد للہ والمنہ کہ امروز تاریخ ستائیسوین شہر ذی الحجہ سنہ ایکہزار دوسو چھپن ہجری
قدسی مین اس بندۂ عاصی خادم المومنین الموحدین محمد سعد الدین کو اقامہ اللہ تعالی علی طریق سنۃ سید المرسلین محمد ن المصطفی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ترجمہ اور شرح رسالہ متبرکہ موسومہ بمسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین کے
سے مع دیگر فوائد اور لوازم آن فراغت حاصل ہوئی اللہ تعالی مجکو اور جمیع مومنین اور مومنات کو اس کے
مطالب کے یاد کرنے کا شوق اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرماوے اور اس رسالۂ مختصر مجموعہ
فوائد موجزہ کو میرے واسطے دنیا کی ذلت اور خواری سے بچنے کا وسیلہ اور عقبی کے عذاب اور عتاب سے

...ملنے کا ذریعہ کرے کیونکہ غرض اس عاصی کی اوس رسالہ معتبرکو بزبان اردو بیان کر دینے سے یہی ہی کہ ہر ایک ناواقف اس کے مضامین پر واقف ہوکر خدا کا خوف کرے اور جمیع شادی اور غمی مین موافق احکام شرع اور مطابق سنت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے عمل کرتا رہے اور بدعات اور منہیات سے بچ کر بیجا اور زیرباری اور قرضداری بیفائدہ سے رفاہ پاوے اور جب کہ اس پر عمل کرنے کے سبب سے دنیا اور آخرت

زیرباری اور عذاب سے رفاہ حاصل ہونا ضرور ہی اسی واسطے اس کا نام رفاہ المسلمین فی شرح مسائل اربعین رکھا ہی یا مجیب الداعین یا ارحم الراحمین بطفیل جناب سرور عالم فخر نبی آدم مہر عرب ماہ عجم سید المرسلین علیہ و علی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ افضل صلوات المصلین واکمل تسلیمات المسلمین مجھکو اور سب مسلمانون کو کفر اور معصیت اور شرک اور بدعت سے محفوظ رکھ اور جمیع فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات مین ساتھہ اتباع سنت کے امحای بدعت نصیب کر آمین الٰہی ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصل علی خیر خلقک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تمت

خاتمۃ الطبع خدا کے فضل و کرم سے اِن دونون کتابون بدل + شادی اور غم کی دستور العمل + سیدھی راہ نجات کی + برائی رسوم شرک اور بدعات کی + جسکے عمل سے دنیا مین آسانی آخرت مین بھلائی + اور خلاف مین یہان کی مشکل وہان کی رسوائی + شرح اردو مسائل اربعین + فی بیان سنۃ سید المرسلین + نام اوس کا **رفاہ المسلمین** تصنیف جناب مولوی سعد الدین بداؤنی مد ظلہ العالی علی روس الطالبین مسلے اسکے ٹھیک اور تقریر صاف اور راست + مضمون قرآن حدیث کتب فقہ کا نہ کم و کاست + اہتمام سے مجھ خاکسار امیدوار رحمت ایزد منان محمد عبد الواحد بن محمد مصطفی خان مرحوم ابن حاجی محمد روشن خان مغفور کے مطبع مصطفائی واقع لکھنو محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ

بیسوین ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۲ ہجری

مین چھپی فقط